بہ میمنِ توفیق حسن آفرینِ شاہدانِ جہان و عشق آموزِ عاشقانِ زمانہ

اندنون یہ عروس حجلہ نشین کرشمہ و ناز و شاہد رعنای شوخ و طناز غارتگر متاع صبر و شکیب مسمی بہ

فسانۂ دلفریب

۱۹۱۴

تصنیف بلبل شیوا زبان بوستان سخندانی تلمیذ فکر آتش کلام عیش تخلص منشی فدا علی نام عرف اچھے صاحب مرحوم

مطبع آفاق مرجع منشی نولکشور لکھنؤ میں حسن انطباع سے مزین ہوا

(باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

۵ جزو

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنہین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
قصہ ٹھگ در سہ حصہ۔ مطبوعہ غیر	عہ/ ب
ایضاً۔ حصہ چہارم۔ ”	۱۲/ ب
بیرنا بالغ در دو حصہ۔ ”	عہ/ ب
سوانح عمری عمرو عیار۔ ”	عـ۸/ ب
سیرت محمدیہ۔ ”	ے/ ب
تاج کامیابی۔ ”	۷/ ب
سوانح عمری شیطان ”	عـ۸/ ب
الف لیلہ دنیا زاد بطرز ناول۔	عـ۸/ ۱۲ ب
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت۔	عـ۸/ ب
پھول والون کی سیر۔ مطبوعہ غیر۔	۶/ ب
ترجمہ اُردو ورابن سن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہی مطبوعہ غیر۔	۱۱/ ب
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد اللہ شاہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین صاحب۔	عہ/ ۱۲
الف لیلہ باتصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد۔	عہ/ ب
فسانہ عجائب جلی قلم۔ باتصویر۔ بعبارت رنگین و نمکین مصنفہ مرزا رجب علی بیگ سرور۔ کاغذ سفید گندہ۔	۹/ ب
ایضاً۔ کاغذ خاکی گندہ۔	۷/ ب
الف لیلہ باتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علیخان صاحب۔	۱۴/
قصہ سندباد جہازی۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ۔	۲/ ب
کامروپ کا جادو۔ اُردو کاغذ سفید۔	۳/ ب
جادۂ تسخیر قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علی خان صاحب۔	عہ/ ب
فسانہ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور۔	۶/
ایضاً۔ بلا تصویر۔ خفی قلم۔	۳/

بہ یمن توفیق حسن آفرین شاہدان جہان عشق آموز عاشقان زمان

اندنون یہ عروس حجلہ نشین کرشمہ و ناز و شاہد رعنای شوخ و طناز غارتگر متاع صبر و شکیب مسمی بہ

فسانۂ دلفریب

۱۹۱۴

تصنیف بلبل شیوا زبان بوستان سخندانی ناسخ فکر آتش کلام عیش تخلص منشی فدا علی نام عرف اچھے صاحب مرحوم

مطبع آفاق مرجع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن الطباع مزین ہوا
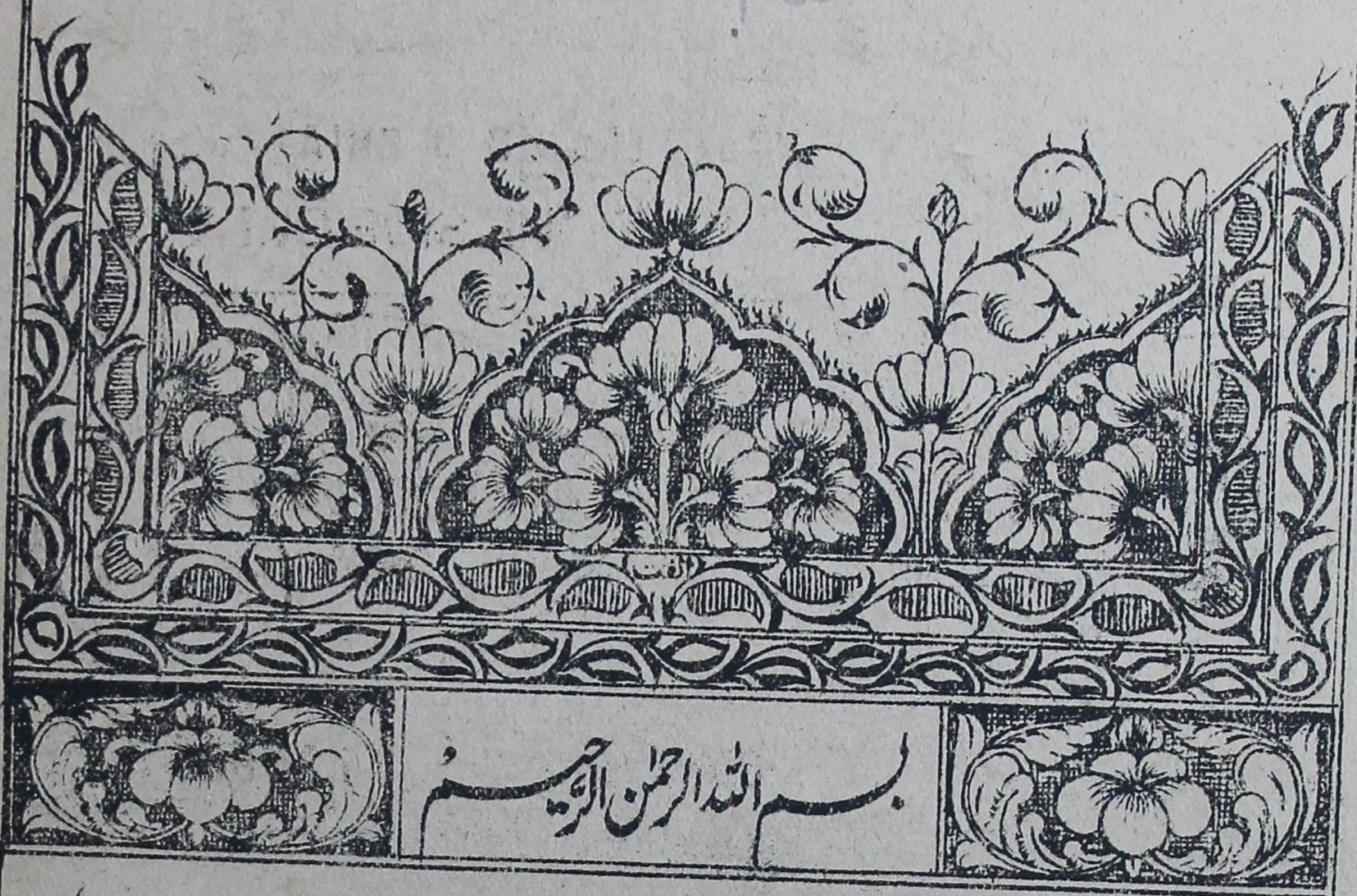
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فخر و شوکت کلام حمد اُس مصوّر ما یشاء فی الارحام کی ہی جس نے مرقع عالم کو ایک حرف کن سے خلق فرما کر نئی نئی صورتون کی
تصویرین بنائین جنکی عمدہ عمدہ صنعتین مناسب ترکیبین کسی شکل سے ارژنگ فکر و وہم و قیاس مانی و بہزاد مین نہ آئین
آخر کار یہ نقشہ ہوا کہ ربنا ما خلقت ہذا باطلا کا اقرار کیا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم سے اُسکی قدرت کاملہ کا نمونہ
ظاہر ہی فتبارک اللہ احسن الخالقین کے مضمون صنائع مشحون ہر بنی نوع انسان سے واقف و ماہر ہے
صنم کدہ گیتی مین جو صورت زیبا تمثال رعنا نظر آئی اُس صناع حقیقی کی صنعت بیمثال پر شاہد عادل ہاتی آتش سے
رہنہ ای مانی شبیہ یار کی تدبیر مین ÷ قدرت اللہ دیکھ اس بولتی تصویر مین ÷ ونفخت فیہ من روحی سے طور مزہ دکھایا
ہر گلی صورت مٹی کی مورت کو اشرف المخلوقات بنا کر لباس فاخرہ و لقد کرمنا بنی آدم پہنایا جس نے فروتنی اختیار کی
خاکساری کو اپنا شعار کیا مسجود ملائکہ مقربین و کروبیان عرش برین ہوا جس نے مرآت خودبینی مین انا و لیس غیری
کی صورت دیکھی زمرہ اخوان الشیاطین مین داخل ہو کر مردود رب العالمین ہوا یہ مشکل ہوئی کہ بشر جبتک
دائرہ عبودیت مین رہا اچھا رہا جب قدم باہر رکھا ٹکسال باہر ہوا شاہد حال کلمہ حق برغرور منصور حلاج ہے
یہ مقولہ لا علاج ہی ذرا جو بیہودہ منھ کھولا ناحق انا الحق بولا اُس بڑے بول نے منھ کی کھلوائی دار پر مدار ہوا سر دست
یہ سزا پائی جس خودپسند نے ہم با ذنی کا دم بھرا اُسکی یہ صورت ہوئی جیتے جی کھال کھنچی صم بکم کی کیا بات ہی من سکت
سلم عجب طریق نجات ہی خلاق جہان نے اس خاک کے پتلے کو ایسا حسین و جمیل خوبصورت و شکیل

بنایا جسکے مشاہدۂ جمال نے ہاروت وماروت کو چاہ بابل جھکایا آتش ؎ جمال حور وپری پر ہی طعنہ زن مٹی ہا
بلاے جان ہوئی سرخ وسفید بن مٹی ؛ اسی خاک سے انبیا اولیا پیدا ہوئے اسی حماءٍ مسنون سے گبر وترسا
ہویدا ہوئے انسان ضعیف البنیان بھی کس بلا کا پتلا ہی جسنے بار امانت کس سبکدوشی سے اُٹھالیا انا عرضنا
الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منہا وحملہا الانسان کا مصداق ہوا خورشید سخن کی
چمک نعت اُس آفتاب آسمان نبوت ومہر درخشان فلک رسالت کی ہی جسنے اپنے نور جمال وشعشہ حسن خداداد سے ظلمت کدۂ
ایجاد وتکوین کو روشن ومنور فرمایا گم کردگان راہ ضلالت وکوچۂ غوایت کو چراغ ہدایت دکھلا کر راہ راست پر لایا وہ کون
حضرت ابو القاسم احمد مجتبی محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جنکی شان رفیع المکان مین خدا نے والنجم اذا ہوی ما ضل
صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی فرمایا ہی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین بھی قرآن مجید وفرقان حمید مین
انھین کی مدح وثنا مین آیا ہی لمولفہ ؎ تو وہ تازہ بہار گلشن تکوین قدرت ہی ؛ بہشت آسمان اک پھول ہی تیرے
گلستان کا ؛ حسن بیان سپہر امامت کے بروج اثنا عشر کی منقبت کالملح فی الطعام ہی اگر یہ نہین تو بے مزہ کلام ہی سیما
مدح امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ضرور ہی جسکی سرشت مین انکی ولایت نہین اُسکے ایمان
مین فتور ہی ؛ سبحان اللہ یہ وہ بندۂ خدا ہی جسکے عبد ومعبود ہونے مین دھوکا ہی لمولفہ ؎ خدائی مین خدا کی جز علی کسکا یہ رتبہ
ہی ؛ خدا بھی ہوگئے مشہور ہمنام خدا ہو کر ؛ گیارہ فرزند دلبند وارجمند اسکے درۃ التاج فرقدین گوشوارہ عرش برین
ہین لنگر جہاز آسمان وزمین ہین جو دل سے انکا دستدار ہی بحر عصیان سے اُسکا بیڑا پار ہی ناجی دونون جہان مین
وہی رستگار ہی اما بعد بندۂ ہیچمدان خاک نعلین اساتذۂ دوران نا آشنائے بحر سخن طرازی نا بلد کوچۂ انشا پردازی
آماج سہام آلام فدا علی عرف اچھے صاحب عیش برائے نام متوطن شہر فیض بہر لکھنو جو کسی عہد مین
سلطان الامصار بیت السلطنت ودار الخلافت شاہان ملک اودھ تھا خدمت ارباب کمال مین گذارش پرداز ہی
کہ فقیر کو ابتدائے سن شعور سے اشعار عاشقانہ کا شوق تھا نثر ہائے رنگین وقصص شیرین ونمکین کا ذوق تھا
اکثر اوقات گلزار شعر وسخن مین تفرج وگلگشت کرتا تھا معشوقۂ نثر ونگار نظم کے کرشمہ ہائے دلفریب وحسن
بیمثال پر مرتا تھا خوشہ چین خرمن اُستادان شہرۂ آفاق تھا بدنام کنندۂ نکونامی چند کا مصداق تھا قبل ازین
زمانہ شباب مین حواب لیت الشباب یعود کی ہوس مین پیر ہو گیا ایک قصہ دلچسپ شاہزادہ فریدون شوکت
اور ملکہ خورشید جبین کے عشق کا لکھا تھا فسانۂ دلفریب نام اُسکا رکھا تھا اتفاق زمانہ سے وہ رنگین فسانہ
یادگار زمانہ گم ہو گیا ہر چند تلاش کیا مثل عہد جوانی دستیاب نہوا خاطر ملول طبیعت ناشاد ہوئی ساری محنت
تمام مشقت برباد ہوئی احباب نے تحریر ثانی پر اصرار کیا ہمنے انکار کیا کہ اس زمانے مین طبیعت کا ڈھنگ اور تھا تحریر کا
رنگ اور تھا خدا جانے حب کیا تھا خامہ تحریر کی زبان سے کیا نکل گیا تھا طبیعت کا ہمیشہ ایک رنگ نہین
رہتا دریائے فکر مدام ایک طور پر نہین بہتا حضرات خلت آیات نے فرمایا کہ یہ سب درست وبجا ہی لیکن
نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول ؛ شاید آپ نے یہ مصرع نہین سنا ہی - اب اُس متاع گم گشتہ کا غم نہ کھایئے

پھر طبیعت آزمائیے دل غمگین کو اسی شغل سے بہلائیے شاید طبیعت اپنا رنگ تازہ جمائے عجب نہین جو اُس سے
اچھا ہو جائے المختصر اُنکے ارشاد اور اصرار سے بیچارہ نہو ادوبارہ لکھنا شروع کیا لیکن اس تحریر سے پیشتر ایک امر
واجب الغرض ہی اُسکا خیال رہے پیش نہاد احباب اولوا الالباب وسال رہے وہ یہ ہی کہ مشتاقان سوانح روزگار
مستحضران تواریخ واسما پر مخفی وپنہان نہین محتاج شرح وبیان نہین کہ یہ شہر لکھنؤ نواب آصف الدولہ بہادر کا آباد
کیا ہوا ہی جسکی ہمتائی کا شہرہ دیار مین جرچا ہی کم وبیش سو برس کا زمانہ گذرا ہی کہ اتنی مدت مین آباد بھی ہوا اُجڑ بھی گیا
اس باغ کی خزان وبہار دونون کا لطف دیکھا صبح کو کچھ شام کو کچھ نظر آیا شادی وغم دونون کو توام پایا ؎ حیف
درچشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روے گل سیر ندیدیم وبہار آخر شد ٭ جبتک عہد شاہی رہا وہ زمانہ اسکے اوج موج کا
تھا دُور دُور سے لوگ دیکھنے کو آتے تھے صفحۂ دل پر یہان کا نقشہ جنت نظیر کھینچ لے جاتے تھے لکھنؤ ہر جنر کا خراد
تھا ہر علم وفن کا یہان کامل اُستاد تھا ازبسکہ فصاحت وبلاغت روزمرہ محاورے مین بےنظیر جانتے تھے شعرا یہان کی
زبان کی سند مانتے تھے مفصل حال تو لکھ نہین سکتا میری کیا مجال ہی اسکی تعریف وتوصیف مین بڑے بڑے دبیر
وشعرا کی زبان لال ہی مرزا رجب علی بیگ سرور اللہم اغفرہ نے فسانۂ عجائب مین جسقدر اسکا حال لکھا ہی جس جس چیز
کا بیان کیا ہی ہر چند وہ بھی مشتے نمونہ از خروارے ہی مگر یادگار ہی جتنا لکھا خوب لکھا ہی اُنھین کا کام تھا فی الحقیقت قلم
توڑ دیا ہی جو اُسکا شائق ہو اُسمین دیکھ لے اُنکی تحریر بےنظیر کی داد انصاف دے مگر وہ سب حال عہد سلطنت کا
کا تھا اب تو جو کچھ ہی اُسکے خلاف ہی اس مین عذر فقیر لائق معاف ہی جب تک یہ شہر بیت السلطنت تھا مخزن اہل کمال
ہر چیز مین ضرب المثل رہا اب ویرانی وبربادی مین مشہور دور ونزدیک ہی ہر کمالے را زوالے یہ مثل
ٹھیک ہی ؎ یہ مثل سچ ہی بہت دیکھا ہی یہ اے خوش خصال ٭ ہر بہارے را خزان اور ہر کمالے را زوال ٭ جسنے
اُس زمانہ مین اسکا عروج دیکھا تھا اُس سے پوچھیے تیرے دل پر کیا گذرتی ہی آج تک آنکھون مین وہی تصویر
بےنظیر پھرتی ہی مشہور ہی کہ دہلی سرمد نے کھوئی اور لکھنؤ کی ناؤ مولوی امیر علی نے ڈبوئی فلک ناہنجار بر سر عداوت
ہوا سن بارہ سو بہتر ہجری مین انتزاع سلطنت ہوا بےانتظامی کی تہمت غفلت کی بدنامی واجد علی شاہ کے سر پر
دھر دی لارڈ ڈلہوسی کی راے سے انگریزون نے خلافت بے نی علی نقی خان وزیر نمک حلال نے گھر ڈبویا
رعیت کو ہر طرف سے کھویا اگر وہ حال پُر ملال مفصل تحریر کرون ایک تاریخ جداگانہ تسطیر کرون ملک مسترد ہونے کی یہ تدبیر
ہوئی سلطان عالم واجد علی شاہ کی مان نے استغاثہ کے لیے مرزا اسکندر حشمت جرنیل صاحب بہادر کو ساتھ
لیکر لندن کی عزیمت کی ؎ نہ ہر زن زن ست ونہ ہر مرد مرد ٭ خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد ٭ وہان پہونچکر
دونون کا پیمانۂ عمر بادۂ اجل سے لبریز ہوا پہلے اُنکی مان نے انتقال کیا فرانس مین دفن ہوئین اہل عملہ نے روتے
روتے بُرا حال کیا پھر جرنیل صاحب بہادر کی قضا آئی اُنھون نے دفن کے واسطے مصر کی زمین پائی میان
واجد علی شاہ نظر بند ہوکر کلکتہ بھیجے گئے لاکھ روپیہ کی ماہواری مقرر کر دی بیچارے نے اُسی پر قناعت کی
مٹیا برج مین مقام ہوا یہ قصہ تو یون تمام ہوا اب سُنیے جب لکھنؤ مین انگریزی عملداری ہویدا ہوئی زمین دگر

آسمان دگر کی صورت پیدا ہوئی ؏ بہ یک گردش چرخ نیلوفری ✽ نہ نادر بجا ماند و نہ نادری ✽ ابھی یہ زخم اُبلے تھے کہ میرٹھ
مین فساد ہوا کار توسون نے تمام عالم مین آگ لگا دی سرکاری فوج نے بغاوت اختیار کی تلنگون کی شرارت کا زمانہ ہوا
ہر شہر مین آفت آئی سرکاری عملداری اُٹھائی جس گھر مین چاہا بیدھڑک گھس پڑے خاطر خواہ لوٹا تنکا تک نہ چھوڑا جسینے ذرا
بھی زبان ہلائی بے سارے کہکر تھپر کلا جھونک دیا بے قصور خون ناحق اپنے سر پر لیا ادنی ادنی اپنے کو بادشاہ سمجھا
جسکو چاہا پکڑ دھکڑ کر حاکم کر دیا فرعون بے سامان بنکر جو چاہا وہ کیا مہینون یہ آشوب برپا رہا غریب لکھنؤ بھی نہ بچا ہر طرف
شہر مین بیدین دین والے نظر آتے تھے شیو دین ماتا دین گنگا دین بھوانی دین دیبی دین اپنا ڈنکا بجاتے تھے
برجیس قدر بہادر کو بادشاہ کیا حضرت بیگم کو انگریزون سے لڑوا دیا ممّو خان نے اُنکی نیابت کی اچھی بُری جیسی
حکومت ہو سکی کی ؏ بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن ✽ اجابت از در حق بہر استقبال می آید ✽ آخر تلنگون
کی محسن کشی مظلومون کی فریاد نے پانسہ پلٹ دیا انگریزون نے تھوڑی سی فوج فراہم کر کے ہر جگہ اپنا عمل کر لیا
لکھنؤ مین ہزارون بم کے گولے اُتارے آگ برسا دی معاذ اللہ شہر مین چلبلون مچ گئی یہ حال ہوا صدہا مکان ٹوٹے
سیکڑون کا انتقال ہوا اُس سے جو بچے اُنھون نے بھاگنا شروع کیا کچھ اسباب لیا کچھ نہ لیا شہر کے تین ناکے بند تھے
ایک ناکہ کھلا تھا بھاگنے کا وہی راستہ تھا ہزارون کیا لاکھون زن و مرد ایک کے پیچھے ایک پیدل روان تھے قیامت
کے آثار محشر کے طور عیان تھے وہ شہزادیان امیرزادیان جو گھر مین دو قدم بھی پیدل نہ چلتی تھین رفع ضرورت کے
سوا پلنگ کے نیچے پانون نہ دھرتی تھین بے مقنعہ و چادر روتی جاتی تھین کوئی فریاد رس نہ تھا اُسوقت بیکسی مین کسیکا
بس نہ تھا کوئی بی بی تھک کر بیٹھ گئی کوئی نازنین کہین گر پڑی کسی نازک اندام کے پانون مین کانٹا چبھا کسی چاندسی
صورت نے ٹھوکر کھائی کسی گلبدن نے برہنہ پائی کی مصیبت اُٹھائی ہمیشہ مہد ناز و نعم مین پرورش پائی اب یہ آفت تازہ
مصیبت بے اندازہ پیش آئی جن بیچاریون نیک بختون پردہ نشینون صاحبان عصمت و عفت کا آسمان نے بھی
سایہ نہ دیکھا تھا اُنکے چیخ چیخ کر رونے سے کلیجہ پھٹتا تھا یہ نقشہ تھا ننھے ننھے بچون کا ساتھ کوئی گود مین کسی کا ہاتھ مین ہاتھ
ایک سے دوسرے کا دامن بندھا اپنا ہوش نہین لڑکون کو کون سنبھالے اُسپر یہ خوف کہ کوئی ظالم گورا بے عزت
نہ کرے کوئی سکھ مار نہ ڈالے دوپٹے دولائیون سے منھ چھپائے جنگل جنگل کی خاک چھانتین منزلون کی مصیبتین
اُٹھاتین نصیبون کو روتی چلی جاتی تھین بھوک پیاس کی تکلیفین جُدا اُٹھاتی تھین پیادہ پائی سے پانون سوسو
مین کے ہو گئے سوج سوج گئے چھالے پڑے نازک نازک تلوون مین کانٹے گڑے چلنے کی جو عادت
نہ تھی پیٹ مین دم نہ سماتا تھا ایک رنگ آتا ایک رنگ جاتا تھا بچے جُدا بلبلاتے تھے معصومون کو بھوک
پیاس سے غش پر غش آتے تھے پھول سے گالون پر لون کا طمانچہ پڑتا تھا پیاس سے کسی بچہ کے حلق مین کانٹے
پڑتے تھے کوئی زمین پر ایڑیان رگڑتا تھا مرد بھی غریب اسی حال مین مبتلا تھے مورد ہزار آفت و بلا تھے جب
کسی قصبہ یا قریہ مین پہونچے کسی قدر آرام پایا کسی نے کچھ دیدیا تو کھایا پر زن کے ڈر سے نیند نہ آتی تھی رات
بھر فریاد و فغان کی آواز چرخ برین کے پار جاتی تھی بعضی عورتون کے وارث بعضون کے بچے

چھوٹ گئے بنجاریون کے نصیب پھوٹ گئے بعض ناخدا ترس قصبے گانون والون نے یہ سلوک کیا رات بھر گھر مین رکھا صبح کو چلتے وقت لوٹ لیا خلقت کے ہجوم سے جنگل میدان حشر کا نمونہ تھا بلکہ اس سے بھی دونا تھا کسیکو کسی کا ہوش نہ تھا لوگ نفسی نفسی کے عالم مین گرفتار تھے بالکل صحرائے قیامت کے آثار نمودار تھے یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ کا مصداق پیش نظر تھا الحق امید و بیم کے عالم مین یہان ہر بشر تھا اس کس مپرس کے زمانہ مین معلوم نہین کون کسطرف کون کدھر گیا کسی کے جینے مرنے کا حال نہ کھلا جب لکھنؤ رعایا سے خالی ہوا مکانون کے کھدنے کا حکم ملا لاکھون گھر کھد کر زمین کے برابر ہو گئے آبادی کا نشان کیا نام تک نہ رہا لکھنؤ سنسان ہو کا مکان ہو گیا جو شہر برسون سے آباد تھا چشم زدن مین ویران ہو گیا شب کا کیا ذکر دن کو شہر مین جاتے خوف آتا تھا اس زمین ویران پر قدم نہ رکھا جاتا تھا بقول میر تقی صاحب کے جہان مست پھرتے تھے گاتے ہوئے ہے وہان خوف آتا ہی جاتے ہوئے ہے اگر یہ داستان بھی تحریر کرون تو ایک طومار ہو جائے پڑھنے والون کو دشوار ہو جائے فقط ایک مسدس مسمی بہ انقلاب لکھنؤ پر اکتفا کرتا ہون مناسب مقام سمجھکر نقش تازہ بھرتا ہون

مسدس

لکھنؤ رشک دہ روضۂ رضوان تھا کبھی ۔ صاحب منزلت و قدر فراوان تھا کبھی
زینت و زیب دہ ملک سلیمان تھا کبھی ۔ باغ جنت کی روش تازہ گلستان تھا کبھی
لوگ مشتاق سے تھے دیدار کے دیوانے تھے
ہفت اقلیم مین اس شہر کے افسانے تھے

بے نظیری مین نظر اس کا نہ پیدا تھا کہین ۔ ذرہ اس خاک کا تھا غیرت خورشید مبین
تھا ہر اک کوچہ صفائی مین حسینون کی جبین ۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ شہر ہے یا خلد برین
حضرت خضر نے بھی طول نہ دیکھا اسکا
اصفہان نصف جہان ایک محلا اسکا

خضر کی عمر سے بھی طول سوا تھا اس کا ۔ عرض تھا حشر کے میدان سے زیادہ اس کا
کھنچ کے جاتا تھا ہر اک ملک مین نقشا اس کا ۔ ذکر رہتا تھا زبانون پہ ہر اک جا اس کا
چار سو شور تھا اس شہر کی زیبائی کا
کلمہ پڑھتے تھے سب اس خوبی و رعنائی کا

روم و ایران و ختا و ختن و مصر و حلب ۔ فارس و چین و حبش تبت و تاتار و عرب
سب کا سردار یہی شہر تھا فردوس لقب ۔ بادشاہی تھی فقط زینت و رونق کا سبب
اسکے خوبی کے جو حالات سنے جاتے تھے
لوگ ملکون سے زیارت کے لیے آتے تھے

حق نے اس شہر کا ثانی کہین پیدا نہ کیا
صورت خضر جو یہان آیا ہمیشہ وہ جیا
اثر آب بقا یان کی ہوا کو تھا دیا
بس بنا کر اسے صانع نے قلم روک لیا
گھر تھا مردم کی طرح چشم بنی آدم مین
یہی باعث ہے جو بے مثل تھا یہ عالم مین

دل مین کچھ سوچ کے رہجاتا تھا فردوس برین
حوض کوثر کی بھی لہرون سے یہ ہوتا تھا یقین
یعنی مین کیون نہوا آب جلے دن ار اسکی زمین
محو جبین بیتاب ہین دیدار نظر آئے کہین
زندگی اسکی زیارت سے بسر کرتی تھین
حورین جنت کے دریچون سے نظر کرتی تھین

روے محبوب صفائی مین ہر اک کوچہ تھا
سنگریزہ تھا کوئی لعل کوئی ہیرا تھا
رشک فرگان صنم تھا جو کوئی تنکا تھا
غیرت مہر جہان تاب ہر اک ذرہ تھا
بس ٹھہر جاتا تھا آگے نہ قدم بڑھتا تھا
دیکھنے والا ہر اک صل علے پڑھتا تھا

تھا نہ دنیا مین سلاطین کے مکانونکا جواب
سیکڑون لعل و زمرد کے ظروف خوش آب
سونے چاندی کے جواہر کے قصور نایاب
تھی جواہر کے کھلونون کی نہ گنتی نہ حساب
بھر جاروب مکان دار اگر آتے تھے
لعل و گوہر خس و خاشاک مین لیجاتے تھے

ہر مکان اوج مین تھا کاخ فلک سے برتر
چشم روزن سے رہے قیصر خورنق ششدر
دیکھتے اُنکی بلندی و صفائی کو اگر
دلکشائی مین نہ ایوان جنان ہون ہمسر
شیشہ آلات سے آراستہ تھی ہر کوٹھی
حسن مین لعبت چین سے کہین بہتر کوٹھی

تھی مکانون کی وہ کثرت کہ نہین جسکا شمار
صورت وعدۂ حق اُنکے تھے محکم آثار
اوج مین قہقہہ دیوار تھی ہر اک دیوار
اسکا بازار ہر اک مصر کا گویا بازار
نقد جان دے کے طلبگار نظر آتا تھا
اک جہان اسکا خریدار نظر آتا تھا

اسکی آبادی و وسعت کا کرون کیا مین بیان
رفعت و اوج مین تھے ہمسر چرخ گردان
رشک ایوان جنان جسکے کئی لاکھ مکان
کچھ غریبون کے مکانون کا نہین ذکر یہان
کوچے اک شکل کے لاکھون جو نظر آتے تھے

حضرت خضر بھی یاں آ کے بھٹک جاتے تھے

تھے وہ تجار کہ عالم میں نہ ایسے ہوں گے
کون سی چیز نہ ملتی تھی بقول شخصے
انکی دوکانوں کے اسباب نہ دیکھے نہ سنے
تھالیاں ہیروں کی تھیں لعلوں کے پیمانے تھے
تھیں ہیروں سے فزوں شہر میں شانیں انکی
ہے تو یہ کان جواہر تھیں دوکانیں انکی

باغ جنت کی روش اسمیں ہمیشہ تھی بہار
کوئی بیگانہ نہ سبزے کے سوا تھا نہ بہار
پھول سے نوک کی لیتا تھا یہاں کا ہر خار
دل تھے لوگوں کے شگفتہ صفت گل ہر بار
مثل بلبل نہ کسی شخص کو نالاں دیکھا
گل کی صورت جسے دیکھا اسے خنداں دیکھا

لوگ ایسے جو کہیں ہوں تو کوئی ہمکو دکھائے
وضع و تہذیب وہ عمدہ کہ ہر اک شخص کو بھائے
آن بان ایسی کہ سر جائے مگر بات نہ جائے
روزمرے کہیں ایسے جو سنے ہوں تو سنائے
دل پہ خنجر الم ہجر کے چل جاتے ہیں
خواب میں بھی نہیں وہ لوگ نظر آتے ہیں

لکھنؤ میں نہ کسی شخص کو تھی فکر معاش
تھی اسی شہر کی مشہور تراش اور خراش
سارے سامان تھے مہیا کبھی شی کی تلاش
عیب بھی کرتے تھے اس حسن سے بانکے اوباش
بات کرنے کا سلیقہ اسے آجاتا تھا
انکی صحبت سے بشر آدمی کہلاتا تھا

لکھنؤ حسن کا معدن تھا جہاں میں مشہور
پڑھتے تھے دیکھ کے زاہد بھی جنھیں سورۂ نور
اسمیں رہتے تھے حسین خسرو اقلیم غرور
سرو قد غنچہ دہن مہر لقا غیرت حور
لعبت چین و چگل دیکھنے کو آتے تھے
شاہد خلخ و شنگول بھی شرماتے تھے

وہ حسینوں کے جھمکڑے وہ ادائیں وہ سنگار
غیرت حور کوئی رشک پری کوئی نگار
دیکھ کر جنکو نہ آئے دل عاشق کو قرار
انکے وہ ناز وہ غمزے وہ کرشمے ہر بار
چھیدیں وہ دل عالم کو جو غربال کریں
چاہیں وہ حشر قیامت کو جو پامال کریں

ان گل اندا موں کا غنچہ جو کسی جا دیکھا
جس نے جس غیرت گل کا قد رعنا دیکھا
مرغ بسمل کی طرح دل کو تڑپتا دیکھا
پا بگل سرو کی صورت اسے ٹھہرا دیکھا

رنڈیان شوخ تھین بیباک تھین چالاکین تھین
نور کی صورتین تھین نور کی پوشاکین تھین

شہر مین چار طرف پھرتی تھین پریان خوشرو
پاک و پاکیزہ تھا ازبسکہ یہ شہر دل جو

راجہ اندر کے اکھاڑے کا سمان تھا ہر سو
نام اس شہر کا لیتا تھا جہان کرکے وضو

لوگ سحبان کو بلاغت کا سبق دیتے تھے
فصحا یان کی فصاحت کی سند لیتے تھے

نہ فصیح اور کہین کے نہ یہان کے جاہل
صاحب دانش و فرہنگ و ذکی و عاقل

یان کا ہر شخص تھا ہر علم و ہنر مین کامل
لوگ ہر بات مین تھے فرد یہان الحاصل

مٹ گیا لاکھ مگر غیرت صد گلشن ہے
ہائے اس اُجڑے سینے پر بھی وہی جوبن ہے

حکما رشک ارسطو و فلاطون تھے یہان
تھے دبیر ایسے کہ کیا حال کرون اُنکا بیان

شعرا غیرت فردوسی فردوس مکان
جنکی تحریر پہ سو جان سے عطارد قربان

علما وہ کہ اماموں نے ثنا کی جنکی
مجتہد وہ کہ حدیثون مین صفت ہے اُنکی

مجلسین ہوتی تھین اس شہر مین بے مثل و نظیر
دونون تھے ذاکر و مداح جناب شبیر

کہین پڑھتے تھے انیس اور کہین پڑھتے تھے دبیر
کم ہے گر ان کی ثنا مین ہون دفاتر تحریر

تھے شہنشاہ جو اقلیم سخن کے دونون
اپنی اُستادی کے جھلا گئے سکے دونون

میر و سودا سے جو اُستاد زمانے سے گئے
فکر فردوسی و سعدی بھی نہ جنکو پہونچے

ناسخ و آتش مرحوم وہ کامل گذرے
اب قلم کاملون کے نام کہانتک لکھے

علم ہر شے کی غوامض پہ اُنھین حاصل تھا
مختصر یہ ہے کہ ہر فن کا یہان کامل تھا

ہائے اس شہر پہ کس طرح کی آفت آئی
اک نئی روز فلک پر سے مصیبت آئی

کھا گئی کس کی نظر کون قیامت آئی
جب کیا یاد تو بیساختہ رقت آئی

ہے تباہی کا الم شہر کی دلبازاری کو
یاد کرتا ہے جہان اسکی طرحداری کو

اب تو مدت سے ہے یہ مورد آفات و بلا
کونسا غم ہے کہ جسکا نہین ہم کو شکوا

ره گیا رنج ہوا نام مسرت عنقا | جب ہو ناراض خدا کون سنے حال اپنا

ساقیِ مرگ لیے موت کا جام آتا ہے
روز اک تازہ مصیبت کا پیام آتا ہے

اب کہان انکی وہ رونق وہ شکوہ اور وہ شان | انکی باتون کا نہین خواب مین بھی نام و نشان
نہ وہ پوشاک نہ وہ لوگ نہ وہ لطف زبان | دیکھ لین آنکھون سے احباب عیان را چہ بیان

اب یہ تہذیب ہے یون چال بشر چلتے ہین
سیٹیان منہ سے بجاتے ہین جدھر چلتے ہین

لال ٹوپی تو سر پاک پہ کترے ہوئے بال | تولیہ جیب مین جاکٹ کے بجاے رومال
لکڑی تو ہاتھ مین رہتی ہے ڈبل چلتے ہین چال | گوشت بریان ولایت کو سمجھتے ہین حلال

کوئی کھانا ہو اٹھاتے ہین چھری کانٹے سے
میز پر بیٹھ کے کھاتے ہین چھری کانٹے سے

باتین کرتے ہین زمانہ سے نیا طرز کلام | دق کر دمت ہین کرنے دو ہمارا ہین کام
جاکے بنگلے پہ ابھی بول دو صاحب سے سلام | ملنا ہم چاہتا ہے آئیگا ہم ہوتے ہی شام

ننگے سر بنگلے مین ہر وقت رہا کرتے ہین
پانیر بیٹھ کے کرسی پہ پڑھا کرتے ہین

ہے پسند آج گلاب اور چنبیلی کی زبان | شستگی قصہ و تجنیس مین ہے لطف بیان
کوئی ناول جو لکھی ہے وہ فصیح دوران | نثر رنگین و مقفی کی نہین قدر یہان

جسمین انگریزی کے الفاظ ہون تقریر وہ ہے
جسمین انگریزی کا پیرداز ہو تحریر وہ ہے

ہوگئی شہر کی صورت سے زبان بھی تو خراب | قتل اردوے معلی کو سمجھتے ہین ثواب
پھر بیچاری بلاغت پہ فصاحت پہ عذاب | فصحا اگلے زمانہ کے ہین مانند دواب

بات کرنے کی لیاقت اسے اک آن نہین
جسمین انگریزی نہ تعلیم ہو انسان نہین

عہد شاہی کے جو کچھ لوگ نظر آتے ہین | نیم وحشی وہی اسوقت مین کہلاتے ہین
بعضون سے غیر مہذب بھی سنے جاتے ہین | پڑھ کے انگریزی مہذب کا لقب پاتے ہین

جو زبان انکی ہے عمدہ وہ زبان ہے اب تو
فعل انگریزون کا مطبوع جہان ہے اب تو

سلطنت جیسے گئی رونق و زینت بھی گئی
زیست کا لطف گیا چین کی صورت بھی گئی
شاہزادوں کی جو عزت تھی وہ عزت بھی گئی
برکت اُٹھ گئی ہر چیز کی لذت بھی گئی
دیکھو اندھیر نئی روشنی کا دور ہے اب
لوگ اب اور ہین ڈھنگ اور ہی رنگ اور ہے اب

غربا کس کی تلوار سے رہتے ہین قتیل
گفتگو کرتے ہین بڑھ بڑھ کے شریفون سے ذلیل
اہل عزت نظر آتے ہین زمانہ مین ذلیل
سر جھکا لیتے ہین سنکر صفت تیغ اصیل
خوف دشنام سے خاموش رہا کرتے ہین
چھوٹی اُمت سے بڑے لوگ ڈرا کرتے ہین

مرثیہ غدر کا لکھنا نہین مجھکو منظور
اس لیے شان سے تاریخ کے اجمال ہے دو
ایک دفتر ہو اگر حال کرون سب مسطور
شکل آبادی و بربادی دکھانا ہے ضرور
گھر ہین ویران نئی چرخ کی بیدادی ہے
نام کو چند محلون مین کچھ آبادی ہے

جا بجا ڈھیر مکانون کے جو آتے ہین نظر
تھا کسی وقت مین آباد یہ شہر خوشتر
کھینچ کر آہ بصد درد یہ کہتے ہین بشر
شام تھی شام اودھ صبح بنارس تھی سحر
پہلے آباد تھا یہ ملک سلیمان کی طرح
اب تو اُلٹا ہوا ہے خطۂ یونان کی طرح

جس طرف دیکھیے آتا ہے نظر ہو کا مکان
دن کو جاتے ہوئے ڈرتے ہین وہان پیر و جوان
کوسون ملتا نہین آبادی و رونق کا نشان
کہین ڈاکہ کا یقین ہے کہین لٹنے کا گمان
جانین سب کی تن بیجان سے نکل جاتی ہین
شب کو ہر سمت سے آوازین مہیب آتی ہین

شہر کے ساتھ غضب یہ ہے کہ ہم بھی ہین خراب
بزم مین بعض امیرون کے ہے دور مئے ناب
زیست مین ہمیں رہا کرتا ہے مردون کا عذاب
ہائے کیونکر نہ ہمارا دل سوزان ہو کباب
ہم پہ نازل غضب حضرت خلاق ہے یہ
ہائے از ماست کہ بر ماست کا مصداق ہے یہ

عورتون کو ہے بگھی مین جو ہوتے ہین سوار
کفر اسلام مین کچھ فرق نہین اب زنہار
اس زمانہ کی تباہی کے ہین یہ بھی آثار
عفو کر عفو گنہگار ہین ہم اے غفار
مکر ابلیس سے ہر وقت بچانا ہمکو

دین اسلام یہ دنیا سے اٹھاتا ہمکو

ضعف اسلام الٰہی نہین دیکھا جاتا
کفر کی چال چلین سے ہمین ہر وقت بچا
دین احمد کا بجے چار طرف پھر ڈنکا
عہد شادی کی طرح شہر کو آباد دکھا

دفع جلدی کہین ویرانی و بربادی ہو
پھر ترقی ہو وہی پھر وہی آبادی ہو

آئے اس اجڑے ہوے باغ مین پھر تازہ بہار
گھما گھمی ہو وہی پھر ہون خوشی کے آثار
وہی شوکت وہی رونق ہو وہی عز و وقار
پھر گلے مل کے ہنسین عید کی صورت ہر بار

شادمانی کے وہی دن ہون وہی راتین ہون
تو تو عالم ہے اسیوقت کی سب باتین ہون

علیش بس رو چکے دکھڑا یہ دعا کا ہے مقام
پھر اسیطرح سے آباد ہو یہ شہر تمام
عرض کر بارگہ حق مین کہ ای رب انام
دین احمد کی ترقی ہو قوی ہو اسلام

مومنین خرم و مسرور رہین شاد رہین
جب تلک حشر نہ ہو دہر مین آباد رہین

الغرض جب سرکار دولتمدار کا تسلط کما ینبغی ہو گیا رعیت کو امان دی آباد ہونے کا حکم ہوا لوگ ہر طرف سے
آنے لگے اجڑے ہوئے شہر کو بسانے لگے چند سال مین تھوڑا بہت شہر آباد ہوا ہر شخص مطمئن ہو کر دلشاد ہوا اب
لوگ ظل عاطفت و دامان رافت مادر مہربان قیصرۂ ہند ملکہ معظمہ دامت ملکہا مین پرورش پاتے ہین بےخوف و بیم
گھر بیٹھے بغلین بجاتے ہین مگر بمضمون الناس علی دین ملوکہم اگلی سب باتین جاتی رہین زبان بھی مر گئی فصاحت و
بلاغت سفر کر گئی اب اس زمانہ کی وضع ترکیب تہذیب لباس بول چال زبان وغیرہ نے رواج پایا لوگون
نے اسی کو پسند فرمایا مگر الحمد للہ اب تک دبیر و شعراء النظم و نثر مین اسی زبان شاہی روزمرہ و محاورہ کا خیال پیش نظر
رکھتے ہین راقم الحروف بھی اسی زبان کا پابند ہے فقیر کو دل سے وہی قدیم زبان پسند ہے بقول رشک ؎
میر درد و سوز و حسرت اگر شعر ہین تو کیا ٭ سودا انہین ہمین جو کہین مثل میر ہین ٭ مشکل ہے اقتداے قدمہاے
رفتگان ٭ لیکن اسی لکیر کے ہم بھی فقیر ہین ٭ اردوے معلا سراسر تجلا کی نثر لکھنے مین مرزا رجب علی بیگ
سرور مغفور نے کوس لمن الملک بجایا یہ پیارا رنگ تحریر انہین کے حصہ مین آیا فن انشا پردازی مین لاجواب ہوے
زمرہ دبیران عطارد نظیر مین انتخاب ہوئے یہ طرز مطبوع خاص و عام ایسا ایجاد کر گئے سیکڑون کو استاد کر گئے سرور
افزاے دل مشتاقان انجمن آراے جہان جان عالم یعنی فسانہ عجائب جو تحریر فرمایا ہے دریاے فصاحت و
بلاغت بہایا ہے ؎ این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خداے بخشندہ ٭ یہ فسانہ جو مرزا صاحب مرحوم
نے لکھا ہے اور تو کیا کہون بلا تشبیہ انکا معجزہ ہے نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان غالب عرف

مرزا نوشاہ نے جو عود ہندی مین مرزا صاحب کی تعریف کی ہی الحق داد انصاف دی ہی کچھ تعصب کو دخل نہین دیا ہی
یہی فقرہ بے کم و کاست تحریر کیا ہی فقرہ مانی نقاش بمعنی صورتین بنا کر دعوی پیمبری کا کرے کیا عقل کی کمی ہی یہ
بندۂ خدا معنی کی تصویر کھینچکر دعوی خدائی نہ کرے کس حوصلہ کا آدمی ہی راقم نے حسب اصرار احباب اُسی پر تو یہ
لکھا ہی اُنکی اُستادی کا اعتراف کیا ہی اب اگر کوئی صاحب عقل کے دشمن یہ خیال فرمائین کہ فسانہ دلفریب
فسانہ عجائب کا جواب ہی حاشا و کلا استغفر باللہ ہرگز نہین یہ ذرہ وہ آفتاب ہی نسیم ؎ آگے اُنکے فروغ پانا ہی
سورج کو چراغ ہی دکھانا ؛ ہان اتنا تو البتہ قصور ہی اس تحریر مین اُنکی تقلید ضرور ہی اب اس قسمیہ بیان پر بھی اگر کوئی
صاحب نہ مانین مفت بدنام کرین ہدف سہام ملام بنائین تو مین معذور و مجبور ہون اپنا سر رکھا ہین جب چیز کے مستحق
ہون خدا سے پائین جب یہ فسانہ تمام ہوا بخیر انجام ہوا تو احباب نے بہ فرط شوق بہ تعجیل کی مسودہ سے نقل لے لی
فقیر کو نظر ثانی کی مہلت نہ دی

آغاز داستان ندرت بیان عقد کرنا ہمایون شاہ سلطان حلب کا بامید حصول فرزند ملکۂ گیتی آرا دختر حور پیکر خاقان ختن سے رہائی پانا اُس ماہ سیما کا طلسم ساحر پُر مکر و فن سے

مورخان جادو نگار و دبیران اخبار روزگار تحریر کرتے ہین عجب لطف کی تقریر کرتے ہین کہ زمانہ سابق مین شہر حلب
مین ایک بادشاہ تھا جمجاہ سلیمان بارگاہ کیوان منزلت سکندر مرتبت قمر خدم انجم حشم برجیس حشیم ناہید علم مشتری
خصال مریخ جلال ممدوح خاص و عام ہمایون شاہ نام اُسکے عہد معدلت مہد مین سوا سے عدل و انصاف کے
ظلم و ستم کا نام نہ تھا شب و روز انتظام ملک اور رعایا پروری کے سوا کام نہ تھا ہزار ہا غلام زرین کمر ہر وقت حاضر
آستان فلک نشان رہا کرتے تھے سلاطین جہان اُس شہنشاہ بحر و بر کو خراج دیا کرتے تھے دور دور اُس کے عدل
و انصاف کا مذکور تھا فیض و بخشش مین حاتم طے جعفر و افشین سے زیادہ مشہور تھا خلق و ہمت صولت و شوکت مین
بے نظیر زمانہ تھا دبدبہ و شجاعت مین فرد تہور و جرأت مین یگانہ تھا حکمرانی کا یہ دستور جہانبانی کا یہ طریقہ تھا
ملک کا ایسا عمدہ بندوبست نظم و نسق کیا تھا رات بھر شہر کے دروازے کھلے رہتے چور اُچکے بدمعاش
ڈکیتے جہان بھر کے اوباش چُن چُن کر سولی پاتے مسافر بیخوف راہ چلتے سونا اُچھالتے آتے جاتے کوئی کسی کا مال
نہ تاکتا چوری کی نظر نہ ڈالتا مردم دیدہ خود پاسبانی کرتے امانتون مین خیانت نہ ہوتی خلق خدا چین سے
تمام شب پانؤن پھیلا کر سوتی لشکر بیقیاس خزانہ بیشمار تھا ہر گلی کوچہ مین زر و جواہر کا انبار تھا جو چیز تھی فضل خدا
سے بیحساب تھی معارک رزم مین فتح و ظفر ہمرکاب تھی ملک گیری کے آداب حرب و ضرب کے قوانین
عدل و انصاف کے قواعد داد و دہش کے آئین جہانبانی کے مراسم امور سلطنت کے تمام
ضوابط سے ایسا واقف و آگاہ تھا کہ تمام عالم مین ضرب المثل وہ بادشاہ سلیمان جاہ تھا ؎ نماندہ آرزوے
در دل او ؛ ہمہ اسباب شاہی حاصل او ؛ ارکان دولت اعیان مملکت ایسے ایسے نمک حلال خوش تدبیر

بادانش وفرہنگ جمع کیے تھے کسی بادشاہ کو خدا نے نہ دیے تھے علی الخصوص وزیر اعظم دستور معظم ارسطو نظیر فلاطون
تدبیر فرنگی عقیل فہیم صاحب طبع سلیم بیدار مغز جفاکش کاروان رات دن امور نیابت مین مستعد و سرگرم رہتا کوئی بندۂ خدا
سوا اسکے مدح ثنا ایک کلمہ کبھی شکایت کا نہ کہتا الغرض اسکے عہد معدلت مہد مین ملک آباد رعیت خرم و شاد تھی فتنہ و فساد
کی ہستی برباد تھی باب فسق و فجور مسدود رہتا صوم و صلوٰۃ کا پابند رضاے خدا کا خواہشمند رہتا باآنہمہ ملک و مال کاشانۂ سلطنت
مشکوے اقبال بے چراغ تھا لالۂ صحرا کی صفت لاولدی کا دل پر داغ تھا دنیا آنکھون مین سیاہ سلطنت کو فقیری سے
بدتر جانتا تھا ہرچند اسباب عیش و طرب مہیا تھے سب چیزون سے جی بہلاتا تھا مگر دل نہ مانتا تھا حکما و وزرا ندما سے
کہتا تھا کہ تم بھی کچھ تدبیر کرو کبھی خدا کے ولی سے کہو شاید ارحم الراحمین رحم فرمائے کسی کے ہاتھ سے یہ بگڑا کام بنجائے
خود بھی دن بھر امور سلطنت مین مشغول رہتا شب بھر دریاے اشک آنکھون سے بہتا گریہ و زاری تضرع و بیقراری سے
کہ علامت اجابت دعا ہی نماز شب مین دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرتا بامید قبول تسکین دل دردمند کرتا کبھی رب لا
تذرنی فردا و انت خیر الوارثین کا سجادہ طاعت و عبادت پر بیٹھکر چلہ کھینچتا کبھی رب ہب لی من لدنک ولیا یرثنی و یرث من آل
یعقوب کا وظیفہ گران بہا موتیون کی تسبیح پر پڑھا کرتا مسکینون محتاجون کو اپنے ہاتھ سے خیر مخفی کے طور پر زر کثیر دیتا دل
سے دعائین چاہیے خیر لیتا مشاہد مشرفہ ائمہ ہدیٰ مساجد کہنہ ویران کی ترمیم مین روپیہ صرف کرتا اہل ہمان سرا خانقاہین فقرا کی
درگاہین بنواتا عبا و زہاد کی دعوتین کرتا انھین امور خیر کے سوا اور کسی راہ مین قدم نہ دھرتا خدا رسیدہ لوگون کی خدمتین بجالاتا
لاکھون روپیہ مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفہا مین حاجیون کو کربلاے معلیٰ مین زائرون کے واسطے ہر سال
بھجواتا نجومی رمال پنڈت جفار اپنے اپنے قاعدونکے موافق دیکھتے بھالتے شمار اور بچار کرتے شکلین لکھتے زایچے کھینچتے
مگر کوئی شکل فرح کی کسی طریق سے عقلا کے وہم و خیال مین نہ آتی احکام لگاتے لگاتے حیران و پریشان ہوتے
جان جاتی لیکن پھر بہار آتی ہی تجھمین ای گلستان غم نہ کھا ہ وہ چلی آتی ہی فوج عندلیبان غم نہ کھا ہ بعد مدت مدید و عرصہ
بعید دعاہاے نیم شبی نے تاثیر دکھلائی تیر دعا ہدف اجابت پر لب معشوق ہوا ایک رات بادشاہ جمجاہ مصلاے
عبادت پر روتے روتے سو گیا خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ نیک سیرت فرشتہ صورت نہایت حسین و خوش
جمال سو سوا سو برس کا سن و سال با محاسن سفید قباے عربی در بر گلابی عمامہ بر سر عصاے بادام تلخ ہاتھ مین
زیتون کی تسبیح پڑھتے ہوے اسکے قریب تشریف لائے تسکین و تشفی و دلجوئی و تسلی کے کلمے فرمائے ارشاد کیا کہ اسقدر
کیون غمگین و ملول ہی افسوس صد ہزار افسوس ہی کہ تو رحمت خدا فضل معبود حقیقی سے مایوس ہی لاتقنطوا من رحمۃ اللہ
کو یاد رکھ اپنے دل محزون ہو ناشاد کو شاد رکھ ہ اسے فضل کرتے نہین لگتی بار ہ نہو اس سے مایوس امیدوار ہ
حضرت زکریا کو خدا نے بڑھاپے مین یحیی نبی سا فرزند ارجمند کرامت فرمایا اپنی قدرت کاملہ کا جلوہ دکھایا
ارے غافل نادان پاک پروردگار بڑا کریم ہی اس بے نیاز کی ذات غفور رحیم ہی فضل خدا تیرے بھی شامل
حال ہوگا داتا ان مدعا گوہر مراد سے مالامال ہوگا خاقان ختن کی بیٹی غیرت ماہ تمام گیتی آرا نام ایک
ساحر کے سحر مین گرفتار ہی بس یہی اس ماہ سیما کو آزار ہی بجز اس نور نظر رشک شمس و قمر کے

اور کوئی اولاد نہین اُسی باعث سے اُسکا دل غمگین شاد نہین اُسنے خدا سے عہد واثق اور اقرار صادق کیا ہو کہ جو شخص اُس نونہال گلشن رعنائی سہی سرد بوستان زیبائی کو سحر ساحر سے نجات دیگا اُس دُر ناسفتہ صدف عصمت کو وہی غواص بحر آشنائی لیگا یعنی اُسی کے ساتھ اُسکا عقد کرونگا کچھ عذر و تامل نہ کرونگا خدا نے یہ نعمت غیر مترقبہ اُسی اور کو نہین دی ہی یہ فتح عظیم بخوف و بیم ترے نام پر لکھی ہی جب وہ نازنین زہرہ جبین شمع شبستان حسن و جمال تیرے کاشانۂ اقبال مین آئیگی ساری یاس امید سے مبدل ہوجائیگی اُسی کے بطن سے خدا تجکو فرزند نرینہ عطا فرمائیگا اپنی قدرت کاملہ کا تماشہ دکھلائیگا وہ فرزند تیرا بڑا سعادتمند و با اقبال ہوگا جسکو پاکر تو بہت مسرور و نہال ہوگا عہد شباب مین کچھ صعوبات سفر کے ایسے پیش آئینگے کہ چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیجائیگا ایک معشوق مہ جبین محبوب خوبرو آئینہ رخسار گلشن حسن کی تازہ بہار کا عشق گھر بار چھڑوائیگا لیکن خاطر جمع رکھ بفضل خدا سے جان کی خیر ہی کچھ دنون ملکون ملکون کی سیر ہی جامع المتفرقین مع الخیر والعافیت پھر تجھ سے ملائیگا غم مفارقت الم جدائی کا انجام بخیر ہوگا سارا رنج و ملال دور ہو جائیگا یہ لوح فتح طلسم اپنے پاس رکھو جو کام کرنا اس مین دیکھ لینا اگر اُس حکم کے خلاف کریگا زک پائیگا پھر گوہر آرزو ہاتھ نہ آئیگا خبردار اس لوح زمردین کو جو نمونۂ لوح محفوظ ہی بہت حفاظت و ہوشیاری سے جان سے زیادہ عزیز رکھنا اگر اسکی حفاظت مین غفلت کریگا ناکامی کے سوا جان کا بھی اندیشہ ہی دھوکا دیکر اُڑا لینا ساحرون کا پیشہ ہی

شمۂ مذکور خاقان ختن کا اور حال گرفتاری ملکۂ گیتی آرا رشک چمن کا

طلسم کشایان سلسلۂ سخن کا بیان ہی عجب حیرت آگین داستان ہی کہ خدائے رحیم و کریم نے خاقان ختن کو ملک و مال کے سوا ایک دختر نیک اختر ماہ عذار خورشید رخسار شہر حسن و جمال کی تاجدار نازنین نازک اندام ملکۂ گیتی آرا نام عنایت فرمائی تھی وارث تخت و تاج وہی فرمانروائے کشور حسن و زیبائی تھی بادشاہ اُس ماہ مصر جمال کو یوسف آسا دل سے عزیز رکھتا تھا زلیخا کی صورت اُسکی چاہ مین ڈوبا رہتا دم بھر اپنی نظر سے اوجھل نہونے دیتا بے اُسکے کھاتا نہ پیتا تھا اُسکو دیکھکر جیتا تھا تمام گھر اُس شمع رخسار کے نور جمال سے روشن تھا یہ صورت تھی بڑی عقیلہ اور سوگھڑ وہ صاحب فہم و فراست تھی دسون اُنگلیان اُس ماہ سیما کی دس چراغ تھین محل والیان اُس غیرت چمن کے نظارۂ گلشن جمال سے باغ باغ تھین طفلی سے جوانی مین کچھ اور ہوگئی سر سے پانون تک تک سک سے درست تھی نہایت چالاک و چست تھی سن طفلی سے اور قہر ہوا وہ شباب مین یہ تابش ہو وہ مہر کو فروغ آفتاب مین یا ایک دن وہ غارتگر دین و ایمان مان باپ کی روح تمام گھر کی جان شب ماہ مین بالا سے بام منھ ڈھکے سو رہی تھی بدر کامل کے ہوش طور ہی تھی سن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن تھا جوانی کی راتین مرادون کے دن جوانی کی نیند الڑھ پنے کی عمر ہاتھ کہین پانون کہین گردن کہین کمر کہین ایک پائچا نیچا ایک اونچا دوپٹہ سر کے قریب یا آب روان کا باریک چھاتی سے ڈھلکا کنگھی چوٹی کیے ہوئے بال پریشان فرش خواب پر جا بجا شکنین

نمایان نیّر خواب بلند صبح کا ٹھنڈا وقت نسیم سحر آہستہ آہستہ چل رہی تھی وہ اُٹھتی کونپل نئی جوانی کروٹین بدل رہی تھی تن بدن کی خبر نہ تھی مہروماہ کو تاب نظر نہ تھی خواصین باری دار نیان جی کرتی تھین کوئی پانون پر سر رکھکر سو گئی کوئی اونگھ اونگھ کر گرنے لگی کوئی نیند ٹالنے کے واسطے اِدھر اُدھر پھرنے لگی صبح کے وقت چہرۂ بے نظیر غیرت بدر منیر کے سامنے چراغ آفتاب جھلملا رہا تھا پلنگ پر ایک تصویر آرزی پڑی تھی عجب حسن کا سمان بندھا تھا قضاے کار ایک ساحر ناہنجار جادوگر نابکار عقاب کے بھیس مین کہین اُڑا جاتا تھا جب وہان پہونچا اُس آفتاب محشر کو سوتے دیکھا بنگاہ اول عاشق ہو گیا کُنڈ سے جوڑ کر اُتر پڑا انڈیان چیخ مار کر بھاگین جو سوتی تھین وہ بھی جاگین وہ غدار اُس ماہ پیکر کو نہایت آہستگی سے پلنگ سمیت اپنی پشت پر اُٹھا کر قندیل آسمان ہو گیا وہ عشرت سرا درد وغم کا مکان ہو گیا اب جو رنڈیان لونڈیان باندیان ہوش مین آئین شاہزادی کو نہ پایا روئین پیٹین چیختین چلائین حواس باختہ گرتی پڑتی کوٹھے سے نیچے آئین بادشاہ عالیجاہ سے رو رو کر یہ حرف زبان پر لائین حضور پُرنور اسوقت غضب ہو گیا ابھی ابھی ایک عقاب مہیب صورت آیا شاہزادی کو اُسی طرح سوتے ہوئے اُٹھا لیگیا معلوم نہین کہان اُڑا لے گیا جبتک ہم قبلۂ عالم کے پاس آئین سرگذشت زبان پر لائین وہ جانور مہیب شکل اپنا کام کر گیا ہم سزاوار سزا ہین لیکن خدا جانتا ہی کہ بے جرم وخطا ہین بادشاہ یہ مضمون غم مشحون سُنکر سن ہو گیا ہاے بیٹی کہکر دھم سے زمین پر گر پڑا مان نے منھ پر طمانچے مارے بال نوچے بُرا حال کیا انتہا سے زیادہ ملال کیا محل والیان روئین پیٹین چلائین اندر سے باہر تک کہرام مچگیا محل سرا ماتم سرا نظر پڑا کوئی رنڈی غش مین پڑی تھی کوئی سکوت کے عالم مین کھڑی تھی مان باپ پر قیامت گذر گئی دنیا آنکھون مین اندھیر ہو گئی بھرا گھر ویران نظر آیا جسکو دیکھا روتا پیٹتا پایا بادشاہ کئی روز دربار مین نہ آیا لباس ماتمی زیب بدن فرمایا کھانا پینا حرام تھا رات دن رونے پیٹنے سے کام تھا مان کہتی تھی ارے لوگو میری بچی کدھر گئی ہئی ہئی مین رونے والی جیتی رہی نہ مر گئی مین نے کس کس ناز ونعم سے پالا تھا دن کو دن رات کو رات نہ سمجھی اندھیرے اُجالے مین نکلنے نہ دیا دونون وقت ملتے اکیلی کہین چلنے نہ دیا سایہ کی صورت ہر وقت ساتھ رہتی تھی وہی بات کرتی تھی جو وہ کہتی تھی اری نگوڑیو کمبختو جب وہ مونڈی کاٹا غارت ہوا قربان کیا آسمان سے اُترا تھا اُسی وقت چلاتین غل شور مچاتین کہ ارے لوگو دوڑو دیکھو تو یہ کیا غضب ہوا اب میرا کلیجہ منھ کو آتا ہی کوئی دل مسلے ڈالتا ہی آسمان یہ کیا رنگ دکھلاتا ہی ارے لوگو مین کیا کرون نگوڑی زندگی سخت ہی کیونکر جان دیدون کبھی لونڈیون پر خفا ہو کر کہتی تھی اچھا رہ جاؤ دیکھو تو مین تم کو کیا سزا دیتی ہون اُس غفلت کا کیسا بدلا لیتی ہون کبھی اپنی قسمت کی شکایت کرتی نصیب سے لڑتی کہ یہ بھی میرا لکھا پورا ہوا دیکھون ابھی اور قسمت مین کیا بدا ہی کس کس کا داغ مفارقت لکھا ہی ہائی ہائی میری بچی تو مجکو بڑھاپے مین دغا دے گئی بوڑھے باپ کے جلنے کا مزا لیگئی جب سلطان نے بیٹی کے غم مین دربار کرنا چھوڑ دیا انتظام شہر وملک مین فتور پیدا ہوا نئی نئی فکر طرح طرح کا اندیشہ ہوا ناچار بمقتضاے وقت ومصلحت وزیر نے مہمات سلطنت کو انجام دینا شروع کیا ڈوبتا گھر تھام لیا ایک دن حضرت ظل سبحانی باہر تشریف لائے ارکان دولت

مسرور ہوے رنج وملال دور ہوئے ؎ بشکرانہ جانہا کشید ندیش ٭ چو دید ند روے خداوند خویش ٭ پہلے آداب سلام مراسم تعظیم وتکریم ادا کیے پھر سب نے دست بستہ عرض کیا کہ قبلۂ عالم کے رنج وماتم نے ہم غلامون کو زندہ درگور کر دیا ذرکو صدمہ وملال سے بھر دیا حضور لاسع الشور جسقدر غم والم فرمائین حق بجانب ہی سب درست وبجا ہی لیکن کوئی درد ایسا نہین کہ جسکی دوا نہو خدا نے اُسکا چارہ پیدا کیا نہو اِنَّ مع العسر یسرا خدا نے فرمایا ہی یہ آیہ شریفہ قرآن مجید مین آیا ہی ؎ درپس ہر گریہ آخر خندہ ایست ٭ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ٭ ؎ ہیچ مشکلے نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ آپ اخترشناسون رمالون کو طلب فرمائین شکلین زائچے کھچوائین شاید کوئی صورت فرح وسرور کی کسی طرح سے نکل آئے آپکا صدمہ وغم دور ہو جائے اگر کہین پتہ پائین ہم جان نثار جانین لڑادین تجسس مین زمین وآسمان کے قلابے ملادین حضور کئی دن سے بے آب وطعام ہین خاصہ نوش جان فرمائین ہم لوگ جو اپنی زندگی سے سیر ہین شکر خدا بجالائین ؎ کہا اگر کسی نے کہ کچھ کھائیے ٭ کہا خیر بہتر ہی منگوائیے ٭ الغرض خاصہ طلب ہوا دسترخوان بچھا دو چار نوالے نوش جان فرمائے پھر نجومی پنڈت رمال بلوائے سب نے اپنے اپنے علم کے موافق دیکھنا شروع کیا ایک رمال بیمثال نے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم پڑھکر قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا خوب غور سے دیکھا بھالا دیر کے بعد ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ قبلۂ عالم کی عمر دراز ہو ہمیشہ بول بالا رہے ہمارے زائچہ مین یہ حکم نکلتا ہی کہ وہ عقاب ایک ساحر مکار وغدار تھا جو شہزادی پر فریفتہ ہوکر اُٹھا لیگیا ہی ایک مہینے کے فاصلہ پر شمال وجنوب کے گوشہ مین ایک شہر دلکشا نام واقع ہی وہان دریا کے اندر اُسنے بزور سحر ایک قلعہ رُوئین بنایا ہی کسی کے عقل مین اُسکا کام نہین آیا ہی اُسمین غیر کا کیا ذکر ہوا کا بھی گذر نہین کسی چیز کا خوف کسی بات کا ڈر نہین اُسی قلعہ مین اُس نازنین پیکر کو بحفاظت تمام رکھا ہی قلعہ محفوظ اُس کا نام رکھا ہی مگر حضور خدا کے فضل وکرم سے جان کی خیر ہی کسی طرح کا کھٹکا نہین بشر تو کیا جانور بھی وہانتک پہونچا نہین یہ بھی حکم نکلتا ہی کہ شیشۂ عصمت وعفت سنگ خواہش نفسانی سے اُس شہوت پرست کی محفوظ ہی ایک روز اُس نابکار نے بہت منت وخوشامد سے سوال وصال کیا تھا زر وجواہر بیشمار کے بھی دینے کا لالچ دیا تھا لیکن اُس بلقیس زمانہ نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تو زبردستی کریگا تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگی زندگی کا جھگڑا زیست کا بکھیڑا پاک کرون گی اگر تجھکو میری محبت ہی تو ایک سال کی مہلت دے صبر کی سل اپنی چھاتی پر دھر لے اس عرصہ مین اگر کوئی میرا مواجہ آ پہنچا تو بہتر ہی ورنہ تجھکو اختیار ہی مین کچھ عذر نہ کرون گی شیرادامن امید گوہر مطلب سے بھر دونگی اُس ناہنجار نے یہ سمجھکر کہ یہان طلسم کا کارخانہ ہی انسان تو کیا ہوا کا دشوار آنا ہی کچھ تامل نہ کیا فوراً قبول کرلیا اُس دن سے ہر وقت اُسکی دلجوئی مین مصروف رہکر اُسکا دل ہاتھ مین لیتا ہی کسی طرح تکلیف نہین دیتا ہی دو چار گھڑی پاس بیٹھکر ہنس بول کے معلوم نہین کہان چلا جاتا ہی شام کو مثل بلاے ناگہانی وہ ظلم وستم کا بانی پھر آتا ہی دل بیقرار پر سنگ ملال وصال کی چوٹ سہتا ہی شب کو کچھ زہر مار کرکے اپنے نصیب کے طرح بے نیل مرام سو رہتا ہی اگر حضور انعام وافر عطا فرمائین تو ایک اور مژدۂ جانفزا سنائین وہ یہ ہی کہ زائچہ سے پایا جاتا ہی ؎ مردے از غیب برون

آیدو کارے بکند ؂ وہ یہ ہو کہ ملک حلب کا بادشاہ ہمایون شاہ نام عنقریب یہان آئیگا اُسکے ہاتھ سے یہ کام انجام پائیگا شاہزادی کو اُس ساحر مردود کی قید سے چھڑائیگا یہ طلسم مستحکم مثل تار عنکبوت چشم زدن مین ٹوٹ جائے گا بفضل خدا آپ کی قسمت سے شامل ہوگا اُسکی محنت سے مطلب دل حاصل ہوگا اگر آپ عہد شکنی نہ فرماینگے تو اپنی مراد ضرور پاینگے آئندہ العلم عند اللہ بادشاہ یہ مضمون مسرت مشحون سُنکر بہت مسرور ہوا الحقور طرا رنج مفارقت دختر مہر پیکر کا دور ہوا ارمّال کو انعام واکرام عطا ہوا باقی خلعت وجاگیر دینے کا نسلاً بعد نسل پس از حصول مدعا وعدہ ہوا

پھر مذکور ہمایون شاہ کا اُس کا خواب سے بیدار ہونا کمال مسرت سے سفر ختن پر چلنے کے واسطے تیار ہونا

یہان ہمایون شاہ سلیمان جاہ یہ خواب مبارک دیکھ کے اپنے طالع فرخندہ کی صورت بیدار ہوا بخت مسعود مددگار ہوا دریائے عجب وحیرت مین غرق تھا کہ الٰہی یہ کیا مضمون تعجب مشحون ہے یہ کیسی گردش چرخ واژگون ہے مین سلسلہ رنج وغم کا اسیر کہان یہ پیر مرد روشن ضمیر کہان ای خداوند بےمثل وہمتا ملک ختن کجا تاج کجا مجکو کبھی اس خواب کا خیال بھی نہ تھا اس بات کا احتمال بھی نہ تھا اگر نفس الامر مین یہ خواب میرا سچا ہو تو سبحان اللہ اس سے بہتر کیا ہو ہنوز نماز صبح کا وقت باقی تھا پہلے جلد وضو کرکے فریضۂ سحر ادا کیا پھر وظیفہ مین مشغول ومصروف ہوا پڑھتے پڑھتے کچھ خیال جو کیا جانماز پر وہی لوح زمردین جو خواب مین اُس پیر مرد نے دی تھی رکھی دیکھی فوراً شکر خدا بجا لایا بسم اللہ کہکر گلے مین پہن لی جب اوراد ووظائف سے فارغ ہوا دولت سرا سے ہنستا ہوا دربار عام مین تشریف لایا تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اُمرا وزرا ارکین دولت اعیان مملکت حاضر ہوئے اپنے اپنے مقام پر مودب بیٹھے ہمایون شاہ نے خواب شب کا حال نقل کیا خیر اندیش مسرور ہوئے حصول مطلب کی مبارکباد دی تھوڑی دیر کے بعد دربار برخاست ہوا وزیر خوش تدبیر کو تخلیہ مین طلب فرمایا خواب بیان کیا کہا تمھاری کیا راے ہے اس نے دست ادب جوڑ کر جواب دیا حضور میری تو یہ راے ہے کہ آپ اس امر مین توقف ودرنگ نہ کرین خدا کا نام لیکر تشریف لے چلین ؎ بہ بینم کہ تا کردگار جہان ؂ درین آشکارا چہ دارد نہان ؂ اور اگر کچھ تامل ہو تو احتیاطاً ذات الرقاع کا استخارہ بھی فرمالیجیے اس لیے کہ سفر اور سقر کی صورت ایک ہی ہے ہر چند رویاے صادقہ خواب نیک ہے لیکن وشاورہم فی الامر ارشاد جناب باری ہے استشارہ واستخارہ پر عمل کیجیے پروردگار عالم سے مشورہ لیجیے فرمایا بہت مناسب بلکہ واجب ہے اچھا استخارہ بھی کرلو نہایت احتیاط سے دیکھو وزیر نے باٰداب وشرائط ذات الرقاع کا استخارہ فرمایا افعل افعل کے تین پرچے برابر نکلے عرض کی قبلہ عالم استخارہ واجب آیا بسم اللہ کیجیے اب کچھ تردد اور پیش وپیش نہ فرمائیے کسی اور طرح کا خیال نہ لائیے پروردگار عالم بڑا بے نیاز ہے تمام عالم کا بندہ نواز وکارساز ہے فرمایا اچھا کوئی دن تاریخ سعید دیکھو پھر ہم سے عرض کرو

ہم ضرور جائینگے حکم خداوند تعالیٰ بجا لائینگے مین نے اس عزم پر کمر مستحکم و مضبوط کسی ہی بیشک یہ صورت بہت اچھی ہی ہرچہ
بادا باد ابیوسہ درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا ؛ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرساہا ؛ دوسرے
دن وزیر خوش تدبیر نے حاضر ہو کر دست بستہ عرض کی کہ قبلہ عالم فلان روز و تاریخ نہایت سعد و نیک ہی آپ تیاری سامان
سفر کا حکم دین پھر قدرت خدا مشاہدہ کرین استخارہ کی مصلحت دیکھ لین بادشاہ نے حکم دیا کہ سامان سفر جلد تیار کرو یہان
کیا دیر تھی فوراً سامان درست ہو گیا وزیر سے ارشاد فرمایا کہ تم ہماری جگہ سلطنت کا کام کرو خبردار کسی بات مین فرق
نہ ہو ملک برباد نہو رعیت ناشاد نہو ہمارے سامنے سے زیادہ ملک و رعیت کا خیال رکھنا برقرار ملک و مال رکھنا
اسنے عرض کی کہ غلام کو ارشاد حضور لامع النور سے کیا عذر ہی ۔ خلاف راے سلطان راے جستن ؛ کمر باشد
بخون خویش بستن ؛ غلام حتی الامکان سر فروشی و جان نثاری اور مہمات سلطنت کے انجام دینے مین سر مو تامل نکریگا
کوئی دقیقہ دقائق خیر خواہی اور خیر اندیشی کا اٹھا نرکھے گا لیکن بادشاہ کا بے وزیر کے سفر کرنا عقل مصلحت بین کے
خلاف سراسر ہی اسلیے کہ اسمین اکثر باتون کا ضرر بھی متصور ہی اگر حضور غلام کو یہان چھوڑے جاتے ہین تنہا سفر فرماتے
ہین تو غلام کا ایک بھائی ہی اسنے بھی غلام کی صحبت اٹھائی ہی نہایت ہوشیار عقیل فہیم بیدار مغز خیر خواہ سراپا عقل
و فرہنگ کا پتلا ہی فلاطون کا باپ ارسطو کا دادا ہی اسکا حضور کی خدمت مین رہنا مصلحت کیا واجبات سے ہے
فرمایا اچھا لاؤ ورنہ کرو ضرور ہمارے ساتھ کرو وزیر نے اسکو حاضر کر کے نذر دلوائی یہ بات بخوبی ذہن نشین فرمائی
کہ خبردار سایہ وار حضور کے ساتھ رہنا ہر امر مین مشورہ نیک دینا ظل سبحانی کی عدول حکمی نہ کرنا اپنے ہاتھ کو اپنے
خون مین نہ بھرنا اس نیک نہاد نے بالراس و العین کہکر منظور کیا اسی وقت سے حاضر آستان فلک نشان رہا
جس دن سفر کی تاریخ سعید آئی رات سے ہاتھی گھوڑے اونٹ چھکڑے باربرداری کے جانور خیمے ڈیرے دن سے
لدے لدائے در دولت پر موجود تھے اہل عملہ شاگرد پیشہ کمرین کسے ہتھیار لگائے مسافرون کی صورتین بنائے
محو نظارہ مرکب ظفر آمود تھے خزانہ عامرہ زر و جواہر گران بہا لباس شاہانہ کے ہزارون صندوق سر بمہر داروغہ
توشک خانہ کی حراست مین رکھے تھے چشم فلک نے بھی ایسی اشیاے نادر روزگار کبھی نہ دیکھی تھی فوج ظفر موج
کی یہ کثرت تھی کہ چیونٹی کو راستہ چلنا محال تھا تمام شب باہر مطبخ شاہی مین اندر محلات معلے مین ناشتہ پکا سموسے
کلچے کھجورون کا انبار تھا گھی اونٹون کا بار تھا صبح کو ارکان دولت حاضر ہوئے چشم حیرت سے سامان سفر کے ناظر
ہوئے نماز صبح کے بعد حضرت محل سے برآمد ہوئے امام ضامن کی صدہا اشرفیان بازو پر بندھی ہوئین رخصت
کا پان منہ مین سفر پر مضبوط کمر بندھی ڈاب مین بیش قیمت ولایتی پڑی بیش و پس راس و چپ عزیز اقارب اعیان
دولت ارکان مملکت امیر وزیر صغیر و کبیر برنا و پیر کا ہجوم تھا ۔ بسفر رفتنت مبارکباد ؛ بسلامت روی و
باز آئی ؛ کا نعرہ علی العموم تھا اگر سارا تزک سواری کا لکھون فسانہ کو طول ہو جائے سامع ملول ہو جائے
لہذا ہرچہ گیرید مختصر گیرید پر عمل کیا اس احتشام کا تفصیل وار لکھنا بالکل چھوڑ دیا پہر دن چڑھے
اعلی حضرت بسم اللہ کہکر سوار ہوئے ہمراہ رکاب ظفر انتساب تمام جان نثار ہوئے

آگے آگے فوج شاہی باجلوس شاہانہ بہ کرو فر تمام روان تھی سبحان اللہ قدرت رب ودود عیان تھی زہے حضرت قدر قدرت تاج مرصع برسر چار قب ملوکانہ در بر رخش پری پیکر پر سوار چپ و راست بال ہما کا چنور ہوتا چتر زرنگار فرق مبارک پر لگا آہستہ آہستہ قدم قدم خراماں خراماں مسکراتے تھے بکشادہ پیشانی اہل شہر کے سلام لیتے چلے جاتے تھے رعیت دعائین دیتی پیچھے پیچھے روان تھی ایک عجیب قدرت پروردگار نمایاں تھی شہر کے ناکے تک سواری صورت باد بہاری پہونچی وہاں سے بسرعت تمام روان ہوئی منزل بمنزل دس پانچ کوس کا کوچ بمقام ہوتا ہوا سیر و شکار کرتے ہوئے ایک مہینے کے بعد بآرام تمام اُس نواح جانفزا مین پہونچے اخبار نویسون نے خاقان ختن کو ورود ہمایون شاہ کے پرچے لکھے شہر کے قریب دس پانچ کوس پر ایک گنجان باغ مین لب دریا زمین مسطح و ہموار سبزہ زار مین مقام کیا مہتمون نے ورود موکب ظفر آمود کا اہتمام کیا فراشون نے خیمے ڈیرے سلطانی برپا کیے جب وہ زمین مضرب خیام فلک احتشام ہوئی خبر ورود لشکر ظفر پیکر عام ہوئی خاقان ختن کو تردد بے انتہا ہوا غنیم کی فوج کشی کا دھوکا ہوا اُسی رمال سے پوچھا اُسنے قرعہ پھینک کر زائچہ لکھ کر عرض کیا کہ حضور غلام نے جو حکم لگایا تھا یہ اُسکا ظہور ہی اُسی سلطان ذی شان کے ورود کی خبر فرحت اثر مشہور ہی آپ پہلے ایک سفیر خوش تقریر کو بتحف و ہدایا روانہ کیجیے اس مضمون کا پیغام دیجیے کہ ہم آپ کی تشریف آوری سے بہت محظوظ نہایت مسرور ہوئے خیالات فاسد دل سے دور ہوئے آپ نے جو مہمان قدم رنجہ فرمایا زہے نصیب ہمارے کہ آپ سا شہریار تاجدار ہمارا مہمان ہو کر تشریف لایا یہ تمام سرزمین آپ کے زیر حکومت ہی ہم جتنا فخر و مباہات کرین بجا ہی یہ ملک یہ شہر سب آپ کا ہی اے رواق منظر چشم من آشیانہ تست ؎ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست ؎ سفیر یہ پیغام دلپذیر لے کر بہت شان و شوکت سے پہونچا عرض بیگی نے حضور مین عرض کیا کہ خاقان ختن کا سفیر حاضر در دولت آسمان صولت ہی کیا حکم ہوتا ہی ارشاد ہوا کہ آنے دو خبردار نہ روکو جب سفیر باریاب مجرا ہوا پہلے اپنی طرف سے پانچ سو اشرفیاں نذر گذرانین بیٹھنے کا حکم ہوا سلام کر کے بیٹھا خاقان ختن کا پیغام زبانی بآئین شایستہ نہایت خوش بیانی سے ادا کیا پھر کشتیان تحف و ہدایا کی حاضر کین سب منظور و مقبول ہوئین تھوڑی دیر ٹھہر کر عرض پیرا ہوا کہ خانہ زاد رخصت ہوتا ہی اعلیٰ حضرت کو حضور سے ملنے کا نہایت اشتیاق ہی میرا یہان دم بھر ٹھہرنا بہت شاق ہی ہمایون شاہ نے سفیر سے فرمایا کہ ہماری طرف سے بعد سلام و شوق ملاقات گزارش کرنا کہ اگر ہم آپ کے مشتاق ملاقات بہجت آیات نہ ہوتے تو اس قدر سفر دور و دراز و مصائب راہ و صعوبات منازل اُٹھا کر یہان کیون آتے اس قدر حشم و خدم فراوان ہمراہ کیون لاتے ہم بھی بکمال مشتاق ملاقات مودت آیات ہین منشاء سفر جو ایک غرض خاص پر مبنی ہی اُسکا ذکر بالمشافہ کیا جائے گا عند الملاقات حسب عالی خاطر اشرف ہوگا عمدہ نتیجہ ظہور مین آئے گا یہ فرما کر سفیر کو رخصت کا خلعت فاخرہ دیا اُس نے حاضر حضور ہو کر من و عن حال دربار و پیغام شہریار عرض کیا سلسلہ محبت طرفین سے مستحکم ہوا بادشاہ یہ مضمون

مسرت مشحون سنکر بہت مسرور و خرم ہوا ایک روز خاقان ختن نہایت خوشی سے بجلوس شاہانہ و کروفر خسروانہ
مع لشکر ظفر پیکر و ارکین دولت و اعیان مملکت ہدایا ہے بیشمار و تحفہ ہاے ہر شہر و دیار و اشیاے نوادر روزگار ہمراہ
لیکر ہمایون شاہ کی ملاقات کو چلا جب سلطان حلب کا فرودگاہ قریب رہا راہ مین ایک مقام پر فضا پر ٹھہرا اور ہی سفیر
بعجلت تمام آستان شاہی پر پہونچا عرض بیگی سے کہا کہ قبلۂ عالم کو خبر کرو ہمارے بادشاہ جمجاہ تشریف لاتے ہین
فلان مقام پر ٹھہرے ہین ملاقات کے واسطے بہت تعجیل فرماتے ہین عرض بیگی نے سفیر کی گزارش عرض کی
ہمایون شاہ نے حکم دیا کہ ہماری بھی فوج جلد تیار ہو ہم بھی ملاقات کو چلین گے ضوابط یکجہتی و اساس اتحاد ولی محکم کرینگے
فوج دریا موج بہ تعجیل تمام تیار ہوئی ارکان سلطنت بھی حاضر در دولت ہوئے حضرت قدر قدرت حمام فرما کر پوشاک
شاہانہ و زیور جواہر گران بہا سے آراستہ ہو کر زیب دہ فیل کوہ عدیل ہوئے بہ تزک و احتشام تمام روانہ بہ تعجیل ہوئے
یہ ادھر سے بڑھے وہ اُدھر سے چلے وسط راہ مین دونون شہریار ہمکنار ہوئے قران السعدین کے معنی آشکار
ہوئے تلاقی طرفین سے دونون لشکرون مین ہزارون سلامی کی توپین چھوٹین دونون سلطان ذیشان ایک
ہاتھی پر سوار داہنی طرف ہمایون شاہ بائین طرف خاقان ختن کلمات محبت و مودت کہتے ہنستے بولتے بستان و
شوکت بسیار خیمۂ شاہی مین رونق افروز ہوئے دو خورشید جہانتاب ایک برج مین جلوہ افروز ہوئے خاقان ختن
نے سبب سفر استفسار کیا ہمایون شاہ نے خواب کا حال آشکار کیا خاقان ختن نہایت خوشحال ہوا مسرور و
مبتہج کمال ہوا اُسنے بھی اپنی کیفیت رتال کی سرگذشت مفصل کہہ سنائی پھر مکان پر لیجانے کی تکلیف فرمائی
ہمایون شاہ نے کہا کہ مین یہین قیام پذیر رہونگا جسوقت خدا فضل کرے گا جس کام کو آیا ہون وہ ہو جائے گا
اسوقت آپ کے مکان پر چلونگا خاقان ختن نے کہا بہت اچھا لیکن چند روز آپ توقف فرمائین صعوبت سفر
کسل راہ سے راحت پائین ہماری مہمانی قبول کیجیے دعوت نوش جان فرمائیے پھر اختیار باقی ہے جب چاہیے جائیے
مین بھی ہمراہ رکاب رہونگا جہان آپ تشریف لیجائین گے چلون گا ہمایون شاہ نے فرمایا خیر آپ کے
اصرار سے مجبوری ہے لیکن مین اپنے کام کے واسطے تنہا جاؤنگا انشاء اللہ تعالی جلد مظفر و منصور آؤن گا

کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من ؏ کس نہ خارد پشت من جز ناخن انگشت من ؎

دو مہینے وہین مقام رہا
لشکر سمیت ہر روز نئی نئی دعوتون کا شاہانہ انتظام رہا تمام شہر مین خبر عام ہوئی کہ ہمایون شاہ نے خاقان ختن
کے کام پر کمر باندھی ہے فتح طلسم کا بیڑا اُٹھایا ہے راہ دور و دراز سے اسی عزم پر ترک وطن کر کے یہان آیا ہے خدا
کرے دونون کا مطلب دلی بر آئے یہ بگڑا کام جلد بن جائے اگر یہ مہم عظیم انجام پا جائیگی ہمارے دن
پھرین گے بہار رفتہ پھر چمن مین آئیگی شہر اور ملک کی اور صورت ہو جائیگی خلق خدا راحت و آرام پائیگی
تا قیام ہمایون شاہ خاقان ختن کا یہ دستور تھا صبح سے شام تک ہمایون شاہ کے پاس رہتا شام کو
دولتسرا پر جاتا تمام شب دعا مین بسر کرتا ہمایون شاہ کی رضامندی اور خاطر داری سے قدم باہر نہ دھرتا جب
دو مہینے مہمانی کے تمام ہوئے ایک دن ہمایون شاہ نے رخصت کی درخواست کی خاقان ختن کے ہوش اُڑ گئے

آنکھون مین آنسو بھر لایا بہ کمال منت فرمایا کہ مین بھی آپ کے ساتھ چلون گا کسی طرح تنہا نہ چھوڑونگا ہمایون شاہ نے کہا
اگر آپ کو میری خوشی منظور ہے تو اس امر کو میری رائے پر رہنے دیجیے زیادہ اصرار نہ کیجیے ورنہ مآل اسکا ملال ہوگا آئینہ
قلوب مین کدورت آجائیگی پھر عمر بھر صفائی کی صورت نظر نہ آئیگی انشاء اللہ تعالی مین چند روز مین اس کافر عنید کو واصل
جہنم کرکے دامن امید کو گوہر مراد سے بھر کے آپ سے ملونگا اسوقت جو کچھ آپ عنایت کرینگے لے لونگا مگر شہر کا
نام اور سمت کا نشان بتلا دیجیے پھر قدرت خدا دیکھ لیجیے خاقان ختن نے کہا یہان سے ایک مہینے کی راہ پر شمال
وجنوب کے گوشہ مین ایک شہر دلکشا نام واقع ہے وہان ایک بہت بڑا دریا ملتا ہے اُس سے آگے پتا نہین چلتا
ہے ہمایون شاہ نے یہ سُنکر کہا بس آپ خاطر جمع رکھین مین کل نماز جمعہ کے بعد اُس طرف کی راہ لونگا کسی کو کچھ
تکلیف نہ دونگا دوسرے دن ہمایون شاہ نے برادر وزیر سے فرمایا کہ تم فوج اور اہالیان دولت
سے خبردار اور ہوشیار رہو کسی بشر کو کسی طرح کی تکلیف نہو مین اپنے مقام پر تم کو چھوڑے جاتا ہون خدا
نے چاہا تو بہت جلد آتا ہون تم یہان سے حرکت نہ کرنا جبتک مین مع الخیر وعافیت مراجعت نہ کرون
تم دائرۂ اطاعت سے قدم باہر نہ دھرنا

جانا ہمایون شاہ کا بامید قسمت آزمائی پھر جادوگر کی لڑائی اُسپر فتح پانا گیتی آرا کو قید سے چھڑا کر ساتھ لانا

جب سواری کا وقت قریب آیا خاقان ختن سے گلے ملکر رخصت ہوا تھوڑی دیر دونون سلطان ذی شان برابر
چلے قریب شام ہمایون شاہ نے خاقان ختن کو رخصت کیا واللہ معکم اینما کنتم کہکر روتا ہوا گھر کو پھرا اُس نے شب بھر
ایک باغ مین مقام کیا علی الصباح ایثار استہ لیا ؎ علی الصباح چو مردم بہ کاروبار روند ؛ بلاکشان محبت بکوی
یار روند ؎ نہ سُدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی ؛ نکل شہر سے راہ جنگل کی لی ؛ منزل بمنزل چلنا شروع کیا
جس جگہ کی فضا اچھی معلوم ہوئی آب ہوا معتدل پائی دو چار مقام کیے دل کو آرام طبیعت کو راحت ہاتھ آئی
سیر وشکار کے مزے اُڑائے پھر وہان سے کوچ کیا راہ مین جو شہر یا بستی دلچسپ نظر آئی آب وہوا اچھی پائی
ٹھہر گیا عجائب وغرائب الٰہی کو دیکھا بھالا اسی طرح ہر روز طی مراحل وقطع منازل کرتا جاتا تھا راہ کی صعوبت
اور تکلیف تنہائی کی سفر کی مصیبت اُٹھاتا تھا نہ یار غمگسار ساتھ فقط ذات پروردگار جنگل کی راہین ناہموار
کہین بہڑ کہین چڑھاؤ کہین اُتار خار مغیلان سے تلوے افگار دن کو آفتاب کی تمازت دھوپ کی شدت
موسم کی حرارت کسی کنوئین پر اسی محبوبہ مطلوبہ کی چاہ مین زلیخا وار وہ یوسف مصر سلطنت وشہریاری ڈالواڈول
پھرتا تھک کر بیٹھ جاتا تھوڑی دیر دم لیکر پھر چلتا نظر آتا اگر کسی دن کچھ مل گیا کھا لیا کسی چشمہ سے پانی پی لیا
خدا کا شکر کیا دن بھر اپنے مطلب کی دھن مین چلتا کہین آرام نہ لیتا جہان شب ہو جاتی کسی درخت
کے نیچے جانورون کے خوف سے یکہ وتنہا خدا خدا کرکے صبح کر دیتا ؎ درویش

ہر گاہ کہ شب آمد سرا سے او ست نہ کسی تالاب کے کنارے وضو کر کے نماز فجر ادا کر کے چل کھڑا ہوتا دل مین کہتا جاتا کہ یا الٰہی یہ سفر کیونکر تمام ہوگا مین راہون سے خبردار نہین ساتھ کوئی رہبر و مددگار نہین چلتے وقت ہمت مردانہ جرأت رستمانہ نے کسی کو ساتھ لینا گوارا نہ کیا عقل دوراندیش کے سراسر خلاف عمل مین لایا سایہ کا بھی ساتھ ننگ و عار سمجھا تاتجربہ کاری کے باعث سے بیکار سمجھا خیر اب جو کچھ ہو سو ہو اللہ تو یار ہی انشاء اللہ تعالیٰ اسب بڑا یار ہی وہی پاک پروردگار بیکسون کا رہبر و مددگار ہی ؎ مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ؛ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ؛ الشئی منی والاتمام من اللہ حافظ حقیقی ہمارا مونس و غمگسار ہی سب تکلیفون کا بار اُٹھا دے گا زندگی ہی تو ایک دن منزل مقصود پر پہونچا دے گا آتش مرحوم ؎

سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

طریق عشق مین ہی دل عصا آہ ہی شرط
ہزار راہزن امیدوار راہ مین ہی

ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی
پیادہ پا ہون رواں کوچۂ قاتل

کہین ٹھہر جاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی
مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائینگے

تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسیکا ساتھ
اجل مری ہر سر پر سوار راہ مین ہی

کوئی تو دوش سے بار سفر اُتارے گا
خدا تو دوست ہی دشمن ہزار راہ مین ہی

طریق عشق کا سالک ہی واعظون کی نہ سن
ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہی

اسی خیال مین دیار محبوب کی سمت رواں تھا ایک دن مہینہ بھر کے بعد کچھ دن رہے منزل تمام ہوئی لب دریا شام ہوئی عجب بحر زخار دریا سے ناپید اکنار دیکھا جہان تک نظر دوربین کام کرتی تھی سوا پانی کے کچھ نظر نہ آتا تھا ساحل کا نشان و سراغ نہ پایا جاتا تھا رات کا وقت تنہائی کا عالم ہوا کا زور دریا کے پانی کا شور دمبدم جنگل خوفناک ناؤ نہ بیڑا مینڈھون کا اُچھلنا موجون کا تھپیڑا عجب طرح کا خوف دلاتا تھا خدا یاد آتا تھا گرداب کے پانی کی آواز غرغر کی مہیب صدا کو سون جاتی تھی جانوران آبی خوف سے باہر نہ آتے تھے سنگ پشت کی سپر سے تیغ موج کی وار بچاتے تھے ؎

آب کیسا کہ بحر تھا زخار
مارے چشمک حباب عمان پر

لذز موج جب نہ تب دیکھا
تند و امواج و تیرہ و تہ دار

ہمکنار بلا ہر اک گرداب
ساحل اسکا نہ خشک لب دیکھا

موج کا ہر کنارہ طوفان پر
لجہ سرمایہ بخش تیرہ سحاب

بقول سعدی ؎ ہمین آب کہ مرغابی درو ایمن نبود ؛ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود ؛ یہ بیچارہ آفت کا مارا اپنے وطن اور عزیز و اقارب کے خیال مین یہ شعر حافظ شیرازی کا پڑھتا تھا شب دیجور مین تنہائی کے سبب سے دمبدم خوف بڑھتا تھا ؎ شب تاریک و بیم موج گردابے چنین ہائل ؛ کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا ؛ اسی خیال مین تمام رات نیند نہ آئی جب صبح مراد نے صورت دکھائی اسکو لوح دیکھنے کی یاد آئی اُسکو جو بغور تمام دیکھا اُسمین یہ حکم نکلا کہ سفر تیرا اتمام ہوا ہر چند یہ دریا سے مہیب ہی مگر خاطر جمع رکھ کہ ساحل امید بھی قریب ہی ایک کشتی خود بخود تیرے پاس آئیگی اُس پر یہ اسم پڑھکر سوار ہو لینا دل مین کچھ خوف و خطر کو جگہ نہ دینا جس جگہ کشتی ٹھہر جائے بسم اللہ کہکر بیچ منجدھار مین کود پڑنا آگے سب لے ملاحظہ لوح

کچھ کام نہ کرنا ورنہ زک پائے گا طعمۂ دہان نہنگ اجل ہو جائیگا ناگاہ ایک کشتی بے ملاح کی اُسکے قریب آئی یہ سوار ہو بیٹھا وہ چل نکلی تھوڑی دیر مین بیچ دریا مین پہونچکر تھم گئی آگے نہ بڑھی گویا جم گئی یہ بموجب حکم لوح کے درین دریاے بے پایان ورین طوفان شور افزا ؏ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسایہا ؏ یہ کہکر بے تامل کود پڑا اسکے تلے ٹانگین اوپر اُفتان وخیزان بڑی دیر کے بعد یا نزمین آشنا ہوا اب جو خیال کیا نہ وہ کشتی نظر آئی نہ وہ دریا دیکھا ایک سنسان جنگل ہو کا مکان نظر پڑا خدا کا نام لیکر ایک سمت کو چل کھڑا ہوا چلتے چلتے تھوڑا دن باقی رہا یہ گھبرایا کہ اب کیا ہوگا اسی فکر مین تھا کہ ایک چار دیواری باغ کی نظر پڑی یہ اُسکے قریب جاکر ٹھہر گیا دروازۂ باغ مقفل پایا بالاے باب ایک طاؤس بیٹھا نظر آیا اُس نے لوح دیکھی اُسمین یہ بات نکلی کہ جسوقت تو دروازۂ باغ پر پہونچے اور مور کو بیٹھا دیکھے جب وہ آواز دینے کو منقار کھولے اس اسم کو پڑھکر اُسکی منقار مین تیر لگانا اگر تیر خطا کرے گا خود نشانہ سہم قضا ہو جائیگا پھر کوئی تیرا پتہ بھی نہ پائے گا اُسنے وہی اسم پڑھا جب طاؤس نے آواز دینے کو منقار کھولی اُس نے شست مشت برابر کر کے تیر کو چلۂ کمان سے رہا کیا وہ تیر سرگوشی کرکے چلا چشم زدن مین تیر منقار طاؤس مین در آیا اُسنے تیر کھاتے ہی چکر کھایا زمین پر گر پڑا مرغ نیم بسمل کی صورت لوٹنے لگا ایک آندھی سیاہ اس زور شور سے اُٹھی کہ ہاتھ کو ہاتھ کی صورت نہ دکھلائی دی آسمان پر گڑگڑاہٹ ہویدا ہوئی ایک آواز مہیب و خوفناک پیدا ہوئی کہ ای عزیز کشتی نامم من طاؤس جادو بود تھوڑی دیر مین وہ آندھی موقوف ہوئی دن نظر آیا باغ کا دروازہ مثل دست کریم کشادہ پایا یہ جھٹ پٹ اندر گیا باغ بڑا پُر تکلف دیکھا کئی کوس تک چلا باغ کی انتہا نہ پائی تمام دن بڑی مصیبت اُٹھائی لوح ملاحظہ فرمائی اُسمین لکھا تھا کہ شب کو اُسی باغ مین رہنا باہر نہ جانا اس اسم کو پڑھکر نہر سے پانی پینا جو پھل چاہنا کھانا شب بھر آرام کرنا صبح کو اپنا راستہ پکڑنا خبردار بے معائنہ لوح کوئی کام نہ کرنا یہ رات بھر اُسی باغ مین با آرام تمام رہا کیل کا کھٹکا نہ ہوا بال بیکا نہ ہوا صبح کو پھر چل نکلا جب وسط باغ مین پہونچا وہان ایک قلعہ آتشین معلق کمہار کے چاک سے زیادہ گردش چشم معشوق سے سوا بلکہ قسمت کے چکر سے دونا گھومتا نظر آیا ہر چند دروازہ ڈھونڈھا نہ پایا ایک چیز مثل آفتاب تابان وماہ درخشان چمک رہی تھی معلوم نہین وہ کیا تھی کسیطرح اُسطرف دیکھا نہ جاتا تھا نظر کام نہ کرتی تھی آنکھون مین پانی بھر آتا تھا کوسون اُسکی حرارت پھیلی تھی انسان تو کیا طائر وہم وخیال کے پر جلتے تھے دور سے جانور کباب ہوکر گرتے تھے شعلہ جوالہ کی گرمی سے نار نمرود سرد تھی جہنم کی آتش سوزان گرد برد تھی زمین باغ مثل کورۂ آہنگر لال تھی لوح کی برکت سے اُسکے جسم کو صدمہ نہ پہونچا ورنہ پانون زمین پر رکھ سکتا کیا مجال تھی دل مین کہتا تھا کہ یا الٰہی کیا کرون اُس قلعۂ معلق و دیوار تک کیونکر پہونچون پھر لوح کو دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ تو آیہ وافی ہدایہ یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم کو پڑھکر اپنے اوپر دم کرکے قلعہ تک پہونچ جائیگا کسی طرح کا صدمہ نہ پائیگا اُسنے موافق حکم لوح عمل کیا ٹھنڈے ٹھنڈے قلعہ تک پہونچ گیا پھر لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین

لکھا پایا کہ تھوڑے پانی پر یا فتاح کو بحساب جمل پڑھکر آسمان کی طرف پھینک دے پھر قدرت خدا کو دیکھے اُسنے ویسا ہی کیا فوراً ایک ابر سیاہ پیدا ہوا پانی زور سے برسنے لگا تمام آگ بجھ گئی قلعہ کو بھی سکون ہوا اُسنے پھر لوح دیکھی اُسمین یہ عبارت تحریر تھی کہ یہ قلعہ روئین ہی شش جہت مین ایسا مضبوط دوسرا قلعہ نہین ہی اسم اعظم الٰہی کو سوا لاکھ مرتبہ پڑھکر پیکان تیر پر دم کرکے قلعہ کو نشانہ بنا دے دیکھ تو کیا ہوتا ہی خاطر جمع رکھ دم بھر مین فنا ہوتا ہی اُس نے اسیطرح کیا بسم اللہ کہکر تیر لگایا حکم خدا سے قلعہ شق ہوگیا پہلے سے زیادہ چکر کھا کر زمین پر آیا ایک صداے مہیب وہولناک ایسی پیدا ہوئی کہ اگر لوح پاس نہ ہوتی تو بہرا ہوجاتا بلکہ مرجاتا اب جو خیال کیا تو قلعہ کو فی النار پایا ایک مکان عالیشان نہایت وسیع و رفیع نظر آیا صدر کے دالان مین اُس آفتاب محشر کو آرام کرتے پایا آہستہ اُسکے سرہانے بیٹھکر چپکے سے دوپٹہ اُٹھایا نور جمال جہان آرا سے آنکھون کو روشن فرمایا ع

اسقدر آنکھین مری محو تجلی ہوگئین ؎ پتلیان پتھرا کے آخر سنگ موسیٰ ہوگئین ؎ دفعۃً اُس مست خواب ناز کی آنکھین کھل گئین دیکھا تو ایک غیر شخص کو بیٹھا پایا جلدی سے پھر آنکھین بند کرلین بولی کہ اے شخص تو کون ہی یہان کیونکر آیا اُس نے کہا تو مبارک ہو مین نے تم کو اس بلاے بے درمان کافر غدار ساحر نابکار کے پنجۂ ظلم وستم سے چھڑایا وہ مسکرا کر چپ ہورہی کہ مدت کے بعد ہمجنس کی صورت دیکھی پھر گھبرا کر بولی کہ تو کچھ اپنی جان کو نہ ڈرا اِس مکان آفت نشان مین بیدھڑک چلا آیا خدا کے واسطے جہان سے آیا ہی وہین چلا جا وہ تلون ناکام قریب شام آئے گا تجلو جو بیٹھا پالے گا مجکو تجکو دونون کو جان سے مار ڈالے گا اپنے غصہ کی جھانجھ نکالے گا مجکو مرنے کا ڈر نہین اسواسطے کہ اگر میری قسمت ایسی ہی ہوتی تو اس بلا مین کیون پھنستی اپنے نصیبون کو کیون روتی مگر مجکو تیرا خیال ہی کہ مفت تیرا خون ناحق میری گردن پر ہوگا اسکا ملال ہی ہمایون شاہ نے کہا سبحان اللہ تم یہ کیا کہتی ہو بے فیصلہ کیے یہان سے نہ جاؤن گا اُس اجل رسیدہ کو جوہر تیغ شجاعت دکھلاؤن گا اگر تم کو یہی خیال ہی تو مین نے اپنا خون تم کو معاف کیا خدا نے تمھارے چھڑانے کے واسطے مجکو بھیجا ہی میرا نام اُس کافر خاسر ساحر ناہنجار کی قضا ہی دیکھ لینا آج شام تک جو ہو جائے گا چارون طرف خون کا دریا بہتا نظر آئیگا اب تم کچھ نہ ڈرو چین سے رہو ہنسو بولو انشاء اللہ تعالےٰ مین تم کو جلدی تمھارے مان باپ کے پاس لے چلونگا اُس جادوگر نابکار کو اُسکی بے ادبی اور گستاخی کی معقول سزا دون گا جب اُسنے ایسے دلاسے کی باتین کین ہوش وحواس درست ہوئے جی مین جی آیا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوا شرم سے سر نیچا کر لیا خاموش ہورہی کچھ جواب نہ دیا لیکن اُس ظالم اظلم کے خوف سے کلیجہ دھکدھک کرتا تھا امید وبیم کے عالم مین نہ جاگتی نہ سوتی تھی کبھی ہنستی کبھی روتی تھی ہمایون شاہ اُسکی دلجوئی اور دلداری مین مصروف تھا جون جون دن ڈھلتا جاتا تھا گیتی آرا کا کلیجہ ہاتھون اُچھلتا تھا بیٹھے بیٹھے کانپ اُٹھتی تھی منھ پر ہوائیان اُڑتی تھین رنگ فق تھا طلسم کشا کے انجام کار کا تعلق تھا جھٹ پٹے وقت وہ بلاے عظیم وخبیث شیطان کا ثانی مثل آفت آسمانی آپڑا طلسم کو درہم و برہم دیکھ کر دل شکستہ ہوا دریاے حیرت مین ڈوب گیا کہ ایسا طلسم مضبوط اور قلعہ مستحکم ومتین

کو مثل تار عنکبوت کس نے توڑا نام و نشان تک نہ چھوڑا دیوانہ وار غصہ مین بھرا منھ سے کف جاری طاس خون کی طرح
آنکھین لال موچھون پر تاؤ دیتا ملکہ گیتی آرا کی طرف چلا اُسنے جو اُس حرامزادے کو دوبسے آتے ہوئے دیکھا طلسم کشا
سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ دیکھو وہ کمبخت بلاے ناگہانی کی صورت آپہونچا خدا کے واسطے جلد کسی گوشہ مین چھپ جاؤ اپنی جان
بچاؤ اگر وہ لنگوڑا دیکھ لیگا تو غضب ہو جائیگا دیکھنا کیا قیامت ہوگی خدا جانے کیا صورت ہوگی مین اگر نہوئی تو نہوئی مگر تیری
پیاری جان کا ڈر ہے سراسر تیرے دشمنون کا ضرر ہے وہ بولا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ استغفر اللہ تم اتنا کیون ڈرتی
جاتی ہو میری جرأت و بہادری کا تماشہ دیکھو خوف نہ کرو جسکے فضل و کرم سے مین نے اس طلسم کو توڑا ہے گرد برد
کر دیا ہے وہی یہان بھی مجکو بچائے گا وہ شقی مردود ازلی میرے ہاتھ سے فی النار ہوگا ضرور مارا جائے گا
یہ کہکر سنبھل بیٹھا لوح کو دیکھا اُس مین یہ حکم نکلا کہ جسوقت وہ اجل رسیدہ مرگ کا آمادہ تیرے سامنے آئے
اس اسم کو پڑھکر دستک دینا قدرت خدا سے ایک شیر ببر پیدا ہوگا اُسپر بیخوف و خطر سوار ہو لینا خون آشام
تیغہ کو لوح سے مس کر کے یا اسد اللہ الغالب کہکر اُسپر حملہ کرنا خبردار ہرگز نہ ڈرنا وہ نامرد سحر کے زور سے گرگدن
پر سوار ہو کر تیرے سامنے آئیگا گرز گاؤسر جو اُسکے ہاتھ مین ہے تجھپر لگائے گا حقہ ہاے آتشین مارے گا
سر مو تیرا بال بیکا نہ ہوگا اگر ڈر گیا خوف کھا گیا پھر تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا تو اُسکے وار کو خالی دے کر شیر کو
گرگدن سے ملا کر یہ چستی و چالاکی تمام اُس کافر خاسر پر ایک جنبش کا ہاتھ مارنا پھر دیکھ لینا کیا ہوا وہ کیونکر مارا گیا
اُسنے بموجب حکم لوح عمل کیا وہی اسم پڑھکر دستک دی ایک شیر ببر پیدا ہوا اُسنے تیغۂ خاراشگاف کو لوح
سے مس کر لیا شیر پر سوار ہو بیٹھا اُسنے جو دور سے ایک اجنبی آدمی کو اُس حور پیکر سے پہلو بہ پہلو دیکھا
گرم اختلاط پایا نہایت طیش مین آیا آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی پہلے دیو کی طرح چنگھاڑا
ماتم زدون کیطرح غیظ مین آکر اپنا گریبان پھاڑا پھر بزور سحر ایک گرگدن پر سوار ہو کر اُسکے قریب آیا اور بولا کہ اے
عزیز اپنی جان کو نہ ڈرا میرا طلسم لڑکون کے گھروندے کی طرح بگاڑ ڈالا اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے
ہوشیار ہو جاؤ دیکھو مین قاتل تیرا آپہونچا یہ کہکر وہ نزدیک آیا حقہ ہاے آتشین مارنا شروع کیے اُسکو کچھ ضرر نہ ہوا
بہ برکت لوح طلسم مطلق اثر نہ ہوا پھر ایک اژدہاے خونخوار بنکر گرز مارا اُسنے اُسکا وار خالی دے کر للکارا شیر کو
گرگدن سے ملا کر یا اسد اللہ الغالب علی ابن طالب کہکر تیغہ مارا وہ دو پرکالہ ہو کر چرخ کھا کر زمین پر گرا اینٹا پیٹا
لوناچاری کو پکارا ایک گرتی ہوئی وہ برق بلا کب نظر آئی ہا جب خود یہ چمکتی تہ مرکب نظر آئی ہا زمانہ تیرہ و
تاریک ہو گیا زمین ہل گئی آسمان تھرا گیا دیکھنے والون کو غش آ گیا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی گویا قیامت
ہویدا ہوئی کہ اے عزیز کشتی نام من بمتسلح جادو. لود تھوڑی دیر کے بعد وہ سیاہی موقوف ہوئی دن نظر آیا
اب جو دیکھا تو ایک جہنم کے کندے کو زمین پر مردہ پایا ہزار برس کا بوڑھا کالا کو یلا بھجنگا ... سے ننگا منھ مین
دانت نہ پیٹ مین آنت نیلے نیلے مسوڑھے بدن کی موٹی موٹی رگین نمودار ڈیل ستون گنبد چرخ دوار تمام
بدن مین جھریان پڑین قد قامت آبنوس کا لٹھا زرد زرد آنکھین موٹے موٹے ہونٹ سر کے جھبڑے جھبڑے بال

منھ پھاڑ سا کھلا ہیجا کی صورت کالا راون کا باپ عوج بن عنق کا سالا پشت بہشت نرد جہنم پڑا ہی گویا سا کھو کا بڑا النبا موٹا
صحرا زمین مین گڑا ہی اُس شیطان کے ماموں نے اپنے کفر کی خوب سزائین پائین چیل کوؤن گدون گیدڑون نے
بوٹیان نوچ نوچ کر کھائین ابھی تک جو گدھ وہان جاتے ہین اُسی کا سڑا بسا گوشت کھاتے ہین ہمایون شاہ یہ
فتح پاکر نہایت خوش ہوا سجدۂ شکر بدرگاہ جناب باری عز اسمہٗ بجا لایا اُس حور نژاد پری پیکر سے خوش ہوکر فرمایا
کہ کیون صاحب تم نے دیکھا ہم نے کیسا اس نامرد شقی ازلی کو واصل جہنم کیا وہ ہنسکر بولی جوانمرد بہادر ہمیشہ دشمن کے
خون مین ہاتھ بھرتے ہین مرد جو منھ سے کہتے ہین وہی بات کرتے ہین یہان تو یہ صورت تھی اب وہان کی کیفیت
سُنیے وزیر کا بھائی جب تاب مفارقت نہ لایا بہت گھبرایا لوگون سے کہا کہ ایک مہینے سے زیادہ گذرا ہمارے
بادشاہ کا کچھ حال نہ معلوم ہوا واللہ اعلم کیا مصیبت گذری اور کیا امر پیش آیا ہر چند مجھے یہان سے ملنے کو منع
کر گئے ہین لیکن جی نہین مانتا مین کچھ لوگون کو لیکر زنانہ سواری سمیت اُس طرف کو جاتا ہون خدا نے چاہا تو کہین
نہ کہین ملاقات ہو جائیگی تیرے دل کی آرزو بر آئیگی مالک کے حال سے بیخبر رہنا نمکحرامی کا مقتضا ہی نمک حلالون کو
یہ امر نہایت نازیبا ہی یہ بات دل مین سوچ کر کچھ ضروری لوگون کو ساتھ لیکر اُس طرف کو روانہ ہوا منزل بمنزل
چلا جاتا تھا ازبسکہ راہ سے ناواقف تھا بھٹکتا پھرتا تھا سیدھا راستہ نظر نہ آتا تھا مصرع
شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست ٭ ایک دن دور سے ایک باغ نظر آیا دل مین یہ امر سمایا کہ آج
اسی باغ پُرفضا مین مقام کرین صبح کو اپنا رستہ لین آخر کہین تو پہونچ رہین گے یہ سوچ کر اُس باغ کے دروازے
پر پہونچا دم لینے کو تھوڑی دیر ٹھہرا اتفاقاً ہمایون شاہ اُسوقت ہوا کھانے جنگل کی فضا سے جی بہلانے کو باہر
آیا وزیر کے بھائی کو پہچانا دوڑ کر لپٹ گیا اور کہا کہ ای بھائی تم یہان کہان وہ بہت جھک کر مالا تعظیم گذارش
آداب و تسلیمات عرض کی کہ خداوند آپ یہان کہان فرمایا کہ مین نے خدا کے فضل سے طلسم کو فتح کیا دل کا
مطلب بر آیا اُس پردہ نشین جلباب عفت و عصمت کو اُس کافر ناہنجار کے شر سے بچایا قید سحر سے رہا کیا آج خدا
نے تم سے ملایا جامع المتفرقین نے اپنی قدرت کا تماشہ دکھا دیا اب کہو تم یہان کیونکر آئے اُسنے عرض کیا کہ
حضور کی مفارقت نے وہان نہ رہنے دیا بعد انتظار بسیار بے چین ہوکر چل کھڑا ہوا ہر چند نابلد تھا مگر خدا رہبر و
مددگار تھا وہان سے یہان تک راہ صاف راستہ ہموار پایا سحر کا کارخانہ کہین نظر نہ آیا ہمایون شاہ نے فرمایا
وہ سب جھگڑا پاک ہو گیا اب کہین کیل کا کھٹکا نہ رہا پھر حال خاقان ختن کا اور اپنے لشکر کا استفسار کیا
اُس نے مفصل عرض کر دیا خاقان ختن کا گھبرانا دونون وقت خود آنا گھڑی گھڑی کی خبر منگوانا بیان
کیا اُسکی طرف سے اظہار شکریہ احسان کیا ہمایون شاہ نے کہا کوئی سواری ساتھ ہی اُسنے کہا
حاضر ہی یہ سُنکر بہت خوش ہوا ملکۂ گیتی آرا سے کہا کہ میرے وزیر کا بھائی آیا ہی تمھارے باپ نے
تمکو بلوایا ہی اُسوقت وہ سمجھی کہ یہ ضرور کوئی بادشاہ عالیجاہ ہی دل سے میرا ہوا خواہ ہی اُسنے وزیر کے بھائی کو
سلام کہلا بھیجا اُسنے اندر نذر بھیج دی وزیر کے بھائی نے رات وہین بسر کی صبح کو چلنے کی ٹھہری جب مرغ سحر نے

بانگ دی موذن نے اذان کی دھوم مچائی آسمان پر سفیدی نظر آئی صبح کے آثار نمودار ہوئے نور سحر سے روشن در و دیوار ہوئے یہ دونون چلنے پر تیار ہوئے سکھپال مین وہ ماہ عذار صبار فتار گھوڑون پر وزیر و شہریار سوار ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل نیا دانہ نیا پانی کھاتے پیتے جا بجا سیر و شکار کرتے پانچ پانچ کوس کا کوچ مقام کرتے بہ فتح و ظفر و شوکت مالا کلام اپنے لشکر مین داخل ہوئے مشتاقان زیارت کے مقاصد قلبی اور مطالب دلی حاصل ہوئے ارکان دولت نے استقبال کیا فتح عظیم ظفر مبین کی نذر مین گذرانین زر و جواہر بےشمار نثار کیا شکر پروردگار کیا جستہ خاقان ختن نے یہ مژدہ جانفزا سنا خوشی سے اچھل پڑا قریب تھا شادی مرگ ہو جائے وفور مسرت سے آنسو نکل آئے مخبر کو خلعت عطا کیا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا محلسرا مین جا کر گیتی آرا کی مان کو بلایا اسکو بھی یہ مژدۂ دلکشا سنایا وہ سنتے ہی غش کر گئی مرتے مرتے بچی محل والیون نے مبارکباد کی دھوم مچائی گیتی آرا کی مان پر گلاب کیوڑا چھڑکا لخلخہ سنگھایا وہ ہوش مین آئی بولی مین قربان میری بچی کہان ہے وہ سب بولین حضور ابھی یہان نہین آئین ہمایون شاہ کے خیمہ مین ہین تشریف نہین لائین وہ گیتی آرا کے باپ سے بولی کہ صاحب تم آپ جلدی جاؤ گیتی آرا کو جلدی سوار کروا لاؤ خاقان ختن بہ نفس نفیس تیاری سامان سواری مین مصروف ہوا تمام شہر مین آمد آمد کا غل مچا رعیت خوشحال ہوئی زن و مرد کے چہرے پر بشاشت سے سرخی چھائی ہر شخص خرم و شاد ہوا وہ اُجڑا شہر از سر نو آباد ہوا خاقان ختن بڑی شان و شوکت سے ساز و سامان سے سوار ہوا جب ہمایون شاہ کے لشکر مین پہونچا وہ خیمہ سے باہر نکل آیا ملاقات کی بغلگیر ہو کر مبارکباد دی خاقان ختن نے نہایت مسرت و فور محبت سے زر و جواہر بےقیاس نثار کیا ہر مفلس و غریب کو غنی و مالدار کیا دیر تک فتح طلسم کے حالات بیان ہوا کیے جرأت و شوکت کی باتین رہین بڑے لطف کی ملاقاتین رہین ہمایون شاہ نے کہا آپ خیمے مین تشریف لیجائیے صاحبزادی سے مل آیئے وہ اُٹھکر اندر آیا بیٹی کو چھاتی سے لگایا اُسنے اُٹھکر باادب سلام کیا اُسنے کہا بابا جیتی رہو کچھ اپنے قید کی کیفیت گرفتاری کا حال کہو وہ رونے لگی اُسنے رومال سے آنسو پونچھ کر کہا کہ خدا نے بڑا فضل کیا بعد مدت تم کو زندہ دکھلایا یہ کہکر پھر باہر آیا ہمایون شاہ نے کہا کہ سکھپال طلب فرمایئے انکو سوار کر کے انکی مان سے ملوا دیجیے خدا نے مجکو آپ سے سُرخرو کیا دامان مراد گوہر آرزو سے بھر دیا خاقان ختن نے ہمایون شاہ سے کہا کہ الکریم اذا وعد وفا اب آپ فقیر خانہ کو تشریف لے چلین میری خوشی مدنظر رکھین کچھ عذر نہ کرین اُسنے وزیر سے صلاح پوچھی اُسنے دست ادب جوڑ کر یہ بات کہی حضور تشریف لے چلین وہ آپ کا احسان مند ہے وہان رہنے کا بدل خواہش مند ہے آپ اُسکے ملک مین آئے ہین اُسکو مہمانداری سزاوار ہے آپ کا بجا انکار ہے وہ دو طرح سے آپ کا مطیع و فرمان بردار ہے ہمایون شاہ نے کہا کیا خوب الکنایۃ ابلغ من التصریح تم بڑے لطیف و ظریف ہو خیر اچھا چلین گے اُسکی خوشی کر دین گے پھر خاقان ختن سے کہا بہت مناسب مجکو آپ کے ارشاد سے عذر کیا ہے آپ کے حکم کا پابند ہون فقط عنایت و محبت کا خواہشمند ہون الغرض دونون

لشکرون کے بیچ مین گیتی آرا کا سکھپال باعظمت وجلال دونون شہریار سلیمان وقار تخت شاہی پر سوار بشان وشوکت بسیار ہاتھی گھوڑے کوتل برابر سوار وپیدل بجلوس شاہانہ بکرّوفر تمام وتزک احتشام مالاکلام سے ایوان شاہی مین تشریف لائے کلمات محبت والفت درمیان آئے دو آفتاب عالمتاب شہریاری نے ایک برج مین تخت سلطنت پر باہم جلوس فرمایا دولتسرا اسے بادشاہی کو رشک منزل مہر وماہ بنایا محلسرا مین شادیانے بجے کونڈے صحنکین رت جگے ہونے لگے گیتی آرا کی مان نے بیٹی کی بلائین لین قربان گئی گلے سے لگایا بادشاہ نے بصد شان وشوکت جشن جمشیدی فرمایا سب کو فراخور حال انعام واکرام عطا کیا رتمال کو جاگیر معقول عنایت کی زر وجواہر بھی دیا ایک مہینے تک خوب ناچ رنگ رہا دن عید شب شب برات تھی جب ہر طرح سے اطمینان حاصل ہوا دعوتون اور مہمانیون سے بھی فرصت ہوئی تو ہمایون شاہ نے ایک دن موقع پاکر خاقان ختن سے کہا کہ قبلہ الکرم اذا وعد وفا مجکو گھر چھوڑے ہوے بڑا زمانہ ہوا معلوم نہین میری مفارقت مین شہر اور ملک کا کیا حال ہی مجکو ہر وقت اسی بات کا خیال ہی آپ بامراد رخصت کیجیے جس چیز کا وعدہ فرمایا ہی دیجیے اُسنے بخوشی قبول کر کے کہا بہت اچھا مین اپنے قول سے عدول نہ کرون گا چند روز سامان کے درستی کی مہلت دیجیے پھر مجھ سے اپنی امانت لیجیے یہ کہکر محل کے اندر گیا گیتی آرا کی مان سے کہا کہ ہمایون شاہ کا ہم پر بڑا احسان ہی ہم کو اپنا وعدہ وفائی کا دھیان ہی اور قطع نظر اسکے وہ بھی سلطان سلیمان شان ہی نہایت والاتبار عالی خاندان ہی اس سے بہتر مجکو نسبت نہ ملیگی اگر نظر انصاف سے دیکھو اور دل مین خوب غور کرو تو وہ اپنی جان پر کھیل کر یہان آیا ہم سے اُسکا عوض کچھ نہ ہوسکا اگر وہ اس کام کے جلدو مین سلطنت لیتا تو مجکو عذر نہ ہوتا بلا شک دیتا تمھاری کیا راے ہی تم کیا کہتی ہو وہ بولی کہ صاحب میری بھی وہی مرضی ہی جو تمھاری ہی ضرور اپنا وعدہ پورا کرو شادی کے سامان کا حکم دو مجکو ایسا داماد کہان ملتا خدا نے غیب سے میرے لیے بھیجا خاقان ختن اُسکی مرضی پاکر باہر آیا وزیر خوش تدبیر کو پاس بلایا تیاری سامان شادی کا جابنین سے حکم دیا اُسنے تعمیل ارشاد شاہی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا بعد درستی سامان جیسا بادشاہون کو لایق اور زیبا ہی ماہ مبارک روز نیک تاریخ سعید شادی کی قرار پائی جب وہ روز سعید آیا وزیر نے ہمایون شاہ کو بڑی خوشی سے جامہ پہنایا جب ساچق مہندی سے فرصت پائی برات کی تاریخ آئی قاضی طلب ہوا حسب شرع شریف نکاح ہو گیا جہیز اسقدر ملا کہ محاسب عقل سے اُسکا حساب وشمار نہوسکا خاقان ختن کے گھر سے ہمایون شاہ کے فرودگاہ تک دس کوس کا فاصلہ تھا اسباب کا تانتا لگا تھا اتنا کچھ جہیز دیا تھا الغرض بعد فراغ شادی ہمایون شاہ خاقان ختن سے بعد حصول رخصت گیتی آرا کو ساتھ لے کر بحشم وخدم شاہی و تزک احتشام نامتناہی اپنے ملک کو روانہ ہوا اور دور ایسی شادی کا فسانہ ہوا اس مقام پر راقم نے بخیال طول کچھ تحریر نہ کیا تمام سامان سفر وبرات کا چھوڑ دیا بقول حکیم نواب مرزا صاحب ؎

تھی جو قسمت مین ہوئی آبادی
ہو گئی دھوم دھام سے شادی

ورود مسیمنت آمود ہمایون شاہ شہر حلب مین پیدا ہونا شاہزادۂ کیوان بارگاہ فریدون شوکت کا فضل خدا سے مشکوی اقبال ہمایون شاہ مین بطن شاہزادی خورشید سیما ملکہ گیتی آرا سے

قصہ مختصر ہمایون شاہ قطع منازل اور طے مراحل کرتا ہوا بآرام تمام دخیریت مالاکلام اپنے وطن مین پہونچا وزیر نے
شہر کو آئین بند کیا تھا ہر گلی کوچہ کو دلھن کی صورت سج دیا تھا جب سواری ناکے تک پہونچی وزیر استقبال کرکے
شہر مین لایا در دولت پر سواری اُتری ہر شخص خرم وشاد ہوا وہ شہر جو مدت سے ویران پڑا تھا نئے سر سے آباد ہوا
بادشاہ جہانپناہ ہر روز نئے محل مین رہنے لگا فضل خدا شامل حال ہوا ایک دن گیتی آرا کا پانون بھاری سُنا حد
سے زیادہ مسرور ہوا سجدۂ شکر بدرگاہ واہب العطایا بجالایا جسکے مُنھ سے یہ مژدۂ جانفزا سُنا تھا اُسکو انعام
واکرام عطا فرمایا گلشن امید مین بہار آئی خدا نے یہ دن دکھایا ایسا مژدۂ جان بخش و روح افزا سُننے مین آیا نو مہینے
تک ہر روز غربا فقرا مساکین کو زر کثیر ملا کیا جسنے جو کچھ طلب کیا بکشادہ پیشانی بے تکلف دیا جب نو ماسے کی تقریب
سے بھی فرصت بڑی دھوم دھام سے پائی ایک روز دل افروز یہ خبر مسرت اثر سننے مین آئی کہ آج علیہ جناب عفت و
عصمت قباب بلقیس زمانی مریم مکانی مخدرۂ عظمٰی ملکہ گیتی آرا رات سے بہت بیچین ہین دروزہ شروع ہے
آفتاب فلک جہانداری و خلافت مہر سپہر تاجداری و سلطنت قریب طلوع ہے بڑی بڑی قابلہ ہوشیار
دائیان حاضر ہین محل مین سب دعائین مانگ رہی ہین آسانی وضع حمل کے گنڈے تعویذ جابجا سے آتے جاتے
ہین جو لوگ اس دن کے امیدوار تھے وہ اپنی رسوخیت جتاتے ہین کہین سے پھونکا ہوا پانی آتا ہے کوئی پڑھا
ہوا گنڈا لاتا ہے گیتی آرا کی مان ہر طرف بیحواس پھرتی ہے زمین پر بار بار سجدے کے واسطے گرتی ہے جیتنا مرنا برابر
ہے کچھ خوشی کچھ تعب ہے پہلے پہل کا جننا ہے زیادہ گھبراہٹ کا یہی سبب ہے رنڈیان ٹوٹکے کرتی ہین چھلنی مین
گیہون بھرتی ہین زچہ خانہ مین پردے کے قریب بندر بندھا ہے آگ ہر وقت روشن ہے خوشبو دانہ سُلگ
رہا ہے دفعتہ مبارک سلامت کا غل ہوا بیٹا پیدا ہوا تو انبجنے لگا ایک خواص حسنا عیش دوڑی ہوئی
ہمایون شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئی ہاتھ باندھکر عرض کی کہ قبلۂ عالم کو مبارک ہو شاہزادہ قمر طلعت
پیدا ہوا خورشید آسمان خلافت برج حمل سے طالع ہوا تمام جہان زلیخا دار اُس یوسف مصر حسن وجمال
کی صورت زیبا حسن خداداد پر شیدا ہو آج تو جو لونڈی مانگے وہی پائے فرمایا اچھا مانگ کیا مانگتی ہے اُسنے عرض
کی لونڈی شاہزادے کو دودھ پلائے تاکہ کنیز اپنے خاندان مین فخر کرائے ہمیشہ کے لیے آبرو بڑھے پہلے شاہزادے
کو مین گود مین لون پرورش کا شرف حاصل کرون یہ سُنکر فرمایا بہتر خواص مذکور کو خلعت و جاگیر ملا انعام کثیر عنایت
ہوا دایہ کو علاوہ جاگیر زر فراوان جواہرات کے کنگن اور کڑے مرحمت ہوئے محل مین سب رنڈیون
کو سواے انعام کثیر جوڑے بانگے عنایت ہوے خزانۂ عامرہ کا دروازہ کھول دیا جسنے

مژدۂ ولادت کثیر السعادت سُنایا موتیون سے منھ بھر دیا سونے مین تول دیا رعایا برایا اپنا پرایا غربا فقرا سب کو زر خطیر بلا
حساب وکتاب عنایت فرمایا تحریر کی ممانعت تھی جسکو جو چیز دی اُسکے حوصلہ سے باہر دی خود حریصون کی نیت بھر گئی
طمع کا دامن آرزو سے پُر ہو گیا ایک سال کا خراج رعایا کو معاف ہوا وزیر اعظم نے جو نذر ولادت گذرانی بادشاہ عالیجاہ
نے ممالک محروسہ سے ایک ملک وسیع و زرخیز انعام مین عطا فرمایا شہر مین گھر گھر روپیہ اشرفی جواہرات کا مینھ برسایا
لوگون کو اسقدر دیا کہ لینے سے جی بھر گیا حاتم کی سخاوت کا مرقع نظرون سے گر گیا بچھون روپیہ اشرفی کا
فرش بچھا رہا کسی نے نہ پوچھا بادشاہ نے وزیر کو بلا کر ارشاد کیا کہ شہر مین ڈھنڈھورا پھرواو رعایا کو ہمارا یہ حکم سُنا دو
کہ ایک سال تک ہر کوچہ و بازار مین ہر وقت رقص و سرود رہے دونون وقت کھانا پکا پکایا ہمہ نعمت ہندو ہو
یا مسلمان شہری ہو یا مسافر سب کو برابر ملے گا خبردار کسی گھر مین ہانڈی نہ چڑھے جسکو جس چیز کی ضرورت ہو سرکار سے
لے دُکاندارون کو جو شخص کسی چیز کی قیمت دیگا دینے والا ہو یا لینے والا کالا جیلخانہ دیکھیگا جب چھٹی کا زمانہ قریب
آیا گیتی آرا کی مان نے پُر سامان کیا تھمون کو کئی لاکھ روپیہ دیا ہزارون جھنپا یاری بکریان جنکے سینگون پر سونے کی
سنگوٹیان چڑھین مغرق جھولین پڑین مرغیان بے شمار و بے حساب چاندی کے ٹاپے انتخاب ہونے
کے گھڑون مین عمدہ گھی بھرا زربفت کے بورون مین کھچڑی بھری ہزارون ہاتھیون پر بار پا کر جواہر نگار
گدے تکیے سب زرتار مجلس شاہانہ نہایت تزک و احتشام بڑی دھوم دھام سے کھچڑی آئی دیکھنے والون
نے تعریف فرمائی خلق خدا تماشے کو در دولت پر کھڑی تھی۔ انگریزی ہندوستانی باجون کے غل سے
کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی سواریون پر سواریان اُترتی تھین محل سرا مین تل دھرنے کی جگہ نہ تھی دن کو
زچہ چھٹی نہائی شام کو تلوارون کے سایہ مین شہزادہ کو گود مین لیکر گھونگھٹ نکالے سرخ پوشاک شہانی
چوڑیان پہنے تارے دیکھنے کو باہر آئی ناطاقتی سے پاؤن کانپتے تھے جلدی سے سات تارے دیکھکر
جواہر نگار پلنگ پر تشریف لائی رنڈیون نے مبارک سلامت کی دھوم مچائی ہمایون شاہ نے پلنگ
پر پاؤن رکھ کر مرگ مارا ساس نے داماد کو زر سرخ و سفید کے سوا ایک ملک نیگ مین دیا اُس نے
خوش ہو کر منظور و قبول کر لیا رنڈیون نے اندر جوڑے باگے پائے باہر غربا کو روپیے ہاتھ آئے جب بڑا چلہ
بھی بہ کر و فر شاہانہ ہو چکا ہمایون شاہ نے شب و روز پرورش سے کام رکھا بساعت سعید شاہزادہ
خورشید لقا کا فریدون شوکت نام رکھا وہ نونہال ریاض سلطنت و دوحۂ حدیقۂ خلافت روز بروز نم
پنپنے لگا تھوڑے دنون مین خدا کے فضل سے پاؤن چلنے کے دن آئے ہوش سنبھالنے لگا جب سات
برس کا ہوا ہمایون شاہ نے بآئین شاہانہ مکتب کیا وہ معلم جسنے بسم اللہ شروع کرائی تھی اُسکو جواہر مین
تول دیا ادیب اتالیق شاعر خوشنویس نوکر ہوئے ماشاء اللہ ایسا ذہین و تیز طبع صاحب عقل و فرہنگ
ہوا کہ ارسطو افلاطون کا قافیہ تنگ ہوا ایسا زیرک و ہوشیار فرزانہ روزگار ہوا کہ بڑے بڑے عقلا حسد کرتے
تھے اُسکی ذہانت اور طبیعت کی جودت پر مرتے تھے ؎ بالاے سرش ز ہوشمندی

بیتابالئے ستارۂ بلندی پہ سعدی شیرازی نے سچ کہا ہی بزرگی بعقل ست نہ بسال یہ مقولہ بہت درست و بجا ہی نو دس برس کے سن مین بہت ہوشیار ہوا آفت روزگار ہوا علوم عربی و فارسی صرف نحو منطق معانی بیان حدیث فقہ تفسیر فلسفہ ہیات نجوم ریاضی الہیات طبیعیات جغرافیہ شعر شاعری انشاپردازی مین عدیم العدیل فقید المثال تھا فنون سپہ گری بانک کشتی لکڑی پٹہ چورنگ مین لاجواب وہ سرِ ریاض جاہ و جلال تھا شناوری کے فن مین ایسا اُستاد ہوا کہ مردمِ آبی ثناخوان تھے تیرک جان اور میر مچھلی اُسکے دست و بازو پر قربان تھے خدا کے فضل و کرم سے اس حسن و صورت پر شہزور ایسا تھا کہ گینڈے کی سپر ہرن کی سینگ چیر ڈالتا تھا یہ حال تھا الغرض جملہ علوم و فنون مین بےمثل وہ مہرِ سپہرِ کمال تھا اس کم سنی و خرد سالی مین تہمتنی و صاحبقرانی کا ڈنکا بجاتا تھا ہنگامِ غیظ و غضب کوئی اُس جری و بہادر کے سامنے نہ آتا تھا رستم سہراب گیو طوس ہجیر گودرز سفندیار سام بسیم فرامرز گستہم سب نے اُسکے آگے کان پکڑے مرمر گئے لیکن نہ لڑے حسین جوانمرد غیور عالی ہمت خلیق ذی مروت سخی شجاع بافتوت عالم عامل تھا وہ کونسا علم و فضل تھا جو اسکو نہ حاصل تھا دور دور اُسکی عقل و شعور کا مذکور تھا ہر علم و کمال مین ہفت اقلیم مین مشہور تھا حسن ذاتی و صفاتی کے سوا معشوق مزاج بھی تھا طبیعت عاشقانہ پائی تھی یہ بات بھی اُسکیلیے حصہ مین آئی تھی جب بارہ تیرہ برس کا ہوا سیر و شکار کا شوق پیدا ہوا اسکو بھی خوب حاصل کیا ؎ شہان را ضرورست مشق شکار + کہ آید بکے صید دلہا بکار + جس دن فریدون شوکت پیدا ہوا اُسیدن خدا نے وزیر اعظم کو بھی فرزند ارجمند عطا فرمایا بڑھاپے مین اُسکی بھی امید برلایا وزیر نے ہمایون شاہ کو نذر دی اُس نے خلعت فاخرہ دیکر سرفرازی بخشی دونون مکتب مین ساتھ پڑھتے تھے یہ بھی سراپا عقل و فہم کا پتلا تھا ہر علم و ہنر مین بےمثل و یکتا تھا وزیرزادہ سایہ وار شاہزادے کے ساتھ رہتا دم بھر تنہا نہ چھوڑتا شہزادہ بھی وزیرزادہ کو اپنا برادر توام جانتا تھا اسکے کہنے سننے کو بہت مانتا تھا یہ اُسکا وہ اسکا عاشق و شیدا تھا باہم یک جان و دو قالب کا لطف پیدا تھا

عاشق ہونا شاہزادۂ بلند ارادہ فریدون شوکت کا ملکۂ خورشید جبین دختر پری پیکر فغفور چین پر جوشِ محبت مین وطن سے نکلنا دیارِ محبوب خوبرو کی طرف چلنا راہ مین ایک ساحرہ کا شہزادہ پر عاشق ہونا شاہزادہ کو بزورِ سحر طاؤس بنا دینا فریدون شوکت کا قیدِ سحر سے رہا ہو کر اپنا رستہ لینا

کدھر ہی تو اے رہبرِ راہِ عشق
کدھر ہی تو اے ساقیِ خوش نہاد
کہ اُڑ جاؤن سوئے مکانِ حبیب

کدھر ہی تو اے شمعِ درگاہِ عشق
رحیقِ محبت پلادے مجھے
رہ دور ہو جائے مجھسے قریب

کدھر ہی تو اے خضرِ راہِ مراد
لبِ دمی کے دو پر لگا دے مجھے
بہت ہین مضامین راز و نیاز

کہان تک لکھے خامۂ دلگداز	غریبون کا ساقی تو ہی کارساز	دکھا دے جہان کا نشیب و فراز
	وطن سے نکلنا ہی مد نظر	بعزم سفر چست باندھون کمر

مسافران منازل محبت و سرگشتگان مراحل الفت صحرا نوردان بادیۂ غربت و راہ پیمان طریق مصیبت خانہ بدوشان بارسفر بردوش غربت زدگان وطن فراموش رہگرایان منزل مطلوب شتابندگان دیار محبوب خامۂ جگر چاک سے تحریر کرتے ہین حیرت خیز غم انگیز تقریر کرتے ہین کہ ایک دن فریدون شوکت شب کو جواہر نگار پلنگ پر آرام کرنے کے واسطے لیٹا دو نوجوان خوبصورت خواصین چپی کرنے کے لیے پائون پر بیٹھین جب زلف لیلائے لیل تا کمر پہونچی سمجھین کہ شاہزادہ سو گیا جوانی کی نیند ہی غافل ہو گیا یہ اسوقت تک خواب و بیداری کے عالم مین تھا کروٹین بدل رہا تھا نیند نہ آتی تھی چپکا پڑا ہوا جاگتا تھا ایک عورت دوسری سے بولی کہ سنو بہن نیند نہین آتی ہی کوئی ذکر چھیڑو اُسنے کہا اچھا کہتی ہون جی لگا کر سنو ہمارا شاہزادہ بلند ارادہ بڑا عاشق تن ہی حسین خوبصورت عورتون کا دوست و غیرت مہ ماہ چرخ کہن ہی محل مین سیکڑون عورتین نازنین خوبصورت بھری پڑی ہین مگر مین جسکا ذکر کرتی ہون ویسی ایک بھی نہین ہی حد سے زیادہ وہ پریوش خوبصورت و حسین ہی اُس حور نژاد کو خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی تمام دنیا کا حسن اُسی کے حصہ مین آیا ہی مغرب سے مشرق جنوب سے شمال تک اُسکے حسن بیمثال جمال خداداد کا شہرہ ہی ملکون ملکون اُس کی خوبصورتی کا ڈنکا بجرہا ہی اگر ہمارے یوسف جمال شاہزادہ صاحب اُسکو ایک نظر دیکھلین بھوک پیاس جاتی رہے کھانا پینا چھوڑ دین وہ غیرت مہر و ماہ حور پیکر پیکر ہی نازنین مہ جبین لالہ عذار فغفور چین کی دختر نیک اختر ہی عابد کشی زاہد فریبی اُس غارتگر دین و ایمان کا کام ہی ملکہ خورشید جبین نام ہی سنتی ہون اُس نے اپنی شادی چند سوالون کے جواب پر موقوف رکھی ہی از بسکہ وہ فغفور کی اکلوتی بیٹی ہی باپ نے بھی اُسکی یہ ہٹ منظور کر لی ہی زہے نصیب اُس مرد کے جو اُسکے سوالون کے جواب دے ایسی حسین با تمکین غیرت لیلی رشک شیرین شہزادی کو بے مگر بڑی مشکل یہ ہی کہ جو اُسکے سوالون کا جواب نہین دے سکتا ہی وہ قتل بھی ہوتا ہی معمورۂ عدم مین پائون پھیلائے سوتا ہی یہ سنکر وہ بولی کہ تم یہ ذکر اپنے شہزادہ عالیجاہ کیوان بارگاہ سے کرو اُسنے کہا واہ بہن چپ بھی رہو مردون کا کیا اعتبار اگر اُسکے دل پر یہ بات جم گئی تو غضب ہو جائے گا مین نگوڑی کمبخت بدنام ہو جاؤن گی بہت بُری سزا پاؤن گی شہزادہ سے توبہ اس بات کا ذکر کرون اگر وہ عاشق ہو جائے تو کیا کرون جان بوجھکر اپنے ہاتھ اپنے لہو مین بھرون اپنا چونڈا کون منڈائے ناک چوٹی کون کٹوائے سب کہین گے اسی مردار نے شہزادے کو گھر سے نکالا آفت مین پھنسایا مصیبت مین ڈالا خدا جانے میرا کیا حال ہو گا محل والیان طعنے تشنے دیتے دیتے جان لینگی شاہزادے کی مان زمین کھود کر زندہ گاڑ دینگی جب باپ سنے گا سولی پر چڑھا دے گا میری بہن مین تیرے صدقے تیرے قربان شاہزادے سے نہ کہنا خدا کو مانکے چپ رہنا جان آبرو

بچالینا غضب سلطانی کو پاس نہ آنے دینا فریدون شوکت چپکے چپکے یہ باتین سُن رہا تھا رات بھر نیند نہ آئی کروٹین لیتے لیتے صبح ہوگئی بُری گھڑی خدا نہ لائے ہر وقت طوفان شیطان سے بچائے شہزادے کو فسانہ عشق کا بہانہ ہوگیا تیر محبت کا دل نشانہ ہوگیا سب باتین دل مین رہے کسی سے کچھ نہ کہا ؎ نہ تنہا عشق ازدیدار خیزد + بسا کین دولت از گفتار خیزد + درآید جلوۂ حُسن از رہ گوش + زجان آرام ربایدز دل ہوش + نہ دارد ہیچ اثرے درمیانہ + کند عاشق کسان راغائبانہ + تھوڑے دلون تو ضبط کیا آخر دم گھٹنے لگا عشق و عاشقی کے آثار نمودار ہوے عادتون مین فرق آیا ہوش و حواس مین اختلال پیدا ہوا بھوک کیسی پیاس کہان کی کبھی کچھ کھایا کبھی نہ کھایا لخت دل خون جگر پر اوقات رہی جب کسی نے کھانے کو پوچھا فرمایا بھوک نہین نہ کھائین گے ؎ غم کھاتا ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی + کیا غم ہی مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی جی بہت گھبراتا ہی آج حضرت ظل سبحانی کے سلام کو بھی نہ جائین گے کبھی چپکے چپکے روتا رومال پر رومال آنسوؤن سے بھگوتا ؎ تا نہو عشق کسی پردہ نشین کا ظاہر + بیٹھ کے کونے مین رو لیتے ہین رونیوالے + رفتہ رفتہ چہرہ زرد دل مین درد رہنے لگا چشمۂ چشم سے دریاے اشک خونی بہنے لگا ؎ مے توان عشق نہان داشتن از خلق ولے + زردی رنگ رخ و خشکی لب راچہ علاج + شدہ شدہ یہ خبر ہمایون شاہ کے گوش زد ہوئی ہوش اُڑ گئے بہت پریشان ہوا چشمۂ خون دیدۂ پُرنم سے روان ہوا اندر محل مین گیتی آرا نے سُنا وہ جیتے جی مرگئی ہاے فریدون شوکت کہکر غش کر گئی مان باپ نے تخلیہ مین طلب کر کے پوچھا کہ میری جان یہ کیا حال ہی ہر وقت ہر گھڑی کس کا خیال ہی تمھاری حرکتون سے عشق کے آثار پائے جاتے ہین خیر باشد ہم سے تو کہو یہ کیا مضمون ہی طبیعت جادۂ اعتدال سے منحرف نظر آتی ہی تم کو بیشک خبط بلاشبہ جنون ہی ہر چند مان باپ نے گلے سے لگایا استفسار کیا مگر اُس نے غیر از خموشی پاس ادب کچھ جواب نہ دیا ؎

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین یہ خون چکان حکایت ہی
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
گہ نمک اُس کو داغ کا پایا
گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہین طالب ہوا کہین مطلوب
اسکی باتین غرض ہین دونون خوب

جب زیادہ مزاج برہم ہوا باپ کو نہایت غم ہوا حکیم طبیب ملا سیانے طلب ہوئے ہر قسم کا علاج ہونے لگا صدقے سلے اُترنے لگے جس نے جو تبلایا لوگ وہی کرنے لگے ؎ چون مخبط شد اعتدال مزاج + نہ عزیمت اثر کند نہ علاج + ایک دن وزیر زادہ یعنی دانشمند حاضر ہوا شاہزادہ کے حال کا ناظر ہوا دست لبستہ عرض کیا کہ غلام سے کس بات کا پردہ ہی مین آپ کے ساتھ کھیل کود کر بڑا ہوا مجھ سے کوئی حال نہ چھپائیے جو امر واقع ہو بے تکلف ارشاد فرمائیے اگر آپ اپنے دل کا حال نہ فرمائین گے اس سرفروش و خیر خواہ سے چھپائینگے تو آپ کے ساتھ کی جانین جائین گی اسکا خیال رہے کیا فائدہ جو آپ کے ساتھ مان باپ کا

بھی غیر حال رہے اگرچہ یہ سب عشق خانہ خراب کے کرشمے ہین تو ہم نے بہت ایسے خواب پریشان دیکھے ہین عشق مین بدنامی چھٹ جان کا ضرر ہی یہ عجب منزل پُر خوف و خطر ہی اُسکا نوش بھی نیش سے خالی نہین وہ کون ہی جس پر یہ حال حالی نہین نظم لمؤلفہ

الحذر اسکی کارسازی سے
اسکو کہتے ہین سب بُرا آزار
جان عاشق کی لے کے جاتا ہی
گھر کے گھر اس نے بے چراغ کیے
کوئی دیوانہ پھرتا ہی دردر
قصۂ عشق وامق و عذرا
مٹ گئین ہاے صورتین کیسی
بعد مرنے کے لائے تربت پر
دن کو اسکا جنازہ لے کے گئے
دوسرے کا جنازہ ادر آیا
عشق کے نام سے یہ ڈرتے ہین

موت بہتر ہی عشقبازی سے
جو ہین دنیا مین لوگ عقل کے تیز
قبر کو کھود کر یہ آتا ہی
الامان یہ غضب کا ہی سفاک
کوئی دم توڑتا ہی بستر پر
لوگ اسکے ستم سے جان سے گئے
لے گئے دل مین حسرتین کیسی
اسکی باتون کو کوئی کیا جانے
شب کو مٹی کسی کو دے کے گئے
کس کو اس بدبلا سے کام نہین
لوگ کانون پہ ہاتھ دھرتے ہین
بہ محمد و آلہ الامجاد

اس بلا سے مفر نہین زنہار
اسکے سایہ سے کرتے ہین پرہیز
نوجوانون کے دل کو داغ دیے
کیسے کیسے جوان ہوئے تہ خاک
آپ نے کیا کبھی نہین ہی سُنا
قیس و فرہاد و نل جہان سے گئے
نہ ملے یار زندگی مین اگر
اسکے ہین کچھ عجیب افسانے
ایک کو قبر مین اُتروایا
کون رسواے خاص و عام نہین
عشق سے کوئی گھر نہ ہو برباد

افسوس جب آپ سا دانشمند بے سمجھے بوجھے اس منزل آفت خیز مین قدم رکھے تو نافہم کا کیا ذکر ہی اسکی کیا شکایت ہی راز کو رازدان سے چھپانے مین بڑی قباحت ہی مثل مشہور ہی بیاہ نہین کیا برات تو دیکھی ہی کتابون مین اس کمبخت کے حالات لکھے ہین تواریخ مین آپ پڑھ چکے ہین ماں باپ کے بڑھاپے اپنی جوانی پر رحم کھائیے لللہ اس عزم بیجا اور قصد بیفائدہ سے باز آئیے زمرۂ عقلا مین اپنے تئین تیر ملامت کا ہدف نہ بنائیے ابھی ابتدا ہی شیطان علیہ اللعن کے بہکانے پر نہ جائیے عقل سلیم و فکر صائب سے کام لیجیے نیک و بد مین تمیز کیجیے خدانخواستہ جب یہ مرض سوداوی بڑھ جاوے گا طوق و زنجیر سے سلسلہ پیدا ہوگا جوش سودا کی تدبیرین کی جائین گی فصدین لیجائین گی فرمائیے اُسوقت کیا ہوگا قیس و فرہاد پر نظر کیجیے انصاف کو ہاتھ سے نہ دیجیے مجنون بیچارے نے جنگل جنگل کی خاک چھانی دیوانہ مشہور ہوا کوہکن نے جان شیرین دی تیشہ سر پر مار کر مر گیا یہ فسانہ مشہور ہوا وامق کے عشق کا حال ظاہر ہی ہر شخص اُسکے نتیجہ سے واقف انجام سے ماہر ہی نل کو دمن کے عشق مین کیا مصیبت پیش آئی کیسی کیسی منھ کی کھائی زلیخا نے یوسف کی چاہ مین کنوئین جھانکے محبت مین باؤلی بن کر ڈانوان ڈول پھری رانجھا نے ہیر کی محبت مین اپنی جان دی آدمی جب اس راہ مین قدم دھرتا ہی عزیز و اقارب خویش و احباب سے بیگانہ ہو جاتا ہے

بھلا چنگا انسان بیٹھے بٹھلائے دیوانہ ہوجاتا ہی آپ پہلے کچھ عقل و خرد سے کام لیجیے پھر غلام کی سچی سچی باتونکا جواب
دیجیے شاہزادہ عالیجاہ پہلے تو یہ سخنان وعظ و پند کلمات قید و بند دانشمند کے چپ چاپ سُنا کیا کچھ نہ بولا پھر کچھ
سوچ کر تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا کہ مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو ؎ مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے
مجھے ؎ عشق است انیس روزگار ہم ؎ با مادر و با پدر چہ کار ہم ؎ تم کہتے ہو عقل و خرد سے کام لو عشق
کہتا ہی عقل کا یہان کیا کام ہی دانش و فرہنگ کس جانور کا نام ہی عشق و عقل مین ہمیشہ سے لڑائی ہی عقل
نے عشق سے منھ کی کھائی ہی بڑی زک پائی ہی عقل کہتی ہی عشق کمبخت عاشق سے تنکے چنواتا ہی جنگل جنگل
کی خاک چھنواتا ہی اس سے بچنا بہت ضرور ہی عشق کہتا ہی اجی اسکی نہ سنو عقل کے دماغ مین فتور ہی
عقل کہتی ہی اس کام مین ذلت و رسوائی ہاتھ آتی ہی عشق کہتا ہی اس مین عاشق کی آبرو بڑھ جاتی ہے
عقل کہتی ہی از خود رفتگی بیخودی سے بنا کام بگڑ جاتا ہی عشق کہتا ہی وہی دیوانہ ہی جو ہوش مین آتا ہی عقل کہتی
ہے ماں باپ کو نہ ستاؤ انکی ناراضی سے خدا ناراض ہوتا ہی دنیا و عقبے دونون کی خرابی ہی خلاق عالم
نے انکی اطاعت واجب و لازم کی ہی عشق کہتا ہی عقل بکتی ہی ایسی بہت رام کہانی سُنی ہی ماں باپ کی
نافرمانی اس راہ مین سراسر عبودیت و بندگی ہی عقل کہتی ہی ماں باپ کو رنج مفارقت مین نہ ہلاک کرو
گھر بار نہ اجاڑو سلطنت سی عزیز چیز کو ہاتھ سے نہ دو اپنے پرائے بُرا کہین گے مجبور ہوکر طوق و زنجیر
مین جکڑین گے نیکنامی کی پیشانی پر بدنامی کا ٹیکہ لگے گا آخر کو پچھتانا پڑے گا ؎ بُرا ہو کمبخت عاشقی کا نہ دین
ہو برباد یون کسی کا ؎ بنا ہی عشق بتان مین ٹیکہ نشان سجدہ مری جبین کا ؎ اس مین بدنامی چھٹ جان و ایمان دونونکا
نقصان ہی عشق دیوانہ ہی اسکو بکنے دو یہی تو انسان کا شیطان ہی شہر کو نہ چھوڑو جنگل کی راہ نہ لو عشق کہتا ہی
کس کے ماں باپ کیسی سلطنت کیسا گھر بار کیسی عزت کیسا ننگ و عار کس کی نصیحت کس کی محبت کیسی
بدنامی کیسی عداوت کیسے عزیز کیسے دوست کیسی ہوشیاری کیسی دانشمندی سب سے رشتہ الفت و محبت
توڑ دو یہ چیزین بالاے طاق رکھو اٹھو گھر سے نکلو دیار محبوب ماہرو کی راہ لو عقل کی ہرگز نہ سنو میرے کہنے پر عمل
کرو گھر سے نکلو اسکی قدرت کے کارخانے دیکھو سیروا فی الارض کے مضمون پر کاربند ہو گھر مین بیٹھنا عورتون کا
شیوا ہی سیاحی مین بڑا مزا ہی جب وزیرزادے نے دیکھا کہ سمجھانا بجھانا بیکار ہی شاہزادہ نہین مانتا وطن چھوڑنے
پر مستعد و تیار ہی معلوم ہوا عشق کا بڑھا جن سر پر چڑھا ہی اسکا اُترنا دشوار ہی عاشق کو زہر ہلاہل سے بدتر یہ
گفتار ہی ایک روز بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر آداب بجا لایا ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگا کہ خانہ زاد
نے بہت سمجھایا دنیا کا نشیب و فراز جتایا لیکن اثر پذیر نہ ہوا حضرت انھین کی راے پر چھوڑ دین زیادہ
تاکید اور اصرار نہ کرین شہزادہ بڑا غیور بہت نازک مزاج آگ کا پتلا ہی کبھی آپ کے فرمانے
کو نہ مانے گا نہ مانتا ہی اگر زیادہ وعظ و پند قید و بند کیجیے گا مرنے پر آمادہ جان دینے پر
تیار ہوگا اسوقت ہاتھ مل کر رہجایئے گا پھر فریدون شوکت کو کہان پایئے گا ؎

کسی کو اپنی رسوائی گوارا ہو نہیں سکتی ؏ گریبان پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے ✤ ہمایون شاہ یہ مضمون حیرت مشحون سُنکر چپ ہو گیا کچھ نہ کہا ؎ لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی ✤ دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد یہ بہ پہلے حیرت سر بگریبان رہا پھر خواب کا مضمون یاد آیا کہ اُس پیر مرد روشن ضمیر نے کہا تھا کہ ایک حسین مہ جبین کا عشق شہزادے سے گھر بار چھوڑائیگا سفر دور و دراز پیش آئیگا معلوم ہوا کہ یہ امر الہی کا مقدمہ ہے بفضل اللہ ماشاء و یحکم ما یرید مشیت الٰہی مین کیا دخل تقدیر سے کیا چارہ ہے رضینا بالقضا کہکر شہزادہ کو بلوایا جب وہ آیا تو ارشاد فرمایا کہ اچھا بابا تمھاری خوشی اپنے فعل کے مختار ہو جو چاہو کرو لیکن ہمارا اور اپنی مان کا حال دیکھ لو اگر سفر کرنے کا ارادہ ہے تو اختیار ہے اللہ تعالیٰ یار و مددگار ہے مگر ہم دونون خدا کے بندون کو بھول نہ جانا پھر بھی یہ چاند سی صورت آفتاب سی شکل دکھلانا اگر ناگوار خاطر نازک نہ ہو تو ہم سے کم تیاری سامان سفر کے واسطے دو مہینے کی مہلت دو ؎

بس آپ تشریف لیجائیے

جو گذرے گی ہم پر گذر جائیگی ✤ طبیعت کو ہوگا قلق چند روز

ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

لیکن یہ تو بیان کرو کہ تم کس کے حسن نادیدہ پر فریفتہ ہو کس کے منھ سے کس جمال خداداد کا بیان سُنا آخر بیٹا کہو تو یہ مضمون حیرت مشحون کیا ہے جبرئیل آئے نہین کوئی وحی آسمان سے لائے نہین کوئی خواب تم نے دیکھا نہین کسی کتاب مین یہ ذکر سراسر فکر پڑھا نہین کوئی تصویر بے نظیر دیکھی نہین برای العین کوئی صورت ہوش ربا مشاہدہ کی نہین جام جم آئینہ سکندر رہا نہین پھر کیونکر پیام عشق آیا کس شیطان دشمن جان و ایمان نے تم کو بہکایا ہے مری عقل اس جا پہ حیران ہے کہ یارب یہ کیسا گلستان ہے ✤ کسی نے عرض کیا کہ حضور مین نے تحقیق سُنا ہے کہ یہ ایک مردار باری وارث شاہ .... خام پارا اُچھال چھکا ستمگارہ عورت کا قصور ہے سر اپا اُسی دلالہ محتالہ کٹنی کا فتور ہے وہ بڑی پاجی مکارہ ہے قابل حبس دوام ہے ارشاد ہوا اُسکو حاضر کرو وہ نابکار واجب القتل ہے فریدون شوکت نے کہا کہ آپ اُسکے قصور کو عفو کیجیے جسقدر غصہ کرنا خفا ہونا منظور ہو مجھ پر کیجیے ہمایون شاہ نے کہا اچھا بابا تمھاری خاطر سے اُسکی جان بخشی کر دی اب تم کہو اپنی مرضی وہ بولا کہ ایسے سفر دور و دراز مین حشم و خدم کا کیا کام ہے واللہ اعلم بخت نافرجام کہان کہان لے جائے کیا کیا مصیبت پیش آئے مقدر کس کس آفت مین پھنسائے آسمان کیا کیا رنگ دکھائے کس کس سرزمین پر پھرائے فوج میرے ساتھ کہان کہان تباہ برباد پریشان پھریگی جنگل جنگل کی ٹھوکرین کھاتی رہیگی مین تن تنہا جاؤنگا کسی کا بار احسان نہ اُٹھاؤنگا حافظ حقیقی میرا مددگار ہے اُسیکا فضل و کرم مونس و غمگسار ہے انشاء اللہ تعالیٰ جب مع الخیر بامراد مراجعت کر کے آؤنگا اُسوقت اپنا کر و فر حشمت و جلال دبدبہ و اقبال شان و شوکت سطوت و صولت حشم و خدم دکھلاؤن گا پھر دیکھیےگا کہ زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے ✤ ہمایون شاہ نے کہا اچھا بیٹا مجکو تمھاری خوشی مطلوب ہے جو تمھاری رائے ہو وہی بہت اچھی نہایت خوب ہے الغرض وہ خورشید آسمان سلطنت و جہانبانی شمع افروز دودمان صاحبقرانی سکندر صولت جمشید حشمت دارا سطوت وارث اورنگ سلیمانی تاج بخش سلاطین

زمان باج گیر تہہ اقلیم جہان گل سر سبد حدیقہ خلافت یعنی شاہزادۂ فریدون شوکت ایک دن بعزم سیر و شکار
بہ کروفر شاہانہ محل سرا سے باہر تشریف لایا وزیرزادہ نے بپاس ادب دور سے مجرا کیا شاہزادہ نے فرمایا ہمارا
پرمی پیکر گھوڑا منگواؤ شاطر اصطبل سے خاصہ کا گھوڑا سر سے دُم تک زیور سے سجا دلھن بنا بال ہما کا چنور کرتا
سامنے لایا ع یہ کشورے کہ درو نام تازیانہ برند ۞ بلوح سنگ نہ گیرد شبیہ او آرام ۞ شاہزادہ بلند ارادہ تاج
خسروانی برسر جار قب ملوکانہ دربر قریب آیا ع اُنگلی سے لکھ کے گردن توسن پہ یا علی ۞ بسم اللہ کہکر دامن گرداگرد
سوار ہوا کشت فرس پر تن کر ایسا سیدھا بیٹھا گویا انگوٹھی پر نگینہ جڑ دیا پیچھے ہٹ کر دوسرے گھوڑے پر دانشمند
سوار ہوا آہستہ آہستہ سواری چلی گویا چمن سے باد بہاری چلی سواد شہر تک قدم قدم رعایا و امرا کا سلام
لیتا چلا دور سے باپ کو تسلیم کر کے گھوڑا اُٹھایا سب کو روتا بیٹا چھوڑا عجب حسرت و یاس سے گھر سے نکلا
ادھر جا بجا شکار کھیلتا چلا چند منزل بآرام تمام جہان چاہا کوچ کیا جب چاہا مقام کیا اسی طرح لطف سیر و شکار
اُٹھاتا چلا جاتا تھا ایک دن صحرا ئے آفت خیز دشت مصیبت انگیز مین پہونچا گرمی کی فصل تھی تعب سفر سے وہ
پروردۂ مہد ناز و نعم پسینے پسینے ہو کر ایک مقام پر ٹھہرا زین پوش بچھا کر کسی سایہ دار درخت کے نیچے آرام لیا گرمی
کی شدت دوپہر کا وقت آفتاب کی تمازت باد سموم کا چلنا پہاڑون کا تپنا ریگ روان کا جلنا درختون کا درختون
سے رگڑ کر آگ کا لگنا شعلون کا لپکنا لو کا منھ پر ہر دم طمانچہ پڑنا دشت کا سنسنانا جنگل کا سائین سائین کرنا
شیرون کا کچھارون مین ہانپنا غزالون کا زبانین نکال نکال کر چوکڑیان بھرنا جانورون کا درختون کی شاخون
پر جھکر بار بار اُٹھنا پتون کی آڑ مین منھ کو چھپانا گرمی کی شدت سے زمین پر گر کر تلملانا جب کبھی ہوا ئے گرم
اٹھتی درختون کو بے آگ جلا گئی نار جہیم اُسکے آگے سرد تھی آتش نمرود بھی گرد برد تھی دہن مین زبان کورۂ آہنگر
کی صورت لال تھی اگر کبھی لو ٹھنڈی ہوا کی سردی خیال خال تھی لبون پر تبخالے بدن مین چھالے پڑے
جاتے تھے ہوا ئے گرم کے جھونکے موت کا پیغام لاتے تھے مردم آبی پانی کی چادر اوڑھے تھے مگر جلے جاتے تھے
حباب گرمی کے ڈر سے تہ آب بیٹھے تھے پانی کے اوپر نہ آتے تھے ساحل کے ہونٹھون پر پپڑی جمی
تھی پھوٹ کی صورت پھٹے جاتے تھے مرغ نظر سیخ مژگان پر کباب نظر آتے تھے گرد کا بونڈر اٹھکر
جب سوے فلک جاتا تھا ہر برج آسمان خاکی نظر آتا تھا گنبد گردان تنور آہن کی صورت لال تھا ہر ستارہ
انگارے کی طرح لعل تھا یہ حال تھا طائران ہوا بھن بھن کر زمین پر گرتے تھے سمندر آتشکدون سے نکل نکل کر
دریا مین بہتے پھرتے تھے دم تقریر منھ سے شعلے نکلتے تھے طائران وہم و خیال کے پر جلتے تھے مسافر سوتے
مین بھی راہ نہ چلتے تھے آسمان شرر ریز زمین شعلہ خیز تھی گرمی بہت تیز تھی صحرا ئے لق و دق عرصۂ محشر کا
نمونہ تھا بلکہ اُس سے بھی دونا تھا جانوران صحرائی کی دوڑ دھوپ سے جان جاتی تھی زمین پر پانون نہ رکھتے
تھے گرمی اپنے ایسے جوہر دکھاتی تھی قدرت خدا دکھلائی دیتی تھی

نظم لموالفہ

امسال پڑی غضب کی گرمی
ہین پاے خیال مین بھی چھالے
آتش سے کنارہ کش سمندر
عالم اللہ کا ہی جلتا
کانٹون پہ ہی خود کباب سا ہی
خود حشر عذاب نار مین ہی
گرمی کا تعب جو سہہ رہا ہی
جو نخل ہی آگ کا شجر ہی
ہر مرغ ہوا اس باختہ ہی
ہر سیخ فرہ پہ بھن رہا ہی
سردی ایسی ہوئی ہی زائل
چادر پانی کی پھینک دی ہی
جلنے کا جو خوف ہی سراپا
گویا ہی زبان زبان آتش
پلٹن کے ہون لوگ پارسا لے
ہی چاہ ذقن کی طرح بے آب

گویا ہی مجسم ابکی گرمی
پانی دریا کا جل رہا ہی
ہر وقت ہی ڈھونڈھتا سمندر
گرمی مین ہی جستجوے دریا
مچھلی ہی برنگ ریگ ماہی
ہی باد سحر مین وصف لو کا
اُف اُف دوزخ بھی کہہ رہا ہی
ہی طوق گلو جو قمریون کا
ڈالی پہ کباب فاختہ ہی
لکلک مرتے ہین منھ کو کھولے
کافور ہی ہم مزاج فلفل
جنگل مین برستی ہی غضب آگ
سایہ ہر چیز کا ہی عنقا
ہی غرق عرق ہر ایک اندام
گورے لندن کے سب ہین کالے
گرمی کے جو صدمۂ و تعب ہین

کیا خاک جلین گے جلنے والے
سرطان ہاتھون اُچھل رہا ہی
ہر جسم ہی آبلون سے پھلتا
خود ریگ روان ہی [illegible]
یہ آگ تو کس شمار مین ہی
ایسی گرمی کے منھ کو لو کا
انگارہ بنا ہر اک شجر ہی
وہ گرم حدید سے ہی زیادہ
ہر مرغ نظر بھی بھن رہا ہی
تعلق کرتے ہین منھ کو کھولے
گرمی مچھلی کو یہ لگی ہی
ساکھو شیشم چنار سب آگ
شاعر کے سخن مین شان آتش
ہر ایک مکان ہی رشک حمام
گرمی کے سبب سے چشم گرداب
جھیلین تالاب خشک لب ہین

گرمی کا تعب نہین گوارا
اُڑتا ہی برنگ برق پارا

المختصر وہ پروردہ کنار مادر جسکی مسین بھی اچھی طرح نہ بھیگی تھین گلشن رخسار ہنوز سبزہ نورستہ سے بیگانہ تھا اس قیامت کی گرمی مین جلتا بلتا جنگل جنگل مارا مارا مثل گردباد آوارہ پھرتا تھا ایک روز کچھ دن رہے ایک دشت وحشت ناک مین گذرا ایک گوشۂ صحرا سے دو خوبصورت ہرن شاخون پر جڑاؤ منگوٹیان جڑین چھم چھم کرتے وحشت سے دہنے بائین دیکھتے چوکڑیان بھرتے نمودار ہوئے ظاہر خرابی کے آثار ہوئے ایک کے پیچھے فریدون شوکت نے گھوڑا اڑا ڈالا دوسرے کے تعاقب مین وزیر زادہ چلا جب کئی کوس نکل گئے وہ دونون غزال وحشت تمثال دفعۃً نظر سے غائب ہو گئے خدا جانے کیا ہوئے اسنے مڑکر وزیر زادہ کو دیکھا وہ بھی نہ ملا کیا جانے کہان سے چھوٹا یہ دیکھکر شاہزادہ کا جی چھوٹ گیا گویا بازو ٹوٹ گیا دل مین کہنے لگا لیجیے یک نشد دو شد نہ ہرن پایا نہ دانشمند وزیر زادہ آیا اب ہم تن تنہا اس سنسان جنگل ہو کے مکان مین کیا کرین گے اس سفر پُر خطر مین اپنا درد دل کس سے کہین گے ایک رفیق شفیق جس پر بھروسا کر کے گھر سے نکلے تھے ہر حال مین شریک رنج و راحت [illegible]

کہ تنہائی مین اُسی سے جی بہلے گا اُسکا بھی ساتھ چھوٹ گیا کوئی پرسان حال نرہا واللہ اعلم وہ بیچارہ کدھر گیا قسمت
کی خوبی دیکھیے پہلی بسم اللہ غلط ہوئی اس غضب کی گرمی دوڑ دھوپ کے تعب سے گھوڑا بھی مرگیا یا اللہ
اب کیا کرون شام قریب ہی کدھر کی راہ لون پیاس سے حلق خشک زبان مین کانٹے پڑے ہین اسباب
مصیبت دست بستہ سامنے کھڑے ہین سب تنہائی ہی غربی ہی صحرا ہی خار ہی کون آشنا ہے حال ہی کس کو
پکار لیجیے ہا اسی سوچ مین تھا کہ دور سے ایک پانی کا چشمہ نظر آیا بے اختیار جی لہرایا کہ قریب چل کر پانی
پیجیے ہاتھ منھ دھو لیجیے جگر کی آگ بجھے کلیجہ ٹھنڈا ہو تلک پائے پیاس کے صدمہ سے جان بچے یہ خیال
کرکے اس چشمے کے تو تک پہونچا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے کچھ حواس درست ہوئے آنکھون نے
طراوٹ پائی لب آب پر بیٹھکر دو گھونٹ کا کر پانی پیا تھوڑی دیر بیٹھا ہوا کھایا گیا جان مین جان آئی جب سورج چھپا
دور سے ایک کشتی نظر آئی اسپر ایک مہ پارہ سوار تھی کشتی کنارے پر جا لگی فریدون شوکت سے
ہنسکر بولی کہ آپ اس ہولناک جنگل مین بے یار و غمگسار کیون بیٹھے ہین یہ درد و دام کا مقام ہی انسان کو جان
کی حفاظت واجب ہی عقلمندون کا یہی کلام ہی اگر آپ مسافر وطن آوارہ خانمان برباد ہین تو یہان سے میرا مکان
بہت نزدیک ہی تھوڑی دور تکلیف کیجیے اس کشتی پر بیٹھکر میرے ساتھ تشریف لے چلیے کچھ کھائیے پیجیے دو
چار روز آرام سے کر جہان چاہیے گا چلے جائیے گا مین بہت ممنون احسان ہون گی اگر دوبارہ سرفراز فرمائیے گا یہ سنکر
فریدون شوکت پہلے تو چپ رہا پھر سوچا کہ اتنی مدت کے بعد آج ایک آدمی کی صورت نظر آئی ہی ہمجنس کی بو
پائی ہی اب انکار کرنا بری بیحیائی ہی دکھلانے کو تو انکار کیا مگر باطن مین چلنے کا اقرار کیا اسی کشتی مین سوار ہوکے بے تکلف
اسکے پہلو مین جا بیٹھا کشتی خود بخود چل نکلی ناگاہ ایک بڑی کالی ہیبت ناک آندھی اٹھی ہوا تند و تیز چلنے لگی
طوفان عظیم پیدا ہوا کشتی بھنور مین چکر کھانے لگی قدرت خدا یاد آنے لگی ہوا کے زور سے بادبان ٹوٹ گیا
شاہزادہ کا جی چھوٹ گیا کشتی ڈوب گئی دونون غوطہ کھانے لگے یہ تو آشنا ے بحر عشق تھا ہی
مگر اسکو بھی سنبھالا چاہا کہ ساحل نجات پر پہونچا دون اپنی آشنا وری کے جوہر دکھادون لیکن وہ گھبرا کر
ایسی لپٹی کہ دونون غرق ہوگئے ع ہم تو ڈوبے ہین مگر تم کو بھی لے ڈوبین گے ۔ تھوڑے زمانہ کے بعد آنکھ
کھلی ہوش آیا وہ چشمہ نظر آیا ایک باغ دلکشا دکھایا یہ دونون غریق بحر محبت اسمین داخل ہوئے ایک مکان عالیشان
مین ٹھہرے ادھر اُدھر کی باتین رہین لطف کی ملاقاتین رہین جب رات ہوئی بعد فراغ صحبت طعام وہ
گرم اختلاط ہونے لگی شاہزادہ کے زمین دل مین تخم محبت بونے لگی شاہزادہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگی
طالب وصال ہوئی گلے مین ہاتھ ڈالکر منھ سے منھ ملا دیا پردہ شرم و حجاب اُٹھا دیا جوش مستی
مین وہ شہوت پرست لپٹ گئی وصل وار چمٹ گئی دفعتہ اُس گندہ دہن کے منھ سے ایسی بدبوائی
کہ شاہزادہ کی طبیعت گھبرائی نفرت گلی ہوگئی اپنے تئین بزور اُس سے چھڑا کر الگ ہوا دل کھٹکا
ماتھا ٹھنکا سمجھا کہ یہ ضرور کوئی جادوگرنی ہی افسوس برے پھنسے دیکھیے کیا ہوتا ہی

کیونکر اس مردار سے چھٹکارہ ہوتا ہے وہ فریدون شوکت کی اس حرکت سے منغض ہو کر بولی اگر تو مجھ سے ہمبستر نہوگا تو یاد رکھ مین تجھ سے بہت بُرے پیش آؤنگی تجکو اس بے مروتی کا مزہ چکھاؤنگی وہ سزا دونگی کہ بہت دنون تک یاد کریگا اپنی آنے کی محنت ساری برباد کریگا ارے سُن مین شہپال جادو کی بہو سامری کی پوتی ہون ایک مدت سے تیرے عشق مین جان کھوتی ہون تو مجھ سے نفرت کرتا ہے اگر مجکو غصہ آئیگا تجکو خاک سیاہ کر دونگی بہت پچھتائے گا پھر کوئی تیرا سُراغ و نشان تک نہ پائیگا شاہزادہ نے بہت مستقل مزاجی سے بگڑ کر نہایت سخت جواب دیا کہ اے مُردار ڈھڈو تو ہمارا کیا کر سکے گی مجھ سے ہرگز تیرا کام نہوگا کسی طرح تیرا مطلب تمام نہوگا جو تجھ سے ہو سکے اُٹھا نہ رکھ حافظ حقیقی ہمارا حافظ جان و مال ہے تو اور تیرا سامری اور شہپال مسخرا کیا مال ہے یہ سنکر وہ روسیاہ مستانی غصہ مین لال ہو کر اُٹھی اور بڑبڑانے لگی نیلی پیلی آنکھین نکال کر ہونٹھ چبانے لگی پھر تھوڑے ماش لیکر دو اچھر پھونک کر فریدون شوکت پر مارے اور بولی کہ او اپنی حیات سے نا امید و مایوس بن جا طاؤس وہ فوراً لباس بشری سے جسم طاؤس مین آگیا جب تو شاہزادہ گھبرا گیا دن بھر اُسی باغ مین پھرا کرتا پچھلے پہر اُسکو اپنے پاس بلا کر آدمی بنائی وہی سوال وصال لب پر لاتی شاہزادے سے وہی جواب پاتی پھر خفا ہو کر طاؤس بنائی ایک مہینے تک یہی حال رہا اُسکو اپنا کام دل حاصل نہونے کا ملال رہا ایک دن اُسنے حسب دستور آدمی بنا کر کہا دیکھ اب بھی مجکو قبول کر ورنہ عمر بھر مور بنا رہیگا ہزار دن طرح کی مصیبتین لاکھون آفتین سہیگا اب تو مین اتنا بھی تجھ پر رحم کھاتی ہون کہ شب کو آدمی بناتی ہون پھر انسان بننے کو ترسیگا کوئی تجھپر رحم نہ کریگا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے ارے احمق تجکو کیا ہو گیا ہے آدمی ہر بات مین اپنا نفع و ضرر دیکھتا ہے جو کام کرتا ہے سمجھ بوجھکر کرتا ہے تو میری بے رحمی سے نہین ڈرتا ہے نیک و بد مین تمیز نہین کرتا ہے عقل سے کام لینا ہر وقت اچھا ہے اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلھاڑی مارتا ہے مین تیری جان کی دشمن نہین ہون تجکو جو طاؤس بنا رکھا ہے یہ فقط تیری بے عقلی کی سزا ہے ورنہ ایک اشارے مین تیرا کام تمام ہوتا پاؤن پھیلائے قبر مین سوتا چیل کوّے تیری بوٹیان کھاتے ہم و تجھ دیکھکر قہقہے اُڑاتے شہزادہ بہت آشفتہ ہو کر بولا کہ او کتیا مردار تو کیا بک رہی ہے ادب سے بات کر او قحبہ مین تجکو کبھی نہ قبول کرونگا یہ ہوس اپنے دل سحر منزل سے دور رکھ تو کیا مجھپر ترس کھائیگی اپنی خبر لے انشاء اللہ تعالے ایک دن تجکو تیرے سامری حرامزادے کے پاس بھیج دونگا او روسیاہ تجکو اسفل السافلین مین نہ بھیجا تو فریدون شوکت نام نہ رکھنا ان باتون سے وہ او شعلہ کی طرح بھڑک کر بولی کہ او اپنی زندگی سے ناامید قید خانہ سادہ لوحی کا محبوس بدستور بنجا طاؤس شہزادہ پھر اُسی حالت مین ہو گیا ایک دن دوپہر کے وقت منقار کو پرون مین ڈالکر روتے روتے سو گیا خواب مین ایک پیر روشن ضمیر کو دیکھا کہ وہ کہتے ہین اے فریدون شوکت تو غمگین و ملول نہ ہو خدا کو یاد کر وہ بڑا ارحم الراحمین ہے کون سی مصیبت ہے کہ جسکے بعد عیش و راحت نہین ہے کونسا مرض ہے کہ انجام کو صحت نہین ہوتی ہر درد کی دوا ہے مگر ہان یہ بھی

ایک مصلحت سے کارکنان قضا و قدر نے وقت پر موقوف رکھا ہی کل امر مرہون باوقاتہا عقلمندون کا مقولہ ہی
جب تیری رہائی کا وقت آئیگا غیب سے سامان ہو جائیگا ع دوران جہان چو باد صحرا بگذشت ؛ تلخی و
خوشی و زشت و زیبا بگذشت ؛ پنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد ؛ بر گردن او بماند و بر ما بگذشت ع بر سر فرزند
آدم ہر چہ آید بگذرد ؛ تو خاطر جمع رکھ ہجو اس نہو جب وہ گھڑی آئیگی یہ منزل سخت و صعب طرفۃ العین مین طی ہو جائیگی
روز نے نیست کہ شامش جلوہ گر نشود و شبے نیست کہ سحر نشود آدمی اُسکے فضل پر نظر رکھے دنیا مین رنج و
راحت کا ساتھ ہی نوش کا مزہ نیش سے ملتا ہی اسکا امتحان اکثر ہوا ہی باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار ہی پہلو سے
ہر گل مین خار ہی دنیا کا نشیب و فراز مشہور ہی انسان قسمت کے لکھے سے مجبور ہی بشر کا لفظ شر سے مشتق ہی
کبھی خوشی کبھی قلق ہی لے یہ تعویذ سلیمانی بازو پر باندھ لے سحر کی تاثیر سے محفوظ رہیگا کچھ ضرر نہوگا ذرا بھی
خوف و خطر نہوگا یہ اسم تجکو تعلیم کرتا ہون مع بسم اللہ پڑھکر ساحرہ پر دم کرنا وہ فی النار ہو جائیگی اپنے
فعل زشت کی سزا پائیگی طلسم ٹوٹ جائیگا تو رہائی پاکر اصلی صورت پر آجائیگا شاہزادہ یہ خواب دیکھکر جو نکا تعویذ
اُٹھا لیا پرون مین چھپا رکھا جب شب ہوئی اُسنے بامید وصال آدمی بنا دیا اُسنے اُسکی آنکھ بچاکر جھٹ پٹ
تعویذ کو بازو پر باندھ لیا وہ مرد ار بدستور گرم اختلاط ہوئی اور بھونڈی بھونڈی باتین کرنے لگی شرم و حیا
پاس سے دور ہوئی تھی تکلیف وصال بدستور ہوئی شہزادہ نے اُسی اسم کو اُسپر دم کیا اُسکے بدن
سے ایک شعلہ خود بخود پیدا ہوا جس نے جلا کر فی النار کیا حمالۃ الحطب کے پاس بھیجدیا اب جو دیکھا تو ایک
ڈیڑھ سو برس کی بڑھیا منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت کالی کلوٹی ... سے ننگی لمبی تڑنگی لال لال آنکھین زرد زرد
دانت بدن کی موٹی موٹی رگین نمودار ڈائن کی ہیئت بلا کی صورت گریہ منظری مین لاثانی وہ شیطان
کی نانی جھلسی جھلسی چار دن شا نے چت زمین پر پڑی ہی طلسم کا نام کو نشان نہ پایا باغ ایک جنگل سا نظر
آیا یہ صورت اصلی پر آگیا شکر خدا بجا لایا اُس مقام آفت و بلا سے نکل کر ایک سمت کو توکل بخدا
چل کھڑا ہوا جنگل جنگل بن بن کی خاک چھانتا پھرا کہین ٹھہرنے کا موقع نہ ملا کئی دن بے آب و غذا رہا جب بھوک
پیاس سے حالت غیر ہوئی اور طاقت نہ رہی قریب شام ایک جدول آب کے نزدیک تھک کر بیٹھ رہا
خدا کے فضل و کرم کا منتظر تھا ٹھنڈی ہوا پاکر ایک پتھر پر لیٹ کر آنکھین بند کرلین غافل ہو گیا جب آنکھ کھلی
کروٹ بدلی رزاق مطلق کی صفت رزاقی دیکھی ایک خوان طعام گرما گرم اور ایک جام آب سرد و خوشگوار
برابر رکھا دیکھا واللہ اعلم کون لایا اور کس نے بھیجا ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا
لاولنا و آخرنا کھانا بے تکلف نوش جان فرمایا وہی پانی پیا سمجھا کہ خدا نے غیب سے من
و سلوی بھجوایا رات گئی راتون سے نیند بھر سویا نہ تھا اُسی صفحۂ سنگ پر سو گیا جب صبح طالع ہوئی اُسکی
آنکھ کھلی وہ کھانا کھاکر جو دیکھا پھر بھوک پیاس مطلق نہ لگی وہان سے توکل بخدا پھر اور طرف چلتا
دھونڈھتا زیادہ یار محبوب خوب رو کا رستہ لیا

پہونچنا شاہزادۂ فریدون شوکت کا شہر زرافشان مین ملکۂ حسن آرا کے باغ مین ٹھہرنا وہان ملکۂ حسن آرا کی ملاقات لطف و محبت کے حرف و حکایات

چند روز کے بعد وہ بیچارہ مسافر خانہ بدوش از خود فراموش غربت زدہ مصیبت کا مارا مثل گردباد آوارہ پھرتا پھرتا ایک دشت پر فضا نواح دلکشا مین پہونچا اللہ اللہ عجب سہانا جنگل دیکھا جسکی سیر سے جنت کا لطف اٹھا کوسون زمین ہموار تختہ مسطح سبزہ زار مخملون مخمل کاہی کا فرش بچھا ہے ؎ زحسرم کوہ تا میدان غبرا ہے کشیدہ خط گل طغرا بہ طغرا ہے جنگلی پھولون کا جوبن گلہا ہے خودرو کی بہار عجب لطف دکھاتی تھی بوقلمون زنگار رنگ کی چھیٹ قلم کار نظر آتی تھی ایک طرف کوسون تک کوڑیالا کھلا تھا ایک جانب ہارسنگار کے درختون سے جنگل کا جنگل بھرا تھا بقول آتش مرحوم ؎ بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین ہے گریبان پھاڑکر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین ہے طرح طرح کے پھولون کی مہک سے مشام دل و دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا عجب لطف نہایت حسن کا عالم نظر آتا تھا جانوران صحرائی کی خوش فعلیان پرندون کی درختون پر مرغولہ سنجیان جا بجا غزالون کی چوکڑیان بھرنا دیکھکر بے اختیار جی خوش ہوتا کہین جھیلون مین قرقرے تالابون مین مرغابیان بہتی نظر آئین کہین پپیہے پی کہان پی کہان کہکر جان کھوتے کہین آمون کے درختون پر کوئلین کوکتین شور مچاتین کہین پپیہے سر پل اڑتے طاؤسان طناز ناچتے نظر آتے کہین کبک خوش رفتار تدروان کوہسار خرام ناز معشوق کا انداز دکھاتے ایک طرف آسمان پر اسلحہ ہا ہے ابر کی بہار اودی اودی کالی کالی گھٹا کا جوبن دیکھکر مورون کا شور وجد مین آکر انکی بار بار پکار ایک جانب زمین پر سبزہ زار کی بہار معجزۂ خضر علیہ السلام نمودار ایک سمت ہوا کے زور سے درختون کا جھومنا وجد کے عالم مین مستانہ وار جھک جھک کر عروس سبزہ رنگ زمین کا منھ چومنا جی بیکل کرتا غزالون کا جا بجا چوکڑیان بھرنا عجب لطف دکھاتا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے دل کا بجھا ہوا کنول غنچہ کی صورت کھلا جاتا تھا دونون وقت ملتے جنگل کی عجب کیفیت نظر آئی غروب آفتاب سے درختون پر دھوپ کی زردی چھائی آسمان پر ایسی زنگار رنگ کی شفق پھولی کہ شام اودھ کی کیفیت بھولی کہین قوس قزح یعنی دھنک کی سرخ سبز زرد دھانی لکیرین نمودار اسپر بھی انوکھی بہار جدول آب مین شفق کے عکس سے آگ سی لگی ہے معلوم ہوتا تھا کہ معشوق نازنین نے مہندی لگا کے ہاتھ دھوئے ہین یہ مفہوم ہوتا تھا بقول ناسخ ؎ آتش رنگ حنا سے مچھلیان جلنے لگین ہے آب دھوئے جو دریا کے کنارے ہاتھ پانون ہے ؎ ڈھاک پھولا بور آیا آم مین ہے پھر پھنسے جوش جنون کے دام مین ہے ؎ جنون پسند مجھے چھانون ہے ببولون کی ہے عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی ہے فریدون شوکت ایک چشمہ آب کے قریب کچھ گنجان درختون کے گھنیری چھانون دیکھکر خوش ہوا مدت کے بعد جو ایسی سیر دلکش و پرفضا نظر آئی فوراً یہ شعر آتش مرحوم کا پڑھا ؎ طاؤس کیطرح سے جو ہوتا ہمین بھی شوق ہے منھ چوم لیتے اڑ کے ہم ابر بہار کا ہے

گلبند حدیقۂ کن فکان باغبان گلشن جہان کی قدرت کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ دور سے ایک باغ دلکشا کی چار دیواری
نظر آئی اُس وقت دل مین یہ بات سمائی کہ اب دن بہت قلیل ہے حمرت مشرقی زائل ہوتی جاتی ہے سواد شب کی صورت
نظر آتی ہے رات کو جنگل مین رہنا جانوران درندہ کا طعمہ بننا عقل مصلحت اندیش کے خلاف ہے اگر اور کسی
بلا مین مبتلا ہو گئے تو کسی کو کیا خبر ہوگی ازماست کہ برماست کی مثل صادق آئیگی کردہ خود را علاجے نیست
یہ بات کہنے کو رہجائیگی ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ؛ اب تو ایک مقام محفوظ کا سہارا ہاتھ آیا یہان
سے اُٹھو اُسی باغ دلکش و دل آرا کا رستہ لو یہ سوچکر اُسی طرف چلا سورج ڈھلتے ڈھلتے دروازۂ باغ پر پہونچا
دیکھا کہ باغ کا دروازہ مثل دست کریم کشادہ ہے پھاٹک بڑا رفیع و وسیع لگا ہے چارون طرف چار برج طلائی ایسے
چمک دمک کے نظر آئے کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی نظر خیرہ ہوئی کرتی تھی سہانا جنگل شہانہ باغ دیکھکر حد سے زیادہ مسرور
ہوا رنج و تعب راہ کچھ دور ہوا بخوف و خطر بسم اللہ کہکر اندر قدم رکھا ادھر اُدھر دیکھتا بھالتا جی بہلاتا ہوا
چلا سبحان اللہ اس باغ پر فضا گلشن جانفزا کی کیا مدح و ثنا لکھون کس منھ سے تعریف و توصیف کرون
فردوس برین کا جواب ہر سبز و شاداب ہر چیز انتخاب و نایاب چارون کونون پر چار بنگلے بلور کے صناعان چین
و فرنگ کے بنائے جنکے دوبارہ دیکھنے کی عمر بھر حسرت رہجائے بیچ مین چوپڑ کی نہر سنگ مرمر کی جس مین
جواہرات کے پھول بنے ایسے ایسے نازک کہ دیکھے نہ سُنے پانی نہایت لطیف و خوشگوار سرد و شیرین بہ
از گوہر شاہوار و لولوے آبدار ہر چمن کا عجب رنگ طرفہ بہار زنگار رنگ پھولون سے صناع حقیقی کی قدرت
آشکار انگورون کی بیلون پر مستان بادۂ شباب کا جی نثار ہر وقت اُسی کے تاک مین بیقرار خوشہ ہاے زمردین رنگ
پر عقد پروین نثار جا بجا نہرین جاری چشمے روان درختون پر طائران بوستان مرغان خوش الحان کا ہجوم
اُنکی نغمہ سنجیون زمزمہ پردازیون کی دھوم گلہاے بوقلمون کی مہک سے باغ پر طبلۂ عطار کا گمان
میوہ دار درختون کا بار اثمار سے ہر بار زمین پر شرابی کی صورت جھک جھک پڑتا عجب کیفیت دکھلاتا
تھا عروس بہار کا جوبن جمال دلفریب عابدان شب بیدار زاہدان ابرار کے دامن تقوے مین دھبا لگاتا
تھا اطفال غنچہ کا آغوش دایۂ بہار مین پلنا دست نازک ہر شاخ پر مچلنا جی بیکل کرتا تھا ہر درخت کا سایہ اس
خوف سے کہ سبزۂ خوابیدہ صحن چمن پر بار نہ ہو دیکر بیدار ہنوز زمین پر پانون نہ دھرتا تھا انواع اقسام کے
تھالے مربع مثلث مخمس مسدس مسبع مثمن معشر متساوی الاضلاع مستطیل مدور آبشارون کا پانی مصفا غیرت
آب حوض کوثر گرد ہری ہری دوب جمی بیچ مین سرخی گُل سنبل پر پیچ و خم کے نظارے سے معلوم ہوتا تھا
کہ عروس بہار گیسوے مشکبار کھولے ہوئے سیر چمن کرتی پھرتی ہے نسیم عنبر شمیم اٹھلا اٹھلا کر دیوانہ مست
کی صورت بار بار زمین پر گرتی ہے خیمے سحاب بوقلمون کے ہین جا بجا تنا ہوا ہے باغ مین لشکر بہار کا
نہرون مین فوارے چھوٹتے ہزارے چلتے ہے بجلی کے موتی برستے ساون بھادون کا مزا
اودی اودی کالی کالی گھٹا کا جوبن باغ پر تجلی بن کا عالم چھپ ابر کی تاریکی کچھ شام کی سیاہی

پھل گنجان ہرے ہرے درختون کا سواد عجیب حسن نہایت لطف دکھلاتا تھا رعد گرج گرج کر سرمستان بادۂ سرجوش بہار کو یہ اشعار عاشقانہ سُناتا تھا ؎ تندو پرشور و سے مست زکہسار آمد * یکشان مژدہ کہ ابر آمد و سیار آمد ؎ کی فرشتون کی راہ ابر نے بند * جو گنہ کیجے ثواب ہر آج ؎ رحمت حق ہر سبب اپنی گنہگاری کا * ابر گرتا ہر اشارہ ہمین میخواری کا * اللہ اللہ ای صل علے بقول راقم ؎ برسات کی فصل کیا پری ہر * جو چیز ہی وہ ہری ہری ہی * ساون کا مہینہ برسات کا شباب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا گرمی مفقود آسمان پر ہر وقت بدلی موجود خیمۂ ابر بہاری تنا آسمان پر زرنگار رنگ ابر بوقلمون بدلیون کا فرش بچھا قریب شام شفق کی بہار دامن فلک دوار گلنار ایک طرف آسمان پر قوس قزح یعنی دھنک جسکو کمان بھی کہتے ہین بصد عظم و شان نمودار ایک جانب سحاب متراکم کا ہجوم مورون کا وجد مین آکر پکارنا اُنکے چلانے کی دھوم کبھی اس رنگ کی بدلی کا آنا کبھی اُس رنگ کی بدلی کا جانا دلکو بھاتا تھا نسخ مغفور کا شعر یاد آتا تھا ؎ آئی جاتی ہر جا بجا بدلی * ساقیا جلد لا ہوا بدلی * المولفہ ؎ ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہی کیا ہوا برسات کی * میکدے کو دوڑی جاتی ہر گھٹا برسات کی * زمین پر ہر طرف سبزۂ نوخیز کی یہ کثرت تھی کہ مردم دیدہ تک سبز پوش تھے یہ صورت تھی ساون بھادون کی جھڑی موتیون کی لڑی کی کیفیت دکھاتی تھی بارش علی الاتصال سے لوگون کے باہر نکلنے کی نوبت نہ آتی تھی المولفہ ؎ دریا کیسے بڑھے ہوئے ہین * ندی نالے چڑھے ہوئے ہین * ڈبرے لبریز سخن جین * جھیلین تالاب موجزن ہین * سرفنہ از خان وحید ؎ چڑھین دریا بہین بڑے کرین ہم سیر دریا کی * چلے بجرے مین ساقی کشتی مے ابکی ساون مین * بجلی کی چمک رعد کی کڑک ہوا کا زور مورون کا شور گھنگھور گھٹا ئین بگلون کا اڑتا نیا رنگ دکھاتا تھا جہان تک نظر کام کرتی تھی جنگل پر سبزہ زار ہے ایک عجیب عالم نظر آتا تھا ؎

گیا ہی غم غلط ہم سے کنارہ آبجو برسون	لبِ طرفی کا شکار ابر وہ ہوا ہین جا کے کھیلا ہی

غزل المولفہ

ابر تر کے فیض کا دیکھو عمل برسات مین
پھر ہرے ہو جائینگے زخم کہن برسات مین
زردی سوزن دامنیان زخمون مین یا ان قفا ہون مین
یاد آتا ہی مسافر کو وطن برسات مین
نم ہے کیونکر نہ اشک چشم تر سے رخت تن
چھوڑ دیتے ہین مکین قصر کہن برسات مین
فصل بارش کا جو سودا قبر مین آتا ہی یاد
ہی وہ نکرا اشک میرا موجزن برسات مین
حکم اگر ہو تو دکھادون آگ بارش مین لگی

کانٹا کانٹا ہو گیا رشک چمن برسات مین
گھر مرا کیونکر نہو رشک چمن برسات مین
دیکھنا کرتا ہی کیا سوزِ کہن برسات مین
وہ ترا مجھ سے لپٹنا خوف رعد و برق سے
خشک ہوتا ہی بہت کم پیرہن برسات مین
سُرخ جوڑا اُن مین دھانی چوڑیان ہاتھون مین ہین
چاک کرتا ہون گریبان کفن برسات مین
تم سے ہنسنے کا تو مجھ سے گریہ پیہم کیا یار
گرم نالے ہون ابھی شعلہ فگن برسات مین

رنگ لائیگا مرے تن کا چمن برسات مین
جمع ہین سب گلبدن گل پیرہن برسات مین
کیون نہ رونے مین عدم آباد کا گذرے خیال
یاد آتا ہی بہت او گلبدن برسات مین
کیون نہ نکلے روح تن سے غم مرے نے مین کیٹی
میرے گھر آئے ہین وہ بنکر دلہن برسات مین
نوح کا طوفان ہی جس دریا کا اک چھوٹا حباب
برق وار تیر نے سیکھا ہی چلن برسات مین
گر یہی ہی بارش طوفان نما تو کیا عجب

گر پڑے گردون کا یہ قصرِ کہن برسات مین
دیکھ رندون کو بھلا ابر و ہوا مین کیا شراب
ہو گی طوفانی مری کشتیِ تن برسات مین

ابر ہی بجلی ہی پانی ہی شبِ تاریک ہی
مست ہی خود ساقیِ پیمان شکن برسات مین
ہر برس ہوتا ہی میلا عیش میری قبر پر

گھر نہ جا اسوقت ای رشکِ چمن برسات مین
گر یہی رونا ہی تو مرنا بھی رکھا ہی مرا
آتے ہین سب لکھنو کے گلبدن برسات مین

صدر مین ایک بارہ دری عظیم الشان نہایت وسیع و رفیع سنگ مرمر کی جواہر سے جڑی نظر آئی جھاڑ شیشہ آلات سے سجی سجائی چھت منقش پردے نہایت تکلف کے پڑے جواہر نگار مسہری بچھی پائی فریدون شوکت ادھر اُدھر سیر کرتا پھرتا تھا رنڈیون کی جونگاہ شاہزادۂ عالیجاہ پر پڑی گھبرا کر بولین کہ ای میان تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس نے یہان بھیجا ہی جو تشریف لائے ہو بے پوچھے بے غیر کے مکان مین آنا بیدھڑک چارون طرف پھرنا کسی سے نہ ڈرنا بڑی ڈھٹائی ہی جب آدمی کسی کے گھر جاتا ہی پہلے اُس سے اجازت لیتا ہی پھر اندر آتا ہی تم اپنے گھر کی طرح بے تکلف چلے آئے یہ خیال نہ کیا کہ صاحب مکان سے تو پوچھ لین پھر آگے قدم دھرین اب بھی خیر ہی جہان سے آئے ہو وہین چلے جاؤ خدا کے لیے ہم لوگون پر آفت نہ لاؤ اگر شاہزادی صاحب آجائینگی تم کو دیکھ پائین گی ہم پر خفا ہون گی بڑبڑائین گی تمھارا کچھ نہ جائیگا ہماری جان اور آبرو پر بنجائیگی غضب ہو جائیگا قسمت کا لکھا پیش آئے گا یہی سمجھین گی کہ انھین مردارون نے بلایا ہی اپنا مزہ اُڑانے کو لگا لائی ہین اب تخزد بگھارنے کو میرے پاس آئی ہین میان بس سیر کر چکے باغ کو اچھی طرح دیکھ بھال لیا بارہ دری کے نظارے سے شاد و مسرور ہو چکے خدا کے واسطے چلتا دھندا کرو آب بہت نہ ٹھہرو ٹھنڈے ٹھنڈے اپنا رستہ لو فریدون شوکت نے کچھ نہ سُنا تیوری چڑھا کر بے اعتنائی سے جواب دیا کہ تم کون ہو کیا بک رہی ہو سامنے سے ہٹ کر کھڑی ہو ادب قاعدہ سے بات کرو یہ باغ ہم کو پسند ہی جی یہین رہنے کا خواہشمند ہی اب کہین نہ جائین گے ہر روز یہین دل بہلائینگے جب شہزادی آئین گی تمھاری سفارش کر دینگے سزا سے بچا لین گے تم بات کرنے کے قابل نہین بیہودہ بکنے سے کچھ حاصل نہین جاؤ اپنا اپنا کام کرو ہم سے نہ کلام کرو جب سے آیا ہون دماغ چاٹ گئی ہو سیر کرنا مشکل کر دیا ہی کن بیہودہ رنڈیون سے پالا پڑا ہی تانت باجی راگ بوجھا معلوم ہوا شہزادی بھی بد سلیقہ ہین جنکا عملہ ایسا اچھا ہی بات بات مین قاعدہ اور گفتگو کی نیاقت پیدا ہی وہ بولین واہ واہ صاحب تمھاری وہ مثل ہی مان نہ مان مین تیرا مہمان اُسپر اپنی تشریف لانے کا ہم پر احسان لیکن چہرۂ بینظیر غیرت مہر منیر شاہزادۂ فریدون شوکت سے جو آثار صولت و سطوت نمودار تھے سمجھین کہ ہو نہو ضرور یہ کوئی شہزادۂ والا تبار ہی تباہ و پریشان ہو کر ادھر آنکلا ہی خدا جانے اس والا اقتدار پر کیا وقت پڑا ہی آپس مین مشورہ کیا کہ ملکہ سے یہ حال کہین یا نہ کہین کہنا بھی بُرا نہ کہنا بھی بُرا اب جو نصیب مین بدا ہو ملکہ سے اظہار حال ضرور ہی چھپانے مین ضرر پوشیدہ رکھنے مین بہت بڑا فتور ہی پھر شاہزادۂ ذیجاہ سے بولین کہ یہ بارہ دری اور باغ سلطان مغرب کی بیٹی ملکہ حسن آرا کے نام کا ہی باپ بیٹی کو بہت چاہتا ہی جان و روح سمجھتا ہی اُسکی خوشی کے لیے یہ عمارت بنوائی ہی جو آپ کو بہت پسند آئی ہی ملکہ حسن آرا آٹھوین دن مہمان آئی ہی دو ایک دن رہکر سیر و

تماشے سے جی بہلا کر چلی جاتی ہو کل اُسکے آنے کا دن ہو صورت شکل مین رشک شمس و قمر ہو ناز و ادا غمزہ و کرشمہ مین فرد وہ حور پیکر ہو مگر اس حسن و جمال پر بد مزاج بھی انتہا کی ہو ایسی بیرحم و سفاک دوسری عورت نہین دیکھی ہو لمولفہ شوخ طرار جفاکار ستمگر عیار ہو تند خو شعلہ مزاج آگ ببولا منہ پھٹ ہو ہم سب اُس قتال عالم خونریز جہان سے ڈرتے ہین اُسکے نام سے کانون پر ہاتھ دھرتے ہین فریدون شوکت یہ باتین سنکر چین بجبین ہوکر بولا کہ اگر اُسکو کچھ اپنی خوبصورتی پر غرہ ہو تو ہو شیطان سب کے کان مین پھونک گیا ہو کہ مثل تیرا دوسرا دنیا مین نہین پیدا ہو آتش نے فرشتے نے نہین پھونکا ہو کان مین کس کے ہو وہ سر ہو کون سا جسپر کہ کج کلاہ نہین ہو یہ کہکر کچھ درختون سے میوے توڑ کر نوش جان فرمائے ایک حوض مصفا سے پانی پیکر اُسی جواہر نگار چھپر کھٹ پر آرام کیا زربفت کا لحاف جو مسہری پر لگا تھا اوڑھ لیا کسل راہ کے سبب سے صبح تک کروٹ نہ بدلی ایک پہلو پڑا رہا بیخبر سوتا رہا رنڈیان یہ خبر لے کر حسن آرا کی خدمت مین حاضر ہوئین ساری سرگذشت مفصل بیان کی اور یہ کہا کہ حضور وہ مرد وا بہت بڑا اندطر ہی ہم نے بہت منع کیا روکا مگر اُسنے کچھ نہ سُنا حضور کی خاص مسہری پر آرام کیا حسن آرا یہ سُنتے ہی خفا ہوکر بولی کہ مردارو صبح سے باغ مین یہ گل پھولا ہو اب تک مجکو خبر نہ کی حسب قاعدہ موافق دستور اُسی وقت وردی نہ بولی جب خود مر رہے اُڑا چکین شب بھر لطف اُٹھا چکین تو اب میرے پاس آئی ہو یہ نیا شگوفہ لائی ہو خیر مین خود چل کر دیکھ لونگی وچھا اس گستاخی کی کیسی معقول سزا دونگی یہ کہکر فوراً سوار ہوئی طرفۃ العین مین آ پہونچی دیکھا تو فی الحقیقت اُسی مسہری پر کوئی جوان رعنا شمائل یوسف صورت شمشاد قامت نخل نورس گلشن حسن و جمال گل سر سبد ریاض اجلال و اقبال آرام کر رہا ہو دریائے عجب و حیرت مین غرق ہوئی بولی یہ کیا ماجرا ہو پہلے ٹھٹکی پھر جی کڑا کے سرہانے جا کر چپکے سے لحاف ہٹا کر چہرہ بے نظیر اُس غیرت خورشید منیر کا دیکھا ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے بنگاہ اول شیدا ہوئی تمام بدن پسینے پسینے ہوگیا سنسنی پیدا ہوئی ہوش و حواس سے بیگانی ہوئی حضرت عشق کی مہربانی ہوئی حیرت سے تصویر کی صورت بن گئی صم بکم کا عالم تھا جوش زن دریائے گریہ ہیم تھا میر تقی صاحب میر سے

جب نظر سے نظر دو چار ہوئی
وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز

ایک برچھی جگر کے پار ہوئی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک

چاک کے پہنچے پاؤن دامان تک

ادھر تو یہ کیفیت تھی اُدھر خواصون کی یہ صورت تھی کہ ملکہ سے چھپ کر اشارے بازیان کرکے قہقہے لگاتی تھین چپکے چپکے یہ باتین زبان پر لاتی تھین کہ لو بہن یہ کیا ہوا خدا کے لیے دیکھو تو ملکہ کا کیا نقشہ ہوا ابھی کل تک مرد کے نام سے نفرت تھی نواب ناظر کو محل مین بے پکارے آنے کی اجازت نہ تھی اگر کسی رنڈی نے

فسانۂ عجائب یا میر حسن کی مثنوی پڑھی شرما کر اُٹھ جاتی تھین عشق و عاشقی کے نام سے بہت گھبراتی تھین اپنی عصمت و عفت پر بڑا غرّا تھا پانچ برس کا لڑکا تک محل مین نہ آنے پاتا تھا اپنے خاص کمرے مین کبھی مرد کی تصویر نہ لگائی آج دیکھو یہ صورت نظر آئی ہی تو شہزادہ کو سزا دینے آئی تھین پہلے تو ہم پر خفا ہوئی تھین بہت بڑبڑائی تھین اب شہزادہ کی صورت دیکھکر پھسل پڑین عشق و محبت کی برچھیان دل مین گڑین اب کون کہے کہ حضور آپ نے یہ کیا کیا شرم و حجاب کا پردہ کیون اُٹھا دیا یہ سُنکر ایک شہکارہ اُچھال چھکا کھیلی کھائی خام پارہ حاضر جواب رنڈی بول اُٹھی ای بہن تم بڑی دیوانی ہو بھلا وہ تو حضور ہین تم اپنی تو کہو بس چپکی بیٹھی رہو منہ نہ کھلواؤ جہان گل ہی وہان بلبل ہی جہان شمع ہی وہان پروانہ ہی جہان پری ہی وہان دیوانہ ہی دنیا کا یہی کارخانہ ہی ملکۂ عالم کیا دنیا جہان سے انوکھی ہین ہمیشہ سے یونہین ہوتی آئی ہی اس نگوڑے عشق نے سب کے آئینۂ دل مین اپنی صورت دکھلائی ہی حسن خوبصورت مرغوب وہ چیز ہی انسان تو کیا فرشتے بھی اسیر شیدا ہین ہاروت و ماروت آج تک چاہ بابل مین پابند بلا ہین لیلی مجنون شیرین فرہاد وامق عذرا نل دمن کے افسانے مشہور ہین لوگ طبیعت کے لگاؤ دل کے آجانے سے مجبور ہین ؎ یہ عشق فقیر کی دعا ہی آیا ہوا دل کہین پھرا ہی۔ جب زلیخا سی پیرزن کی یوسف علیہ السلام پر رال ٹپک پڑے تو نوجوان کے حق بجانب ہی کچھ گو مکو قصۂ مطلوب و طالب ہی ؎ عشق مین رہتی نہین ادنے و اعلے کی تمیز خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو۔ القصہ ملکہ رعب حسن شاہزادہ سے تھر تھر کانپنے لگی کلیجہ کی دھڑک شعلۂ عشق کی بھڑک ترقی پذیر ہوئی بیٹھے بٹھائے سلسلۂ الفت کی اسیر ہوئی زلف گرہگیر محبت پائے صبر و قرار کی زنجیر ہوئی دل مین کہتی تھی ؎ یار آرام مین ہی وصل کی شب جاتی ہی متحیر ہون کہ بیدار کرون یا نہ کرون ہا ہا ہے مین کمبخت شامت زدہ اسوقت کیون ائی جان بوجھکر عشق کی بلا اپنے سر پر لائی پھر تھوڑا مستقل مزاجی کو کام فرمایا جب دل نے کسی طرح نہ مانا چپکے سے شانے پر ہاتھ رکھکر جگایا آئینۂ آفتاب جمال دکھلایا شاہزادہ انگڑائی لیکر چونکا ایک حور نژاد ماہ طلعت کو پہلو مین بیٹھا دیکھکر پھر تکیہ پر سر رکھ لیا اپنے تئین سونے مین ڈالدیا حسن آرا نے دوبارہ بیدار کیا فریدون شوکت نے بددماغی سے جواب دیا کہ تم بھی عجب آدمی ہو ہم کو سونے نہین دیتی ہو رات بھر ان بے تہذیب رنڈیون کی بکبک سے نیند نہین آئی طبیعت نے راحت نہین پائی تھوڑی دیر اور سونے دو ہمکو بیچین نہ کرو ملکہ ہنس کر بولی کہ ہم رات بھر نہین سوئے ہین آپ کے اشتیاق ملاقات مین روئے ہین دھوپ منھ پر آئی ہی اب اُٹھیے منھ ہاتھ دھوئیے ماحضر تیار ہی کچھ نوش فرمائیے دو گھڑی ہم سے طبیعت بہلائیے سارا دن پڑا ہی پھر سو رہنا لیجیے کٹورا طشت موجود ہی کلی کیجیے خاصدان حاضر ہی گلوری کھائیے حسن محفل یعنی بیچوان پلنگ کے برابر لگا ہی میل فرمائیے آپ ہمارے مہمان ہین دعوت قبول کیجیے آمارت کی نہ لیجیے فریدون شوکت یہ کلمات محبت سخنان الفت سُنکر اُٹھ بیٹھا پلنگ سے اُتر کر مسند زرین پر جلوس فرمایا ملکہ کا ہاتھ پکڑکر

اپنے پہلو مین بٹھایا شراب و کباب کی کشتیان سامنے آئین دور ساغر چلے و غدغۂ گردش ایام چلنے لگا کچھ کچھ دونون کا جی
بہلنے لگا سے ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ ÷ جب تلک بس چل سکے ساغر چلے ÷ پھر رقص و سرود کی صحبت
گرم ہوئی ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا حسن آرا نہایت نزاکت سے باندازِ معشوقانہ خود اُٹھی اور ایک
جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر فریدون شوکت کے ہونٹون کے پاس لاکر بولی ہمارا لہو پیے جو اسوقت
ہمارے ہاتھ سے یہ شراب ناب نہ پی لے ہمارا مردہ دیکھے جو ہماری خوشی نہ کردے یہ کہکر ہاتھ گلے مین ڈالدیا
پیار کرنے لگی فریدون شوکت نے ہنس کر وہ جام لے لیا یہ شعر فی البدیہہ پڑھدیا سے گر یار مے
پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ÷ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ÷ پھر کچھ پیکر ملکہ کو دیا وہ بولی واہ واہ
مین تو تمھارا جھوٹھا نہ پیونگی نہ یہ جام لیا ہی یون کی مردون کے منھ کا کیا اعتبار فریدون شوکت بولا
چہ خوش تم کیا چھنک کھاتی ہو جو یہ کلمہ سنانی ہو بس بہت نخرہ نہ کرو ہمارے سر کی قسم پی لو ملکہ نے مسکرا کر
وہی جھوٹھی شراب پی لی شاہزادے کی خوشی کردی جب تھوڑا سرور ہوا شرم و حجاب طرفین سے دور
ہوا ملکہ بولی اب حسب و نسب ارشاد فرمایئے اپنا نام خاندان کا نشان بتلایئے اس کلبۂ احزان کو جو اپنے
اپنے نور شمع جمال سے منور فرمایا کیا سبب ہی مجھ سے چھپانا آپ کے حسن اخلاق سے بہت دور ہی
کچھ تو افشائے حال ضرور ہی مین بھی اپنے گھر کی شاہزادی ہون باپ میرا اس ملک کا بادشاہ ہی صاحب
ملک و مال وہ جمشید کلاہ ہی خدا کے فضل سے سب سامان شاہی موجود ہی یہ عشرت منزل آپ کا مکان
وردود ہی سے رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ÷ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ÷ جب ادھر حد سے زیادہ
اصرار ہوا فریدون شوکت نے کہا بیت چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل ÷ سینہ تختم
پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ÷ میر تقی صاحب میر سے اک مدت پائے چنار رہے اک مدت گلخن تابی
کی ÷ برسون ہوئے ہین گھر سے نکلے عشق نے خانہ خرابی کی ÷ سنو ملکہ مین ہمایون شاہ
کا بیٹا ہون فریدون شوکت نام ہی حلب دار السلطنت مشہور عام ہی ملکہ خورشید جبین
دختر شاہ چین کے حسن خداداد کا شہرہ سنکر نادیدہ اُسکے دام عشق مین گرفتار ہو کر گھر سے نکل کھڑا ہوا
سب کو روتا پیٹتا چھوڑا مان باپ کا غم مفارقت اپنی تنہائی بے سر و پائی کی مصیبت اگر تحریر
کرون ایک دفتر تسطیر کرون طول مین تمھاری سمع خراشی کا خیال ہی مختصر یہ حال ہی کہ نامساعدت
بخت نافرجام سے پہلے پہل یہ سفر مصیبت اثر پیش آیا اُس پردہ نشین کی محبت نے گھر بار چھڑایا
دربدر پھرایا آسمان بر سر ظلم و عداوت ہی آج کل مجھ سے برگشتہ میری قسمت ہی کسی کا کہنا تھا نا خود پسندی کی
سزا پائی جس ویرانے اور خرابی مین گذر ہوا دولت عشق ہاتھ آئی بقدر جنگل جنگل پھرا تی ہی
ہر طرح کی مصیبت ہر قسم کی صعوبت دکھاتی ہی دانشمند وزیر زادہ کے چھوٹ جانے کا صدمہ
کمال ہی سب سے زیادہ تنہائی پیادہ پائی بادیہ پیمائی کا رنج و ملال ہی جنگل کے کانٹون سے

تلوے افگار ہین سو طرح کا درد ہزار طرح کے آزار ہین جیسے ہم نے دیار محبوب عربدہ جو کی راہ لی خار ہاے صحرا نے قدمبوسی کی بقول آتش مرحوم ؎

رنگ جو جو کچھ کہ چاہا ہین لا مین بن مین آبلے
اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے
پانون سے چھالے تو نذر خار صحرا کر چکے
کیا شریک حال ہونگے کفن مین آبلے

پاے لوہی کو ترستے تھے وطن مین آبلے
کون سرگردان نہین ہے جستجوی یار مین
پھوڑیے اب دل کے چل کر انجمن مین آبلے
اسقدر مجھ سے زمانی کی ہوا ہے برخلاف

چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھین
اُترگئے ہین پاے شیخ و برہمن مین آبلے
خار بھی میرے نصیبونکا بیابان مین نہین
کیا عجب لوے حنا ڈالے بدن مین آبلے

حالت بدکا نہین کوئی زمانہ مین شریک
جسم ساں ممکن نہین ہین پیراہن مین آبلے

دیگر غزل آتش مغفور

گل سے بہتر ون مری آنکھو نمین ہین دلجو کانٹے
جی مین آتا ہے بھرون جیب کے پہلو کانٹے
گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہے
پہلے پیدا تو کرین قوت بازو کانٹے
خار خار غم الفت کا بیان کیا کیجے

وہ جو رکھتا ہے تری بو تو تری خو کانٹے
کام اک آبلہ کا ان سے نہین ہو سکتا ہے
پانون سے میرے تہی کرتے ہین پہلو کانٹے
دیکھتے ہی انھین تلوے مرے کھجلاتے ہین
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے

ہمنشین دل نہین اک آبلہ سا پکتا ہے
نہین معلوم ہین کس درد کی دارو کانٹے
پا خراشی ہے مری کو ہکنی سے افزون
ای جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے
یار و اغیار کی رد لو جتی ہے مجھ سے آتش

گل ہی یان سامنے آتا ہے نہ بر رو کانٹے

ملکہ حسن آرا یہ قصۂ پُرملال عشق خانہ خراب سُنکر سمجھی کہ یہ ملکہ خورشید جبین کا عاشق ہے ضرور جائیگا آتش فراق سے میرے دل مضطر کو جلائیگا یہ سوچ کر اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر بولی واہ ری قسمت کی بھلائی مقدر کی خوبی

؎ جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہے ؛ مژدہ باد اے مرگ عیسے آپ ہی بیمار ہے

دل پہ سو زخم بدن پر کوئی آثار نہین ۔ کہو کیسے ایسے کیا
ہم نے دیکھی کہین اس کاٹ کی تلوار نہین تیغ ابرو کے سوا

یہ باتین کہکر ملکہ ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر رونے لگی آنسوؤن سے منھ دھونے لگی کلیجہ ہاتھون اچھلنے لگا کوئی رہ رہ کر دل کو ملنے لگا دل کے اضطراب جگر کی بیتابی نے غشی کی صورت دکھائی دوپٹے سے آنسو پونچھکر خواب کے بہانے مسہری پر لیٹ گئی مگر نیند نہ آئی یہ حال دیکھکر فریدون شوکت کے ہوش اُڑ گئے گھبرا کر بولا اے ملکہ خیر تو ہے تمھارا کیا حال ہے خدا کے واسطے مجھ سے جلدی کہو دل کی بات دل مین نہ رکھو شاہزادے نے ہرچند پوچھا کچھ جواب نہ دیا جب گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا بازو پر رومال کس کر باندھا چہل کنجی کا کٹورہ دھو کر پلایا قرآن کی ہوا دی لخلخہ سنگھایا دیر کے بعد ہوش آیا فریدون شوکت گود مین لے کر بیٹھا جب جی ٹھہرا بدن کا پسینہ خشک ہوا پوچھا کہ تم کو ہماری جان کی قسم ہے سچ کہو یہ کیا کیفیت تھی دشمنون کی یہ کیسی حالت تھی وہ منھ پھیر کر بولی کہ تمھاری بلا سے تم سے کیا کیون آج آئے ہو کل چلے جاؤ گے مجکو اپنی جدائی مین مچھلی کی طرح تڑپاؤ گے ابھی کل کی بات ہے کہ تمھین نے

مجھ سے کہا تھا تمھارے ہی منھ سے مین نے سنا تھا کہ مین مسافر ہون مجھ سے دل نہ لگا ؏ کیا بھروسہ مرا رہا نہ رہا ؏ اور ہان سچ بھی ہے کہ مسافر سے کرتا ہی کوئی بھی پیت ؏ مثل ہی کہ جوگی ہوئے کس کے میت ؏ فریدون شوکت یہ سنکر رونے لگا آنکھون مین آنسو بھر کر بولا کہ ملکہ مجھ سے جیسی چاہو قسم لے لو مین بیوفا نہین ہون جو منھ سے کہتا ہون کرتا ہون اپنی بات کا دھنی ہون جیسی تم کو مجھ سے الفت ہی ویسی ہی مجکو بھی تم سے محبت ہی خاطر جمع رکھو قول مردان جان دارد جو تم اپنے جی مین سمجھتی ہو ایسا نہین ہی یہ تمھارا زعم فاسد خیال باطل ہی ایسی واہیات باتین کرکے مجکو رنج دینے سے کیا حاصل ہی مین اس بات کا اقرار صادق کرتا ہون تمھارے سر پر ہاتھ دھرتا ہون اسپر بھی اگر یقین نہ ہو اسٹامپ پر اقرار نامہ لکھوا لو رجسٹری کروا لو خدا اور رسول کو درمیان دیتا ہون بلکہ سورۂ برات پر مہر کیے دیتا ہون مین تم سے ضرور عقد کرونگا اپنے قول و قرار سے ہرگز منحرف نہ ہونگا مگر ابھی نہین جب تک ملکہ خورشید جبین سے کہ جسکے عشق مین مین نے یہ پاپڑ بیلے ہین شادی نہ کرلونگا تم سے خبر نہ ہونگا اسلیے کہ مین نے پہلے اُسکے لانے کی قسم کھائی ہی دو زمانے کی عورتین مجھ پر حرام ہین تم سے کیا سب سے میرے یہی کلام ہین اور اُسکے سوا یہ تو اپنے دل مین سمجھو خدا کے فضل سے ہوشیار اور عاقل ہو کہ جسکی محبت کا بیڑا اٹھا کر یہانتک آیا ہون اُسکو چھوڑ کر یہان بیٹھ رہون اُسکی تلاش مین دربدر پھرا ہون جنگل جنگل کی خاک چھانی ہی یہ داغ دل اسی کے محبت کی نشانی ہی اُسکی تلاش مین نہ جاؤن تو انسانی کی بدنامی اٹھاؤن کہ دست از طلب ندارم تا کام من بر آید ؏ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید ؏ تم کو مجھ سے کیا امید ہوگی یہی کہوگی کہ بڑا بے غیرت نامرد ہی اسکے عشق مین وطن چھوڑا گھر بار سے منھ موڑا کہان آکر بیٹھ رہا جب کسی اور سے نیا معاملہ ٹھہرے گا تمکو چھوڑ کر اُسکا ہو رہیگا میری بات جاتی رہیگی قول مردانہ مین فرق آئے گا بنا ہوا کام بگڑ جائے گا فقط اسی خیال سے ابھی انکار ہی جب میرا مطلب ہو جائے گا اُس وقت میرا جھوٹ سچ کھل جائے گا تم خود تعریف کروگی میری سچی محبت کا دم بھروگی ملکہ یہ سنکر چپ ہو رہی گویا منھ مین زبان نہ تھی ایک دن چلنے کا حرف رخصت کا لفظ زبان پر آیا ملکہ نے آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ جب خود پسندی سخن ناشنوی تمھارا معمول ہی تو تجھسے رخصت طلب کرنا فضول ہی لیکن اگر میری عرض قبول ہو طبیعت نہ ملول ہو تو ایک بات تمھارے فائدے کی زبان پر لاؤن ناصحانہ طور پر سمجھاؤن شاہزادہ بولا جلد کہو اگر وہ فائدہ کی بات ہی تو ماننے مین کیا مضائقہ ہی ملکہ نے کہا مین تم کو روکتی نہین مگر یہ فصل برسات کی بہت خراب ہی پردیسی مسافر کے حق مین زہر ہی اُسکی جان کے واسطے عذاب ہی ندی نالے چڑھے ہین جھیلین تالاب ڈبرے پر آب ہین راہ مین ہزار طرح کی آفتین لاکھون مصیبتین پیش آتی ہین رنج بے شمار ہا تکلیفین بے حساب ہین اس خراب فصل مین نہ جاؤ ساون بھادون کی اندھیری راتون کی مصیبت نہ اٹھاؤ خدا نہ کرے مین تمھاری جان کی دشمن نہین ہون جو ایسے پاپا کال کے موسم مین تم کو جانے کی صلاح دون یہ

بھی گھڑی بھر نہین جنبے تو قمت گرد مہینون کے نہ کھلے مانند رہے ہو گی دونون سستا لو ملاقات کے لطف یکجائی کے
مزے اڑالو جب یہ فصل نکل جائے تو چلے جانا پھر مین روکون تو گنہگار مین کیا کسی کا روکا خیال مین نہ لانا فریدون شوکت
نے کہا اگرچہ خانۂ دلدار ہنوز دلی دور ہی مگر خیر ہم کو تمھاری خوشی منظور ہی لو تم بھی کیا یاد کرو گی چندے تم سے
ملاقاتون کے بے تکلف مزے اڑائین گے ابھی باغ فردوس تفضیب مین جی بہلائین گے تمھاری ناراضی
منظور نہین یہ اپنا دستور نہین یہ فرما کر بپاس خاطر ملکہ وہین مقام کیا بفارغ البالی آرام کیا ملکہ سے
روز گلچھرے اڑا کیے دشمن کمبخت دیکھ دیکھ کر جلا کیے جب شاہزادہ کیوان جاہ خورشید کلاہ کہین
سیر و شکار کو جاتا دل بیقرار کو بہلاتا ملکہ اپنے انیسون جلیسون سے کہتی کہ کیون لوگو یہ کیا ہوگا کسی نے
بھی ایسا تماشہ دیکھا ہوگا مین ہر چند اپنے نادان دل کو سمجھاتی ہون کہ ای بیوقوف تو یہ کیا کرتا ہی ایک پنچھی
پردیسی مسافر کے عشق کا دم بھرتا ہی ننگ و ناموس کا خیال نہین اپنی لعل سی جان جانے کا مطلق
ملال نہین مان باپ سنین گے تو کیا کہین گے اپنے بیگانے طعنے تشنے دے دے کر ہر وقت جان
لین گے ناکامی بدنامی کے سوا کیا ملے گا مگر یہ کمبخت نہین مانتا ہی ابھی تو وہ سلامتی سے یہین ہی جبتک
سامنے رہتا ہی جی کو ڈھارس رہتی ہی دو گھڑی ہنس بول لیتی ہون ظاہر مین تو سب کچھ ہی مگر باطن کا حال
خدا ہی جانتا ہی جسوقت وہ چلا جائیگا اسوقت میرا جی بہلانے کو کون آئے گا پھر یقین سب کہو گی کہ
ملکہ دیوانی ہو گئی ہی پہلے عشق کا انجام عاشقی کا مآل نہ سوچی بے سمجھے بوجھے ایک کام کر بیٹھی پہلے سہیلیون
سے مشورہ لیا ہوتا یہ پھر کام کیا ہوتا اب جیسا کیا ویسی سزا پائی آخر ذلت و رسوائی سامنے آئی
راہ چلتون سے محبت کرنے مین یہی ہوتا ہی اب پڑی رویا کرو لعل سی جان کھویا کرو اپنے کیے کو بھگتو اب
بھی خیر ہی اپنی آبرو کا پاس خاندان کا خیال رکھو ہوش مین آؤ حواس پکڑو اپنا اچھا برا سمجھو ہم نے سمجھا دیا
اب آگے کو مختار ہو جب وہ نظر سے گھر مین آتا ہی مجکو یہ سب قصہ بھول جاتا ہی اُس کے حسن و صورت
کی دیوانی رہتی ہون معلوم نہین جب گیا کہتی تھی اب کیا کہتی ہون ہوش و حواس سے بیگانی رہتی ہون

اب یہان سے کچھ ملکہ گیتی آرا کی گریہ و زاری فغان و بیقراری کا بیان ہی غم مفارقت فریدون شوکت کی داستان ہی

جب شاہزادہ فریدون شوکت کی مدت تک خبر نہ آئی ملکہ گیتی آرا بہت گھبرائی آخر مان کا کلیجہ تھا
ہر چند ضبط کیا مگر نہو سکا بیٹھے بیٹھے جو دل بھر آیا بیقراری سے چلا چلا کر رونے لگی شاہزادہ کا حال بیان کر کے
جان کھونے لگی ایک تو لاغر اندام تھی ہی اور بھی دبلی ہو کر کھپاچ ہو گئی راحت و آرام کو محتاج ہو گئی جب سے
وہ نور چشم آنکھون کے سامنے سے اوجھل ہوا بصارت مین فرق آیا طاقت طاق ہوئی وابیضت عیناہ
من الحزن فھو کظیم کی مصداق ہوئی چلنا پھرنا کھانا پینا سونا جاگنا سب چھوٹ گیا تصویر آنزری سی

ہر وقت پلنگ پر پڑی رہتی تھی اُسی قرۃ العین آرام جان کی صورت آنکھوں کے آگے کھڑی رہتی تھی پھر دن
اُسی کے تصور مین خود بخود باتین کرتی اچھی خاصی دیوانی تھی نہ مرتی کپڑے زمین کی صورت بال پریشان کہاں
جان ہر دم ہائے فریدون شوکت برزبان آندر لوبان کا یہ نوحہ پرشور باہر باپ بیٹے کے غم فراق سے
زندہ درگور اُسکو شدت رنج اُسکو کثرت ملال اسکی یہ صورت اُسکا وہ حال تحمل والیون نے جب گیتی آرا کا حال
بہت غیر دیکھا سمجھین کہ اگر کچھ دنون اور یہی بیقراری فریاد وزاری رہی توکل کی مرتی آج ہی مر جائیگی بیٹے کی
محبت اپنا کام کر جائے گی بلا سے کوئی قصہ کہانی سناؤ گیتی آرا کا جی بہلاؤ شاید یہ تدبیر کارگر ہو کچھ تو رنج وغم
وہم ہو شاہزادہ کا خیال کم ہو اُسکی جان زار بچ جائے جامع المتفرقین خیریت سے اُس یوسف گم گشتہ کو پھر
ملائے یہ سوچ کر ایک ملکہ کی جلیس جلوت وخلوت کی انیس جو بڑی منھ چڑھی تھی بولی کہ حضور آپ کیوں
اسقدر بیقرار ہوتی ہین میرے ہوش وحواس کھوتی ہین مین قربان ہو گئی حضور کے دشمن کس لیے اختلاج
کرتے ہین آپ کیون اسقدر زار زار روتی ہین پاک پروردگار بڑا رحیم وکارساز ہے وہ عجب بندہ نواز
ہے جس طرح خدا نے شاہزادہ بدر کو پہلے تو ہزارون مصیبتون مین پھنسایا پھر اُسنے اپنے فضل
وکرم سے برسون کے بعد مان بیٹون کو باہم ملایا اگر حضور ارشاد کرین تو مین وہ قصہ زبان پر
لاؤن گھڑی گھڑی حضور کا جی بہلاؤن ملکہ گیتی آرا یہ سُنکر سنبھل بیٹھی بولی اچھا سُناؤ
ہمارا جی بہلاؤ

حکایت بادشاہ ایران کی اُسکا شاہزادی گلنار کو تاجر سے مول لینا پھر اُسکے بطن سے شاہزادہ بدر کا پیدا ہونا پھر اُسکا ملکہ جواہر شاہ سمندال کی دختر حور پیکر کا تخم محبت اپنے مزرعۂ دل مین بونا

وہ بولی حضور یہ قصہ بے نظیر ہے الف لیلہ مین تحریر ہے کہ مملکت ایران مین ایک بادشاہ تھا عالیجاہ شاہنشاہ
نام عادل ومنصف مشہور خاص وعام بڑے بڑے سلاطین وتاجدار اُس سلطان ذی شان کے باج گذار تھے
ملک اور فوج اور خزائن بیشمار تھے سلطنت جہانبانی کا سب سامان مہیا تھا اولاد کے سوا اور سب کچھ خدا
نے دیا تھا دنیا کی حشمت واقبال سے مستغنی وہ سلطان جہانگیر اگر تھا تو یہی رنج صبح وشام دامنگیر تھا
سلطنت کو فقیری سے بدتر سمجھتا تھا اسکی سو بیبیاں تھین ایک ایک شب سب کے پاس جاتا تھا ہم بستری
کے لطف ہم آغوشی کے مزے اُٹھاتا تھا مگر لاولدی کے غم سے سارا عیش دنیا کا فراموش تھا اسی کے
قلق کا دل پرجوش تھا اکثر تاجران دیار وامصار سے کنیزان ماہ پیکر حور طلعت مول لیتا قیمت مین
جواہر گران بہا دیتا فقرا کی خدمتین کرتا مگر نخل امید بار مراد نہ لاتا گوہر مدعا ہاتھ نہ آتا ایک دن

خواجہ سرا نے عرض کی کہ قبلۂ عالم آج ایک سوداگر چین سے آیا ہی ایک کنیز حسین حور پیکر ہمراہ لایا ہی فرمایا حاضر کرو
جلدی جاؤ اُسکو ہمارے حضور مین لاؤ جب سوداگر حاضر ہوا کنیز ماہ جمال دکھلائی بادشاہ کو بہت پسند آئی فرمایا اسکی
کیا قیمت ہی وہ بولا کہ یہ بلا قیمت نذر بندگان حضرت ہی بادشاہ نے کہا کہ مین ہرگز مفت نہ لونگا قیمت مین جو کچھ طلب
کروگے دونگا اُسنے عرض کی حضور ہزار اشرفی کو غلام نے مول لی ہی بہت دولت اسپر صرف کی ہی الغرض بعد گفت و
شنود بسیار دس ہزار اشرفی پر فیصلہ ہوا وہ لونڈی بادشاہ نے مول لے لی حسن بے نظیر صورت دلپذیر پر شیدا
ہوا پہلے حمام مین بھیجا پھر پوشاک نفیس زیور مرصع سے آراستہ کرکے اپنے سامنے طلب کیا
اور دیا ایک مکان عالیشان اُسکے رہنے کو دیا ہر چند روز گرم اختلاط رہتا مگر وہ صم و بکم کا سبق پڑھی تھی
منہ سے مطلق نہ بولتی تھی گویا مُنھ مین زبان نہ تھی بادشاہ کے کسی بات کا جواب نہ دیتی گونگی رہنے کی
بدنامی اپنے سر لیتی نہ اپنی کہتی نہ اورکی سُنتی با اینہمہ بے لطفی ایک شب بادشاہ جمجاہ اُس سے
ہم بستر ہوا اس پر بھی اُسنے درج دہن سے قفل سکوت نہ کھولا رات بھر وصل کی اذیت ہم صحبتی کی
تکلیف اُٹھائی مگر وارے ضبط کوئی بات زبان پر نہ لائی بادشاہ نے اسکے ساتھ سونے سے ایسا کچھ
لطف و حظ کامل اُٹھایا اُسکی خاموشی ہم رضا نے وہ رنگ جمایا کہ اُسنے سب محلون کو زرومال بشمار دیکر
مطلق العنان کر دیا کسی کو اپنے گھر مین رہنے کا حکم نہ کیا فرمایا جسکا جہان جی چاہے وہان جائے عقد
کرے یا جسکے گھر مین منظور ہو بیٹھ رہے یہ کہکر بادشاہ نے کچھ لونڈیان خوبصورت اسی کے ہم سن اسکی
خدمت کو مقرر کرکے فرمایا کہ تم سب اسکے پاس رہو جس دن یہ تصویر آزری لعبت چین کچھ ہنسے منہ سے
بولے ہم سے کہو تھوڑی مدت کے بعد بادشاہ نے اُن سے پوچھا کہ کہو کیا حال ہی وہ بولین کہ حضور
ابتک نہ قیل ہی نہ قال ہی اُسکے اس وصف مین ہماری زبان لال ہی ہمین تو اسکے گونگے ہونے کا
خیال ہی القصہ سال بھر یہی حال رہا بادشاہ کو اُسکی خموشی کا بڑا ملال رہا آخر ایک دن نہایت منت کمال
خوشامد سے کہا کہ للہ میرے حال زار پر رحم کرو مشتاق کلام کو چپ رہنے کا الم نہ دو ہنسو بولو جس چیز
کی تکلیف ہو یا جس بات کا ملال ہو اُسکو بیان کرو مین اُس شکایت کو رفع کردون تمھارا دامن امید
گوہر مراد سے بھر دون واللہ تمپر میری جان جاتی ہی زندگی ایسی عزیز چیز وہ بھی نہین بھاتی ہی اگر تمھارا یہی حال
رہا تو مجکو جنون ہوگا اگر خودکشی کرونگا تم پر خون ہوگا یہ سُنکر وہ اس تازہ ادا سے مسکرائی کہ بادشاہ
جیتے جی مرگیا فسون عشق اپنا اثر کر گیا دفعۃً وہ تصویر آزری رشک لعبت چین بول اُٹھی کہ
مین کیا کہون اپنا حال پُر ملال کس سے بیان کرون غریب الوطنی کی مصیبت ماں باپ بھائی
بہن کی مفارقت لونڈی بننے کا ملال ہی ہر دم و ہر ساعت اسی ذلت و رسوائی کا خیال ہی مین کبھی
اپنی مصیبتون ایسی آفتون مین ہنسی نہین یہی سبب ہی جو آج تک ہنسی نہین آپ نے
یہ مثل نہین سُنی شاید گریہ کردن راہم دل خوش می باید اب میرا حال راست براست بے کم و کاست

سن لیجیے انصاف سے جواب دیجیے ؎ نہ بود نسبت شفیقے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بہ کہ گویم عجیب غمے دارم ٭ ؎ عجیب واقعہ وطرفہ ماجرا ہست ٭ میری خلقت دریائی ہے مین نے بڑے ناز ونعم سے پرورش پائی ہے ملکہ گلنار میرا نام ہے شہر سمندال سلطنت کا مقام ہے میرا باپ وہان کا فرمانروا تھا عدل و انصاف مین نوشیروان دوسرا تھا جب سو برس سے سن متجاوز ہوا ملک عدم سے الرحیل کا پیغام آیا کل نفس ذائقۃ الموت کا مزہ چکھا مین عورت میرا بھائی خردسال تھا گھر کون تھامتا گرد و نواح کے بادشاہ جو اس دن کی دعا کرتے تھے اُنکی بن آئی قسمت نے یہ بُری گھڑی دکھائی میرے باپ کے گزر جانے سے ملک پر قبضہ کیا میرا بھائی اگرچہ خردسال تھا اسنے بھی فوج جمع کرکے خوب لڑا ملک چھین لینے مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا مگر ناتجربہ کاری کے سبب سے تاب مقاومت نہ لا سکا جب لڑائی بگڑ گئی بھاگ نکلا عزیز واقارب نے جہان امن وآرام کی جگہ پائی وہین بستی لبسائی جب خدا کے فضل سے میرا بھائی جوان ہوا لڑائی پر آمادہ ہوکر آبائی سلطنت کا بار دیگر خواہان ہوا مجھ سے کہا کہ مین پہلے تمھاری شادی کسی بادشاہ روے زمین کے ساتھ کردون تو پھر اطمینان سے فوج جمع کرکے حریف سے اپنے باپ کی سلطنت چھین لون مین بولی کہ بن بیاہی تمھی رہون گی مگر غیر جنس کے مرد کو قبول نہ کرونگی آخر وہ بڑا بول آگے میرے آیا ہنوز کہین بات بھی نہ ٹھہرنے پائی تھی کہ تقدیر نے بی بی سے لونڈی بنایا یہی امر باعث تفضل وہان تھا اظہار حال مین حجاب مانع بیان تھا لکھا تو مٹتا نہین وہی مرد غیر جنس نصیب ہوا یہ بھی معاملہ عجیب ہوا اب مین آپ سے حاملہ ہون مبارک ہو بار ولادت کی حاملہ ہون آثار سے پایا جاتا ہے کہ بیٹا پیدا ہوگا جسکے حسن وجمال پر آپ کا دل شیدا ہوگا بادشاہ یہ مژدۂ جانفزا سنکر مسرور ہوا لاولدی کا رنج دور ہوا فرط مسرت سے یون گویا ہوا کہ بعد مدت نخل بارور تمنا ہوا ؎ برین مژدہ گر جان فشانم رواست ٭ کہ این مژدہ آسایش جان ماست ٭ پھر وہ بولی کہ ملک صلح میرے بھائی کا نام ہے بہت بڑا مرد ذی احترام ہے مین اس خوف سے کہ شاید وہ کسی مرد غیر جنس سے میری شادی کردے قعر دریا چھوڑ سطح آب پر آئی پھر تقدیر جزیرۂ مہتاب مین لائی وہان پہونچکر ایک مکان محفوظ مین بود وباش اختیار کی دیکھیے قدرت پروردگار کی ایک دن اپنے بخت خفتہ کی طرح سو رہی تھی مقدر کی بُرائی پر رو رہی تھی ناگاہ کوئی امیر زادہ کہین سے آیا مجھکو اُسی حالت مین پاکر اپنے مکان پر اُٹھا لایا جب میری آنکھ کھلی تو اپنے تئین غیر مکان مین پایا ایک انسان پہلو مین نظر آیا اُسنے سوال وصال کیا مین نے انکار کرکے نہایت سخت جواب دیا اُس نے بہت منت وخوشامد کی مین ہم صحبت ہونے کی راضی نہ ہوئی جب وہ میرے وصل سے مایوس ہوا جھلا کر اس سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا اپنے دل کا بخار نکالا تاجر مرد کریم النفس تھا مجھے بہت اچھی طرح سے امانت رکھا پہلے تو کہان کہان پھرایا اب مقدر یہان لایا مین حضور کے ہاتھ آئی

قسمت نے بگڑی بات بنائی اگر آپ زبردستی کرتے مین دریا مین ڈوب مرتی آپ کے ہاتھ سے بچنے کی
یہی تدبیر کرتی اور سوا اسکے اگر ماں بھائی کو معلوم ہوتا کہ مین فلان بادشاہ کی لونڈی بنی فوراً قتل ہوتی
قبر مین پانون پھیلائے سوتی یہ سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ منادی تمام شہر مین آواز بلند پکار دے کہ گلنار
شاہزادی شہر سمندال جو بہت بڑی عالی خاندان ہے اب ملکہ پادشاہ ایران ہے ایک دن بادشاہ نے پوچھا
کہ تم پانی کے اندر کیونکر رہتی تھین وہ سب کیفیت ہم سے بطور فسانہ بیان کرو ہم دریائی خلقت کی
کہانی کے بہت مشتاق ہین چپ نہ رہو جلدی کہو وہ بولی کہ کتنا ہی پانی عمیق ہو ہم دور دور کی چیزون کو
بہ ہیئت مجموعی یون دیکھتے ہین جسطرح خشکی مین تم صاف صاف دیکھتے ہو پانی ہمارا حاجب دید نہین ہوتا
ہر چیز مفصل نظر آتی ہے گویا پانی کی شفافی ہم کو آئینہ دکھلاتی ہے زمین آسمان چاند سورج ستارے شجر حجر انسان
حیوان گلستان بیابان کی سیر سطح آب پر آکر کرتے پھرتے ہین اکثر جی بہلانے کو نکلتے ہین جس طرح
تم زمین پر چلتے ہو اسی طرح ہم پانی پر چلتے ہین سبحان اللہ کیا قدرت خدا ہے عالم بحر پانی مین بھی ایک بہت
بڑی اقلیم ہے ملک بے انتہا ہین جدا جدا بادشاہ ہین لشکر بیشمار پیدل سوار ہاتھی گھوڑے نادر روزگار
جواہرات کی کانین ہین مکانات رفیع و وسیع منقش بازارین پُر زینت بازار مصر رنگین رنگین دکانین ہین جوہری
ہونگا بے انتہا صدف کی سیپیون پر عمدہ عمدہ کام بنا کٹورون کے مانند ہین یاقوت زمرد جڑے شیشہ نژادون
کے گلون مین موتیون کے ہار پڑے ماں باپ بھائی بہن کی جدائی سے بیقرار ہون زندہ در گور کی کیفیت
ہے اسیری قطرہ مین شاک یہ سلطنت ہے اگر حکم ہو تو یہان ان سب کو بلوا لون انکی ملاقاتون سے دل کی
حسرتین نکالون بادشاہ نے فرمایا شوق سے بلوالو مجھ سے کیا پوچھتی ہو ملکہ گلنار نے کہا اس مین
ایک شرط ہے آپ جو تماشہ دیکھین کرشمے ملاحظہ کرین کسی سے نہ کہین بادشاہ نے منظور کیا اسنے کہا
آپ ایک کمرے مین تنہا تشریف رکھین شگاف سے در سے چھپکے بیٹھے کیفیت دیکھین جب تک مین نہ کہون
باہر نہ آئیے گا ورنہ بہت پچھتائیے گا سواریون کی آمد ملاحظہ کیجیے انکے ساز و سامان کی داد دیجیے بادشاہ
نے وہی کیا اسکا جی خوش کر دیا ملکہ گلنار نے صندوقچہ سے ایک صندل کی لکڑی نکالی آگ پر رکھی
دھوان اٹھا چھپکے چھپکے پڑھنا شروع کیا دفعتہً دریا بڑھنے لگا اتنا بڑھا کہ شاہزادی کے جھروکے
سے مل گیا ناگاہ ایک جوان رعنا شمائل پیدا ہوا اور ایک عورت سن رسیدہ تمغا گلے مین ڈالے
نکلی اسکے ساتھ کئی اور عورتین حسینہ و جمیلہ آئین بہت سا ساز و سامان نایاب زمانہ ہمراہ لائین ملکہ
گلنار بچشم اشکبار بہر استقبال آگے بڑھی ملکہ کو ماں نے گلے لگایا سب بچھڑون سے ملا پھر
ملکہ نے سب کو کمرے مین بٹھایا ادھر ادھر کا ذکر آیا ماں نے جو بیٹی کی مفارقت مین صدمے اٹھائے تھے
وہ بیان کیے اپنے روکر ماں کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے وہ بولی تو یہان کیونکر آئی اسنے ساری
سرگذشت مفصل سنائی ملک صالح جو اسکا بھائی تھا اسنے وطن چلنے کا سوال کیا ملکہ نے

جواب دیا کہ بادشاہ نے میرے سبب سے اپنے سب محلون کو نکال دیا مجھ پر قناعت کر کے بیٹھ رہا اب آپ انصاف
فرمائیے کہ یہ بات میری وضع سے کتنی بعید ہو اسیر یہ امرا اور طرہ یہ ہو کہ چار مہینے کا حمل لیے بیٹھی ہون سوار ہو
نہین سکتی وطن کو کیونکر چلون پھر ملکہ نے خاصہ منگوایا دسترخوان بچھوایا سب کو برابر کھانے کو بٹھایا
ملک صالح نے کہا جب تک بادشاہ نہ آئیگا ہم مین سے کوئی کھانا نہ کھائیگا ملکہ نے بادشاہ کو بلوایا وہ
بڑی دھوم سے کمال تزک و احتشام سے آیا ملکہ گلنار نے سلطان ایران کو سب سے ملوایا ملک صالح
نے کہا آپ نے جو بات ہماری بہن کے ساتھ کی ہو مین اُسکا شکریہ ادا کرتا ہون آپ کی اس جوانمردی پر مرتا
ہون جب زیادہ رات گئی مہمانون نے ایک عمدہ نہایت پُر تکلف کوٹھی مین آرام کیا سلطان ایران ملکہ گلنار
کے ساتھ سویا یہ عیش و عشرت رات کو تمام کیا دوسرے دن بادشاہ نے کروفر شاہانہ سے بہت پُر تکلف مہمانونکی دعوت
کی رقص و سرود کی صحبت گرم رہی اسی طرح کئی مہینے گذرے ضیافت و خاطر داری مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا
ہر روز نئی نئی دعوتون کے سامان رہے مہمان سلطان ایران کی عالی ہمتی کے ثناخوان رہے ایک دن ملکہ کو دردِ زہ
شروع ہوا آفتاب آسمان سلطنت قریب طلوع ہوا ساعت سعید مین وہ ہلال عید برج حمل سے پیدا ہوا
اپنا بیگانہ اُسکے حسن و صورت بے نظیر پر شیدا ہوا باپ نے فرط مسرت سے تشت خورشیدی کیا اور دہش
سے حرص و طمع کا دامن بھر دیا نیں وہ کہ حسن خداداد صورت و شکل مین غیرت ماہ تمام تھا لہذا بدر شاہ
نام رکھا شب و روز پرورش سے کام رکھا ملکہ گلنار کی ماں نے موافق رسم شاہانہ چھٹی کا سامان روانہ
کیا طول تقریر کے باعث سے اُسکا بیان چھوڑ دیا جب ملکہ گلنار چلہ نہا کر زچہ خانے سے باہر آئی ماں
بھائی کو نذر دکھلائی ملک صالح نے بھانجے کو بکمال مسرت گود مین لیا بہت پیار کیا پھر لڑکے کو
گود مین لیے دریا مین بے تکلف کود پڑا بادشاہ کا منہ فق ہو گیا زار زار رونے لگا ملکہ گلنار ٹھٹھا مار کر ہنسی
بادشاہ کی تشفی کرنے لگی کہ آپ گھبرائین نہین بدحواس نہون وہ بہت جلد آئیگا ملک صالح
بخیریت تمام لائیگا اتنے مین ملک صالح آیا لڑکے کو بھی گود مین لایا بادشاہ سے کہا کہ آپ تو
بہت گھبرائے ہونگے دل مین برے برے خیال آئے ہونگے ہماری قوم مین دستور ہے
کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے اُسکو دریا کی سیر کرواتے ہین پانی مین جابجا کے تماشے دکھلاتے ہین چند مقامات
متبرک کی زیارت سے مشرف کر کے گھر مین لاتے ہین آپ بہت رنج و غم نہ کیجیے لیجیے اپنے راحت دل
نور نظر کو لیجیے پھر صندوقچہ سے تین سو عدد الماس و لعل و زمرد کے جو چھ چھ مثقال وزن مین تھے اور بیش
بہا موتیون کے دس دس لڑیون کے نکالے بادشاہ کے سامنے بطور ہدیہ کے پیش کیے
اور کہا کہ ہم ملکہ کی اس سرگذشت سے مطلع نہ تھے یونہین اُٹھے ہوئے چلے آئے کچھ سامان ہمراہ
نہ لائے خالی ہاتھ آئے ہین یہ ہدیہ محقر قبول ہو تاکہ ہمارا مدعا حصول ہو بادشاہ اُن کو دیکھکر ششدر
ہو گیا ہوش اُڑ گئے دل مین کہتا تھا کہ سبحان اللہ ایسا ایسا جواہر بیش بہا دیکھا کیا سُنا نہ تھا

کسی بادشاہ روے زمین کے خزانے مین رکھانہ تھا ہر عدد کی قیمت سلطنت کا مول تھا فی الواقع جو عدد تھا وہ انمول تھا بادشاہ نے کہا کہ اے ملک صالح ہم چاہتے ہین کہ ہمارے تمھارے سلسلہ محبت و یکجہتی مستحکم رہے ہمیشہ یہی عالم رہے اسنے کہا مین فرمان بردار ہون ہر حال مین آپ کا تابعدار ہون آپ رخصت کیجیے وطن جانے کی اجازت دیجیے شاہ ایران نے کہا واہ چہ خوش دیر آمدن و شتاب رفتن یہ کیا وہ بولا کہ مجکو وطن چھوڑے ہوے عرصہ ہوا معلوم نہین ملک کا کیا حال ہے گھر خالی پاکر غیر کے قبضہ کر لینے کا خیال ہے بادشاہ نے کہا کہ جی تو نہین چاہتا مگر تمھارا ملال بھی ناگوار ہے بہت اچھا تم کو اختیار ہے جب ملک صالح نے بادشاہ سے اجازت پائی وطن جانے کی ساعت ٹھہرائی بادشاہ نے پھر آنے کا وعدہ لیا اسنے قبول کیا ملک صالح اپنے وطن کو گیا ملکہ گلنار نے بھی بھائی کو بمجبوری رخصت کیا ع سالے کہ نکوست از بہارش پیدا است ؎ بدر رچاند کی صورت دن رات بڑھنے لگا مکتب مین پڑھنے لگا ازبس کہ ہونہار تھا تھوڑے زمانے مین بدر ہر علم و فن مین کامل ہوا باپ کا مدعا حاصل ہوا جب ماشاء اللہ گرطیل جوان ہوا اپنا ولیعہد و جانشین کیا ہر طرح کی لیاقت دیکھکر اپنی حیات مین اسکو ملک سونپ دیا آپ گوشہ انزوا مین بیٹھا خدا کی عبادت کرنے لگا بدر نے اس حسن لیاقت سے مہمات سلطنت کو انجام دیا کہ دور دور اسکے عدل و انصاف داد و دہش مروت شجاعت فتوت و جوانمردی بیدار مغزی حسن انتظام کا شہرہ ہوا محسود امثال و اقران ہوا ہر شخص بدل اسکا معترف و ثنا خوان ہوا سراے دنیا تو ہمیشہ سے مقام عبرت ہے کسی کی رحلت کسی کی ولادت ہے بحکم آیہ وافی ہدایہ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون ساقی خمخانۂ اجل جام لبریز بادۂ کل من علیہا فان سامنے لایا یعنی موت کا پیغام آیا دفعۃً شاہ کج کلاہ ایران علیل ہوا روز بروز طاقت و توانائی گھٹنے لگی ضعف و نقاہت کا وفور ہوا حاکم یوم النشور کو اپنے پاس بلانا منظور ہوا دنیا مین رہنے سے بیزاری ہوئی سفر کا سرانجام کوچ کی تیاری ہوئی کسی دوا نے فائدہ نہ کیا جو علاج ہوا برعکس ہوا بقول

سعدی مرحوم

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست
مدام رونق نوبادۂ جوانی نیست
مباش غرہ و غافل چو ہیش سر در پیش
کہ بیوفائی دور فلک نہانی نیست
کدام باد بہاری وزید در آفاق
کہ خانہ ساختن آئین کاردانی نیست
زمان ز دست بدادند دوستان خدا اے

بس اعتماد برین پنجروزہ فانی نیست
گلے ست خرم و خندان و تازہ و خوشبوے
کہ در طبیعت این گرگ گلہ بانی نیست
اگر ممالک روے زمین بدست آری
کہ باز در عقبش آفت خزانی نیست
چو بت پرست بصورت چنان شدی مشغول
کہ پای بند عنا را جز این جہانی نیست

درخت قد صنوبر خرام انسان را
وے امید ثبات حیاتش چنانکہ دانی نیست
چہ حاجت ست عیان را باستماع بیان
بہای دولت دیگر دزہ زندگانی نیست
دل ای رفیق برین کاروان سرای مبند
کہ دیگرت خبر از لذت معانی نیست
نگاہ دار زبان تا بہ دوزخت نہ برند

که از زبان بتر اندر جهان زیانی نیست	عمل بیار و علم بر مکش که مردان را	رہ بے سلیم تراز کوے بے نشانی نیست
کف نیاز بدرگاه بے نیاز برآر	که کار مرد خدا جز خدای خوانی نیست	مکن که حیف بود دوست بر خود آزردن
علی الخصوص بران دوست را که ثانی نیست	زمین بتیغ بلاغت گرفتی ای سعدی	سپاس دار که جز فیض آسمانی نیست

لا اعلم

بیکے بخرام در بستان که تا سرو روان بینی	دولت نگر فت از خانه برون آتا جهان بینی	اگر چه روشن پیران شگفته یاسمن یابی
زخط سبز برنایان دمیده ارغوان بینی	بسے شاهان که بر درگه هزاران پاسبان بودی	کنون بر تربت ایشان کلاغان پلیسبان بینی
وزیر آنگه که دهر تن گنجے می نهادندے	کنون در کنجهاے گور مشت استخوان بینی	بسے بادام چشمان را که زیر خاک بنهادند
بسے بسته دهانان را که بربسته دهان بینی	بیا تا یک زمان پیش تو حال خویش برگریم	که تا چشمے زنی برهم نه این بینی نه آن بینی

جب زمانہ مرگ قریب آیا پدر کو پاس بلایا آخری پیار کیا گلے سے لگایا دنیا کا نشیب و فراز سمجھایا ہر طرح پند و نصیحت کی امور سلطنت کے قواعد تعلیم کیے اس سعادتمند و نیک بخت نے سب کلمات مفید تسلیم کیے جب اس مسافر ملک عدم کا وعدہ برابر آیا سامان منزل آخرت کیا سارے گھر کو روتا چھوڑ کر قبر کا رستہ لیا بدر زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگا اپنا بیگانہ جان کھونے لگا گھر میں کہرام مچا ماتم برپا ہوا ملکہ گلنار کی گریہ و زاری فغان و بیقراری سے ہر شخص کا عجب عالم تھا راہ چلتا روتا جاتا تھا خانہ سلطنت مرقع ماتم تھا آخر بڑی شان و شوکت سے شاہانہ صورت سے بجلوس شہکار و کر و فر بسیار جنازہ اٹھا تمام شہر سیاہ پوش تھا فرط غم سے کسی کو کسی کا نہ ہوش تھا روسا شہر خاص و عام با نالہ و آہ تابوت کے ہمراہ فوج چاک گریبان رعیت گریان و نالان ارکان دولت اعیان مملکت امیر و وزیر صغیر و کبیر با حال پریشان تنگ ساتھ تھے سب نے انتہا کے رنج و غم سے قبر پہلے سے تیار تھی کوئی چیز نہ درکار تھی اس در یتیم سلطنت کو صدف قبر میں امانت رکھ کر سب روتے پیٹتے گھر کو پھرے حلقہ مصیبت دائرہ صدمہ و ملال میں پرکار وار گھر سے چالیس دن بدر سیاہ پوش رہا باپ کے رنج و غم میں بیہوش رہا بعد ادائے رسوم چہلم عزیز و اقارب کے سمجھانے بجھانے لوگوں کے کہنے سننے سے تخت سلطنت پر بیٹھا تاج خسروانہ سر پر رکھا باپ کے وقت سے زیادہ ملک کا انتظام کیا بہت اچھی طرح گھر کا کام لیا روز و شب عدل و انصاف میں مصروف رہا الغرض عمر بھر بہمہ صفت موصوف رہا پھر ملک صالح اپنے بہنوئی کے مرنے کی خبر سنکر ماتم پرسی کے واسطے وطن سے تشریف لایا بعد ادائے مراسم فاتحہ خوانی اپنی بہن کو امر بصبر کرکے بدر کو چھاتی سے لگایا جب ماتم کے دن تمام ہوئے ملک صالح نے اپنی بہن سے کہا کہ سنو خواہر نہ العجب ہے کہ تم نے ابتک بدر کی شادی نہ کی اب ماشاء اللہ وہ جوان ہے مجکو اسکے پروان چڑھنے کا ارمان ہے اگر تم کہو تو میں اپنے ملک کی صاحب جمال کوئی شاہزادی عالی خاندان والا دودمان جو اسکے جوڑ کی ہو حسن و صورت میں شہرت مہر منیر ہو نہایت بختی میں بینظیر ہو تلاش کرکے

ٹھہراؤن اچھی طرح بیاہ لاؤن وہ بولی کہ بھائی بدر تمھارا فرزند ہی مین بھی چاہتی ہون کہ اُسکی چاندسی دُلھن بیاہ
لاؤن پروان چڑھاؤن مگر ایسی خوبصورت لڑکی کہان پاؤن جہان یہ ذکر ہو رہا تھا اتفاقاً بدر وہان لیٹا کچھ
جاگتا کچھ سو رہا تھا یہ داستان چپکا سُنا کیا اُسنے تئین سوتے مین ڈال دیا پھر ملک صالح نے کہا کہ
بدر غافل سو جائے تو مین تم سے ایک بات کہون ملکہ گلنار نے کہا کہ اچھا کہو مین بھی سنون بدر
بیخبر سوتا ہی اُسکا اندیشہ کیا ہی اُسنے کہ شاہ سمندال کی بیٹی جسکا ملکہ جواہر نام ہی بدر کے قابل وہی رشک ماہ
تمام ہی بہت دریائی شاہزادے اُسکے خواستگار ہین جان و مال سے طلبگار ہین ملک سمندال
اپنے غرور جبلی سے انکار کرتا ہی کسی سے نہین اقرار کرتا ہی ملکہ گلنار بولی سچ کہو کیا اُسکو ابھی تک بر نہین ملا
مین نے بچپنے مین اُسکو دیکھا تھا وہ بیشک چندے آفتاب چندے ماہتاب ہی دنیا بھر مین انتخاب و
لاجواب ہی بھائی یہ نسبت مجھے بھائی تم شوق سے ذکر کرو ایسی تدبیر کرو کہ جسمین وہ رضامند ہو اُسنے کہا وہ
بڑا جھلا غصہ ور کمال ہی محل جنگ و جدال کا خیال ہی خبردار ابھی بدر سے اس بات کو چھپانا اُسکے منھ پر
یہ ذکر نہ لانا یہ کہکر ملکہ جواہر کی تصویر بے نظیر صندوق سے نکال کر بہن کو دکھائی اُسکو بہت بھائی دل سے
پسند آئی قضا سے کار بدر نے کروٹ لی آنکھ جو کھلی وہ تصویر دیکھ لی انگڑائی لے کر اٹھا فوراً مزاج
بگڑ گیا جادۂ اعتدال سے منحرف ہوا عشق کے آثار ظاہر و ہویدا ہوئے حسرت بہ نگاہ اول اُسپر شیدا ہوئے
بہن نے ملک صالح سے کہا کہ بھائی تم جلد جاؤ جسطرح ہوسکے یہ بات ٹھہرالاؤ وہ بہن سے رخصت
ہوکر وطن کو چلا بدر نے کہا میرے اچھے ماموں جان مین بھی چلونگا آپکے دائرۂ اطاعت سے قدم
باہر نہ رکھونگا جب سے والد ماجد نے انتقال کیا کہین طبیعت نہین لگتی جی گھبرایا کرتا ہی اکثر یہی خیال
آیا کرتا ہی کہ تھوڑی دور کہین نکل جاؤن سیر و شکار سے جی بہلاؤن آپکے تشریف لیجانے سے اور طبیعت
گھبرائیگی وحشت زیادہ پاؤن پھیلائیگی ملک صالح نے کہا اچھا تم بھی چلو کیا مضائقہ پہلے ماں سے
رخصت ہو لو یہ تو کہا لیکن دل مین سمجھا کہ بدر کے تیور برے ہین خدا خیر کرے لڑکا جوان جہان ہی نہین نہ
کہین پھنسا ہی ضرور عشق و عاشقی کا مزہ چکھا ہی خدا پر تکیہ کرکے ملک صالح بھانجے کو ہمراہ لیکر نہایت
تیاری بڑی دھوم دھام سے سوار ہوا کوہ و دشت کی سیر کرتا چلا بدر ماموں کے ساتھ ساتھ رہتا اپنا حال
پُر ملال کسی سے نہ کہتا آفت دیکھیے خرابی آئی فلک نے نئی نیرنگی دکھائی ایک دن ہرن کے پیچھے ماموں
بھانجے نے گھوڑے ڈالے شکار کے حوصلے دل سے نکالے اتفاقاً ملک صالح بدر سے جدا
ہوگیا راستہ بھی بھولا دن بھر چلتے چلتے ایک جگہ بیٹھ رہا ہرن بھی خدا جانے کیا ہوا ملک صالح کی جو گذری
ہوئی کہ بھانجے سے بھی چھوٹا ہرن بھی نہ ملا بہن کو کیا جواب دونگا شرم کے مارے پہاڑون مین
بیٹھ رہونگا بدر کو راہ مین ایک ندی ملی اُسکے کنارے گھوڑے سے اُتر کر زین پوش بچھا
تھوڑی دیر آرام لیا ملکہ جواہر کا تصور جو آیا زار زار مثل ابر نوبہار رونا شروع کیا ادھر اسکا یہ حال

ادھر ملک صالح کو بدر کے چھوٹ جانے کا ملال تھا جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرتا نعرے مار مار کر روتا تھا کہ بھانجے کی مفارقت میں جان کھوتا تھا تلاش کرتے کرتے ادھر جو آ نکلا بدر کو یہاں بیٹھا پایا شکر خدا بجا لایا اتفاقاً ملکہ جواہر کا نام سن پایا کہ تمھاری تصویر نے ہماری یہ صورت بنائی تمھاری محبت نے عشق کی برچھی کلیجہ پر لگائی یہ تو مرد جہاندیدہ سرد و گرم زمانہ چشیدہ تجربہ کار تھا سمجھا کہ میری بدولت اسکا یہ حال ہے افسوس یہ میں نے کیا کیا شاید اسنے ملکہ جواہر کی تصویر کو دیکھ لیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ بڑا دھوکا کھایا پہلے کچھ سمجھ میں نہ آیا آخر بیتاب ہوکر بدر سے لپٹ گیا بہت کچھ سمجھایا بجھایا مگر اسکے خیال میں نہ آیا بدر نے کہا کہ ماموں جان اگر آپ مجھکو چاہتے ہیں اور میری زندگی درکار ہے تو اس غارتگر دین و ایمان لعبت چین و فرنگستان سے ملانے کی جلد تدبیر کیجیے نہیں تو تھوڑا سا زہر مجھکو پلا دیجیے وہ بولا خدا نہ کرے جلدی کا کام خراب ہوتا ہے بری چیز اضطراب ہوتا ہے میں جاتا ہوں تیری نسبت ٹھہرا لاتا ہوں وہ بولا ماموں جان میں بھی ساتھ چلوں گا ہرگز ہرگز یہاں نہ رہونگا اگر آپ مجھکو نہ لیجائیگا تو میں اپنی جان دیدونگا پھر بہت پچھتائیے گا ناچار ہوکر ملک صالح نے وہ انگشتری جو اسکی موروثی تھی اپنے ہاتھ سے اتار کر بدر کو پہنا دی دونوں اڑکر دریا میں کود پڑے ملک صالح اپنے ملک میں آیا بھانجے کو ہمراہ لایا بدر کی نانی نواسے کو دیکھکر بہت خوش ہوئی گلے سے لگا کر خوب روئی زر و جواہر بیشمار نثار کیا دل مشتاق نے جو نہ مانا پھر پیار کیا ملک صالح نے اپنی ماں سے کہا کہ صاحبزادے ملکہ جواہر کی تصویر دیکھکر اسیر فریفتہ و شیدا ہوئے ہیں جبین پر تمکین سے عشق کے آثار ظاہر و ہویدا ہوئے ہیں بدر فراق میں جان کھوتا ہے رات دن روتا ہے میں اسکی خاطر سے شہر سمندال کو جاتا ہوں خدا چاہے تو یہ نسبت ٹھہرا لاتا ہوں لیکن ملکہ جواہر کا باپ بڑا ظالم ہے اسکی بدمزاجی سے واقف ایک عالم ہے دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے بظاہر جنگ و جدال کا سامان ہوگا طرفین سے خون کا دریا رواں ہوگا یہ سنکر ملک صالح کی ماں اٹھی ایک کوٹھری کھولی چند اشیائے نادر روزگار عمدہ عمدہ چنکر ایک صندوقچے میں بند کرکے ملک صالح کو دے کر کہا کہ پہلے یہ چیزیں نذر دینا اس سفاک جہان قتال عالم کا دل ہاتھ میں لینا پھر منت و سماجت بعد اظہار حسب و نسب ملکہ کی درخواست کرنا جو کچھ میں نے سکھا دیا ہے اسیطرح بے کم و کاست کرنا یہ کہکر بدر کو اپنے پاس رکھا ملک صالح کو رخصت کیا وہ تھوڑی فوج جرار ممتحن ہمراہ لیکر شہر سمندال میں پہونچا سپاہ کار آزمودہ کو شہر کے باہر ٹھہرا کر آپ بادشاہ کی ملاقات کو گیا شاہ سمندال بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا تخت سے اٹھکر بغلگیر ہوا پہلو میں بٹھایا تھوڑی دیر ادھر ادھر کا ذکر رہا پھر شاہ سمندال نے کہا اے ملک صالح آج تم کدھر آئے ہمارے واسطے کیا تحفے لائے اسنے وہی صندوقچہ نذر کرکے کہا کہ یہ ہدیہ محقر قبول ہو منتہی تمنا ہے دلی حصول ہو شاہ سمندال نے منظور کرکے فرمایا کہ جو تمھارا مطلب ہو بے تکلف گزارش کرو ملک صالح نے کہا کہ آپ کی عنایت قدیم سے

میرے حال پر مبذول ہو اب جو حکم اظہار حاجت ہوا لہذا کچھ حضور کی خدمت مین عرض کرنا پڑا اگر بسمع قبول سنیے تو گزارش خدمت کرون بشرطیکہ حصول مطلب سے محروم نہ رہون شاہ سمندال وہان سے اُٹھکر تنہا شہ نشین پر آیا ملک صالح سے فرمایا کیا کہتے ہو بیان کرو بے تکلف جو مطلب ہو عیان کرو اُسنے نہایت لسانی کمال خوش بیانی بہت طلاقت وسلاست سے عرض کیا کہ فدوی کی بہن ملکہ گلنار سلطان ایران سے منسوب ہی اُسکے بطن سے ایک لڑکا ایسا خدا نے دیا ہی کہ فدوی کی زبان اُس کے اوصاف سے قاصر ہی ہر علم وہنر سے واقف و ماہر ہی حسن وصورت مین غیرت ماہ تمام ہی بدر اسکا نام ہی زیور علوم وفنون وکسب وکمال سے آراستہ ہی گلشن عقل ولیاقت کا نخل نوخاستہ ہی شاہ ایران نے تیرہ چودہ برس کے سن مین اسکو سب طرح کا مدبر منتظم پاکر اپنی زندگی مین تخت سلطنت پر بٹھا دیا آپ ازالبقا کا راستہ لیا اب ماشاء اللہ ایسی عمدگی سے سلطنت کرتا ہی کہ کیا عرض کرون کیونکر بے حکم حضور سامنے بلاؤن ذہن کی جودت عقل کی رسائی طبیعت کی تیزی تمام اوصاف سے موصوف ہی اِس کم سنی مین محسود دانشوران عالم ہی حسن وصورت مین حضرت یوسف سے زیادہ معروف ہی اگر حضور اسکو اپنی فرزندی مین قبول فرمائین تو مجکو اپنا عبید الاحسان بنائین کیا خوب بات ہو جو رابطہ اتحاد طرفین سے مستحکم ہون دو سلطنتین ایک ہو جائین وہ یہ کلمے سُنکر غیظ مین آیا بید کی صورت تھرایا رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا غصہ سے بدن کانپنے لگا مُنھ سے کف جاری ہوا کہا کہ ملک صالح مین تجکو مرد معقول جانتا تھا ہر بات مین تیرا کہنا مانتا تھا مگر آج معلوم ہوا کہ تو عقل وفہم کا دشمن ہی ایسا لغو کلمہ بے تامل ہمارے منھ پر کہہ بیٹھا جبروت سلطانی سے کہ نمونہ قہر ربانی ہی مطلق نہ ڈرا ارے کوئی حاضر ہی اسکو یہان سے باہر نکال دو فوراً سر کاٹ کر ہمارے سامنے حاضر کرو ملک صالح یہ سُنکر اُٹھ کھڑا ہوا اپنے رفقا مین آملا وہان کا ماجرا سُنایا ساری سرگذشت زبان پر لایا شاہ سمندال اُسوقت تنہا آیا تھا کسی کو ہمراہ نہ لایا تھا ملک صالح کے ساتھ کچھ لوگ ہتھیار بند تھے یہ شور وشغب سُنکر وہ سب آموجود ہوئے باشارہ ملک صالح اسکے جوانون نے شاہ سمندال کو گھیر لیا زندہ دستگیر کرکے پابزنجیر کیا دس بیس زخمی ہوئے دو چار مارے گئے کچھ تاب مقاومت نہ لاکر بھاگ نکلے پھر ملک صالح اس خیال سے کہ ملکہ جواہر کہین نکل نہ جائے محل مین جاکر پہلے اُسپر اپنا قبضہ کرون پھر اور کام دیکھون اندر آیا وہان اُسکو نہ پایا وہ پہلے ہی چند خواصون کو ہمراہ لیکر کسی قلب جنگل مین چھپ رہی ملک صالح کی مان سے کہتی گئی کہ تمھارا بیٹا مارا گیا سر اُسکا تن سے اُتار لیا بدر یہ بات سُنکر گھبرایا نانی کے پاس بھی نہ آیا دل مین کچھ سوچکر ایران کا رستہ لیا تن تنہا چلدیا راہ سے نابلد محض تھا ادھر اُدھر پھرتا رہا اتفاقاً اِس دشت مین گذر ہوا جہان ملکہ جواہر پنہان تھی اپنی خرابی پر گریان تھی بدر ایک سایہ دار درخت کے نیچے دم لینے کو ٹھہرا ناگاہ ایک آواز ایسی دردناک کان مین آئی کہ بدر رہ گئے ہونٹھون پر جان آئی اُسی

آواز پر جو پہونچا اُسی معشوق مہ جبین کو دیکھا سمجھا کہ یہ وہی بانی فساد ہے جسکے سبب سے میرا گھر برباد ہے پوچھا تم کون
ہو اس قلب جنگل مین تمھارا کیا کام ہے اُسنے کہا کہ مین فلک کی ستائی ہون ملکہ جواہر میرا نام ہے
میرا باپ شاہ سمندال ملک صالح کی قید مین ہے اُسکے مکر و شید مین ہے محل سے بھاگ نکلی اس جنگل
مین پناہ لی یہ سادہ لوح انجام کار کو نہ سوچا بے تکلف کہدیا کہ مین بدر شاہ ایران کا بیٹا ہون تمھاری
محبت مین گھر سے نکلا ہون ملک صالح جو میرا ماموں ہے اُسنے تمھارے باپ سے میری شادی کا پیغام
دیا تھا تمھارے باپ نے میرے ماموں کے قتل کا حکم کیا تھا مرتا کیا نہ کرتا میرے ماموں نے اُسکو قید کر لیا
اپنی جان بچالی بجز اسکے اور کچھ تدبیر بن نہ آئی جب تمھارا باپ شادی کرنے پر راضی ہوجائیگا فوراً رہائی پائیگا
تم خاطر جمع رکھو مین اپنے ماموں کے پاس جاؤنگا تمھاری سفارش کرونگا اسکو سمجھاؤنگا مین تمھارا تابعدار
فرمان بردار ہون جو کہوگی اُسکی تعمیل کرونگا حتی المقدور بہت تعجیل کرونگا ملکہ جواہر بدر کی صورت دیکھکر
بے اختیار اُسکے گلے سے لپٹ گئی وصلی کی صورت جمپٹ گئی وہ بدنہاد بانی فساد بظاہر بدر کی دوست
باطن مین دشمن تھی اُسکی طرف سے دل مین بدظن تھی پہلے تو بہت قربان نثار ہوئی پھر کھلی کھلی درپئے آزار ہوئی
وہ بلا سے بد فن سحر و ساحری مین یکتائے روزگار تھی گویا سامری کی یادگار تھی اُسنے کچھ افسون دم کر کے اُسپر
پھونکا پھر بولی کہ او سیاہ بخت میرے پاس سے اُٹھ جا لال بیٹھ کی چڑیا بن جا یہ بیچارہ سحر کے اثر سے جانور
ہو گیا ایک خواص سے کہا کہ اسکو اس دشت ہولناک مسکن غول و ہوم مین چھوڑ آ فاقون سے آپ ہی
بے مارے مر جائیگا کوئی اُسکا پتہ بھی نہ پائیگا وہ خواص خاص اُسکو لے چلی دل مین سوچی کہ یہ جوان رعنا
پری شمائل بے قصور و خطا ہے نہ کوئی جرم نہ گناہ اسکا ہے بھوکا پیاسا اس ویرانہ بے آب و دانہ مین مر جائیگا
میرے ہاتھ کیا آئیگا خون ناحق میری گردن پر ہوگا اسکا سر ہوگا اور پہاڑ دن کا پتھر ہوگا ایک جزیرہ سرسبز و
آباد مین جہان دنیا کی نعمت موجود تھی چھوڑ کر چلی آئی اُسکے تڑپنے پھڑکنے کی کیفیت سُنائی اُدھر
ملک صالح نے ملکہ جواہر کو محل مین نہ پایا سمجھا کہ کہین جان بچا کر نکل گئی اب اُسکے زیست کی صورت بدل گئی
کہ بدر کو کیا جواب دونگا ملکہ جواہر کیونکر ہاتھ آئیگی یہ ساری دوڑ دھوپ بیکار جائیگی اپنے
جوانون سے کہا کہ خبردار شاہ سمندال قید سے چھوٹنے نہ پائے کوئی شخص اسکی تملق و چاپلوسی مین نہ آجائے
پھر مان کے پاس آکر بدر کو پوچھا وہ بولی مین خود نہین جانتی کیا پتہ بتاؤن اُس یوسف گم گشتہ کو کہان
سے لاؤن ملک صالح اپنا گھر بار مان کو سپرد کر کے شہر سمندال کو گیا ملکہ گلنار بیٹے کی مفارقت
مین اپنی مان کے پاس آئی اُس نے سب کیفیت مفصل سُنائی پھر بولی کہ بیٹا تم نہ گھبراؤ
بُرے بُرے خیال دل مین نہ لاؤ بدستور سلطنت کرو گھر کے بندوبست مین مصروف رہو خدا نے
چاہا تو بدر جلد آئیگا تمھارا سیہ خانہ اُسکے شمع جمال سے منور ہو جائیگا مان نے سمجھا بجھا کر
رخصت کیا بیٹی کو ایران مین بھیج دیا بدر آفت کا مارا جانورون کی طرح اڑتا پھرتا سب کے ساتھ

یہ بھی کچھ چگ لیتا شام کو کسی درخت پر بسیرا لیکر صبح کردیتا نیرنگی فلک شعبدہ باز تو مشہور ہے دور دور اسکا مذکور ہے ایکدن ایک چڑیمار کچھ چال ٹٹی لاسا لیے سنت کے شکار پر جان دیئے اُدھر آنکلا عجب عجب رنگ کا جانور دیکھا لال پیٹھ کی چڑیا جو دیکھی پھڑک گیا جال زمین پر بچھا کر پھندا لگا دیا دانہ پھیلا کر آپ کسی درخت کی آڑ میں چھپکا بیٹھ رہا [illegible] دیدہ ہوشمند [illegible] طمع مرغ و ماہی بہ بند ع آب و دانہ کی بات تھی سب جانوروں کے ساتھ یہ بھی پھنسا چڑیمار بہت ہنسا خوش خوش سب کو جال میں کھینچ لیا سونے کی چڑیا سمجھ کر اسکو ایک پنجرے میں بند کیا جب گھر کو چلا راہ میں لال پیٹھ کی چڑیا نے یہ غزل سنائی چڑیمار کو اور زیادہ ہنسی آئی

غزل

قفس پہ ڈال کے پھونکی بدھیان صیاد
نہ جائیگی مری [illegible] رائیگان صیاد
چمن کی سیر کو جانے نہیں مجھے دیتا
فرشتے چرخ پہ کہتے ہیں الامان صیاد
ہماری طرح الٰہی ترا بھی نام مٹے
اگر یقین نہ ہو کر لے امتحان صیاد
رہائی پائیگی قفس سے جو دیکھے تو [illegible]
نکلی ہے جو قفس میں مری زبان صیاد
بہت ستاتا ہے تو ہم سے بے گناہوں کو
رہائی دے کہ کھلا باب بوستان صیاد
دکھا دے سیر چمن تاکہ پھر شگفتہ ہو
چھپائیں [illegible] کے بدلے بیڑیاں صیاد
رہائی دے کے گزار چمن کی سیر سے ہیں
جو پھر کے گل میں نکل جاتے ہیں سے جان صیاد
ہمیشہ چشم [illegible] دیتا ہے
قفس میں ہیں ہوں کوئی دن کا میہمان صیاد

دکھا رہا ہے مجھے پھر بوستان صیاد
قفس کو رنگ دے جو باغ میں [illegible] صیاد
ہو کس قدر مری جانب سے بدگمان صیاد
مزاج پوچھتا کیا ہو شکستہ حالوں کا
اُڑے ہے صورت عنقا ترا نشان صیاد
بہار آنے کی گلشن میں دیر ہے ظالم
چمن سے لاؤں کوئی پھول ارمغان صیاد
ترس رہا ہوں دکھا دے چمن کو دور سے تو
عجب نہیں ہو گر سے تجھے امتحان صیاد
غضب کا ظلم کیا بال و پر تو نوچ چکا
شکستہ ہیں ہیں تجھ سے ہڈیاں صیاد
چھری نہ پھیر دے قتل پہ کہتیں کرنا
کبھی نہ لونگا میں اب نام بوستان صیاد
مری خوشی کے لیے روز پھول لاتا ہے
خدا کرے ترا پھر ائیں تیلیاں صیاد
کبھی نہ ذرہ غریبوں کی ہے اثر نہ ہار

کریگا مجھ کو ابھی چھٹ کے آسمان صیاد
ابھی سناؤں تجھے گل کی داستان صیاد
اُڑی یہ دھوم جہاں میں تری جفا کی بھی
ہمارا حال نہیں قابل بیان صیاد
قفس کو کھول دے اڑ کر بلا جاؤنگا
قفس میں پھر نہ ملیگا مرا نشان صیاد
[illegible] بند کروں حال کیا چمن کا بیان
بہار باغ ہوئی جاتی ہے خزان صیاد
خدا کے واسطے کر رحم میرے رونے پر
ہما کے واسطے رہنے دے استخوان صیاد
یہ سلسلہ ترے انصاف سے نہیں ملتا
ہیں اب بھی ترے وحشی نگہبان صیاد
ہرا ہرا ہے زمین باغ میں بنا دینا
خدا کا شکر ملا مجھکو قدردان صیاد
گلوں سے چھوٹ کے مشکل ہے زیست بلبل کی
ابھی گرا ئیگی نکلی مری فغان صیاد

چمن میں عشق تری جان کا حسد اتھا فقط
ہوئے ہیں ایک زبان اب تو باغبان صیاد

جب اُسنے ایسی غزل سنائی چڑیمار کے دل میں یہ بات آئی کہ اس چڑیا کو لیجا کر بادشاہ کو نذر دوں عمر بھر کا کلیس کٹ جائے گھر کو روپیہ اشرفیوں سے بھر لوں یہ سمجھ کر بادشاہ کے سامنے لایا اُسکو یہ جانور خوشرنگ خوشنما بہت پسند آیا چڑیمار کو پچاس اشرفیاں دے کر نوکروں کو حکم دیا کہ اسی وقت اس چڑیا کے لیے ایک پنجرا

جواہر نگار تیار کیا جائے کہ یہ جانور ہزار داستان اُسمین رہکر راحت و آرام پائے جب وہ قفس تیار ہو کر آیا اُسنے
جال سے نکال کر پنجڑے مین آرام پایا جنگل کی آزادی یاد آئی اب قید کی مصیبت اُٹھائی بادشاہ جب دسترخوان
پر بیٹھتا پنجرا پاس رکھ لیتا جو آپ کھاتا وہی کھانا اُسکو بھی کھلاتا ایک دن بادشاہ کی بیٹی جو دسترخوان پر بیٹھی ایسی
عنقا چڑیا دیکھکر بہت خوش ہوئی بغور دیکھکر مسکرائی بادشاہ نے پوچھا کہ جان بابا بے محل ہنسنے کا کیا سبب
ہی وہ بولی حضور مین عرض کرنا ترک ادب ہی یہ جانور نہین آدمی ہی سحر مین گرفتار ہی بدر اسکا نام ہی باپ اسکا
بادشاہ ایران و بار ہی اسکی مان ملکہ گلنار ہی دریائی شہزادیون کی تاجدار ہی ملکہ جواہر بادشاہ سمندال کی
بیٹی پر عاشق و شیدا ہی عشق کی وحشت اسکی صورت سے ظاہر و ہویدا ہی پھر تمام قصہ ملک عبالح کا
اول سے آخر تک بیان کیا ملکہ جواہر کے سحر سے جانور بنا دینے کا حال عیان کیا بادشاہ نے کہا کہ بیٹا تم اسکو
پھر آدمی بنا سکتی ہو ملکہ جواہر کا سحر مٹا سکتی ہو وہ بولی کہ ہان آپ اسکو دوسرے مکان مین لے جائین
پھر خدا کی شان ملاحظہ فرمائین خدا چاہے تو پھر یہ اپنی اصلی صورت پر آجائے سحر ساحرہ کے قید سے نجات
پائے بادشاہ دوسرے کمرے مین آیا پنجرا بھی ساتھ لایا اُسنے کچھ پڑھکر پانی پر پھونکا وہ فوراً لوٹ پوٹ کر آدمی بنگیا
بدر سحر کے اثر سے نکل آیا بادشاہ نے گلے سے لگایا پہلو مین جگہ عنایت کی دسترخوان بچھایا جو چیز خود کھائی وہ
اُسکو بھی دی پھر تمام سرگذشت پوچھی اُسنے مفصل بیان کی وہ ساری کہانی بادشاہ کی بیٹی کے بیان کے
موافق نکلی بادشاہ نے کہا اب کیا ارادہ ہی اُسنے عرض کیا کہ مان کی زیارت کا شوق حد سے زیادہ ہی بعد حصول
مدعا پھر حاضر آستان فلک نشان ہونگا جو ارشاد ہوگا اُسکی تعمیل بالراس والعین کرونگا غلامون کی صورت خدمت
مین حاضر رہونگا شاہزادی صاحب کا احسان عمر بھر نہ بھولونگا بادشاہ نے کہا کہ مان کی مفارقت سے تمھارے
دل مین ناسور ہی خیر بہت اچھا ہم کو تمھاری خوشی بدل منظور ہی یہ کہکر وزیر کو جہاز کی تیاری حکم دیا سفر کا سامان
سب درست کر کے بہت شان و شوکت سے بہ خیر رخصت کیا جہاز تک آپ آیا سوار کر کے یہ ادھر
پھرا جہاز اُدھر چلا پانچ چار دن باد مراد پائی جہاز نے تیر کی رفتار دکھائی ناگہ ہوا کا طوفان عظیم آیا ایک جھونکا
باد مخالف کا ایسا چلا کہ سب کا جی چھوٹ گیا پانی مین وہ تلاطم ہوا کہ جہاز الٹ پلٹ ہوگیا مستول ٹوٹ گیا بڑے
بڑے رسے موٹی موٹی زنجیرین ہزارون من کا لنگر نہ معلوم ہوا کیا ہوا سارا اسباب جہاز کا تتر بتر ہوگیا معلم کپتان
جاشو خلاصی سب گھبرائے اِدھر گئے اُدھر آئے پانی مین جہاز نے ایک پہاڑ سے ٹکر کھائی تختہ تختہ ٹوٹ گیا
عجب پریشانی کی صورت نظر آئی نصیب کی گردش سے جو لوگ اُسپر سوار تھے کسی کا کچھ پتا نہ ملا بدر بھی ایک
تختہ پر بہتا بہتا ڈوبتا تیرتا کسی کنارے پر جا لگا کئی روز کا بھوکا پیاسا تھا ابھی آب و دانہ تھا تیر قضا ناوک اجل کا نشانہ
تھا تختہ سے اُتر کر آگے بڑھا کچھ جنگلی درختون کے پھل کھائے تھوڑے بہت حواس آئے پھر آگے چلا
دور سے ایک شہر وسیع الفضا قلعہ فلک فرسا نظر پڑا اُسی طرف گرم خیز ہوا راہ مین کچھ گائین کچھ بیل نظر آئے
شہر کی طرف نہ جانے دیا اور سمت کو لگا لائے گو بے زبان تھے مگر قرینے سے معلوم ہوا کہ شہر مین

کچھ آفت آسمانی ہی بلاے ناگہانی ہو دوستی سے اُدھر جانے کو منع کرتے ہین ہوا خواہی سے منت کرتے ہین پانوؤن پر سر دھرتے ہین یہ برگشتہ بخت سادہ لوح تھا اُنکے روکنے سے نہ رُکا اُس طرف سے منھ پھیر کر شہر مین داخل ہوا مکانات مرتفع عالی شان دیکھے دکانین آراستہ گلی کوچہ صاف ہر طرح کا اسباب سلیقہ سے رکھا نظر آیا لیکن ہر طرف سناٹا ہو کا مکان آدمی جانور کسی کو نہ پایا آبادی مفقود لوے عمارات نہین کوئی دلچسپی کی بات نہین کنجڑے قصائی حلوائی نانبائی مسکی دوکان نظر آئی بھری پڑی پائی مگر کہین انسان کی صورت نظر نہ آئی اب سمجھا کہ وہ جانور اسی لیے مجکو روکتے تھے آگے بڑھنے سے ٹوکتے تھے اسی دھن مین چلا جاتا تھا آگے بڑھکر کسی میوہ فروش کی دوکان پر ایک مرد سن رسیدہ نشیب و فراز جہاں دیدہ سرد و گرم عالم چشیدہ بیٹھا ہوا میوہ چنتا نظر آیا اُسنے بدر کا روے تابان وضع شاہانہ جو دیکھی اُٹھ کھڑا ہوا جھک کر سلام کیا مراتب تعظیم و تکریم بجا لایا کہا آپ کون ہین اس کمبخت شہر آفت اثر نحوست بھر مین کہان سے آئے کیونکر یہان تشریف لائے آپکی صورت سے پریشانی بے سر و سامانی نظر آتی ہی غریب الوطنی کی شان پائی جاتی ہی بدر نے کہا آپ نے درست فرمایا مین مصیبت زدہ غربت کشیدہ فلک ستایا وطن آوارہ بیکس و تنہا نہ مونس نہ غمخوار بجز ذات پروردگار اُدھر آ نکلا مسفر دریا مین تھا جہاز ٹوٹ گیا ڈوبتا تیرتا آپ تک پہونچا اُسنے کہا آیے بسم اللہ تشریف لائیے یہ خانہ بے تکلف ہی مجکو آپ کے حال زار پر بہت تاسف ہی سر راہ ٹھہرنا اچھا نہین میرے گھر مین آیے کچھ دیر راحت تھوڑی آسایش اُٹھایے بدر اُس مکان مین گیا اُسنے دروازہ بند کر دیا کچھ کھلا پلا کر کہا کہ یہ شہر سنسان ہو کا مکان اُجاڑ بستی عجیب مقام ہی شہر جادو اسکا نام ہی یہان کی حکمران ایک زن ساحرہ حسین و خوبصورت رشک لعبت چین پری پیکر ہی الحذر الحذر عجیب خونخوار و بلا ہے بد وہ خود سر ہی وہ جانور جنکو آپ دیکھتے آئے ہین سب انسان ہین سحر مین گرفتار ہر آن ہین جو آفت کا مارا یہان آتا ہی وہ جانور بنایا جاتا ہی پہلے جاسوس اسکو دم دے کر شہر مین لاتا ہی پھر اُسکے سامنے لیجاتا ہی کچھ دن اُس سے مزے اُڑاتی ہی جب وہ کسی بات پر بگڑ جاتی ہی غصہ مین آ کر جانور بناتی ہی یہ سزا دے کر شہر کے باہر نکال دیتی ہی پھر اُسکے مرنے جینے کی خبر نہین لیتی تو بڑا خوش نصیب تھا راہ مین تجکو کوئی جاسوس نہ ملا میرے پاس سیدھا چلا آیا اب جو تجکو اپنی زندگی درکار ہی تو میرے کہنے پر عمل کر ورنہ خراب ہوگا گرفتار عذاب ہوگا اُس بیرحم کا تجھ پر بڑا عذاب ہوگا کمال عتاب ہوگا میرے پاس بہت خوش اور محفوظ رہے گا ہر آفت و بلا سے محفوظ رہے گا اس شہر کے لوگ مجکو خوب مانتے ہین میرے کہنے کو آیت و حدیث جانتے ہین القصہ بدر اُسکے گھر مین رہنے لگا اپنا حال زار کہنے لگا جو شخص اسکا حال پوچھتا پیر مرد اپنا بھتیجا بتاتا تھا کہ مین لاولد ہون اولاد نہین رکھتا اسکو فرزندی مین پالا ہی رنج و غم اولاد اسی بہانے سے ٹالا ہی بوڑھا بہت ہون زندگی کا کیا اعتبار آج مرا کل دوسرا دن اس لیے اسکو وطن سے بلایا ہی کہ میرا گور گڑھا کر دے گا جو کچھ میرے پاس ہی سب اسی کا ہی ترکہ مین لے گا ایک روز وہ

حاکم شہر خدا کا قہر بڑے تزک و احتشام سے سوار ہو کر اسی راہ سے نکلی جب سواری پیر مرد کی دکان پر پہونچی بدرمہ
کی صورت دیکھکر فریفتہ و شیدا ہوئی خود بخود محبت پیدا ہوئی گھوڑے کی باگ روک کر پیر مرد کی خیر و عافیت
پوچھی اُسنے اُٹھ کر سلام کیا اسنے بہت توقیر کی نہایت احترام کیا پوچھا ہی عبداللہ آج ہم کو یہان نئی
صورت نظر آتی ہی سچ کہو کہان سے ہاتھ آئی ہی کیونکر پائی ہی اُسنے کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہی اسکے باپ نے جام
کل نفس ذائقة الموت پیا ہی مین نے اپنی تنہائی اور بڑھاپے کے خیال سے اسکو طلب کیا ہی اپنے
پاس رکھا ہی جو کچھ میرا اثاثہ تھا سب اسی کو لکھ دیا ہی یہ تو عاشق زار ہو چکی تھی پہلے ہی متاع عقل و ہوش
سرمایۂ صبر و شکیب کھو چکی تھی بولی کہ عبداللہ اسکو ہمین دو ہم نہایت عیش و عشرت کمال راحت و آرام
سے رکھینگے یہ جو بات کہیگا وہی کرینگے ہمارا کام ہوگا تمھارا نام ہوگا اب مین بے لیے ہوے نہ جاؤن گی
یہان سے آگے قدم نہ اُٹھاؤنگی اگر تم میری طرف سے بدگمان ہو تو مجھ سے آگ اور معبود کی قسم لے لو
عبداللہ تو اُسکی حرکتون سے آگاہ تھا سمجھا کہ نہ دینے مین جان و آبرو کا ضرر ہی ہر وقت اسی بات کا خوف و خطر
ہی کہا اچھا اسوقت معاف رکھیے کل علی الصباح عتبۂ فلک رتبہ پر اسکو لیکر حاضر ہونگا سرکار کی نذر کر دونگا مین نے
آپ کو صادق القول جانکر اقرار کیا ہی آپ بھی اپنے قول کے موافق کام کیجیے گا اسکو کسی طرح کی تکلیف نہ دیجیے گا
مین اپنی جان آپ کو دیتا ہون قسم وغیرہ کچھ نہین لیتا ہون اگر خدا نا کردہ خلاف وعدہ بھی کیجیے گا تو میرا کیا
ضرر ہی اسکا نتیجہ خود دیکھ لیجیے گا یہ سنکر اُسنے وہان سے آگے گھوڑا بڑھایا رات بھر مرغ نیم بسمل کی صورت
تڑپی کبھی ادھر کروٹ لی کبھی اُدھر کروٹ بدلی صبح تک چین نہ آیا اندھیرے منہ عبداللہ کی دکان پر
آموجود ہوئی راہ فتنہ و فریب مسدود ہوئی عبداللہ نے توکل بخدا بدرمہ کا ہاتھ اُسکے ہاتھ مین دیا اُسنے
نہایت خوشی سے لے لیا عبداللہ نے چلتے وقت پھر تاکید کی دوبارہ یہ بات کہہ دی خبردار اگر اسکو تکلیف
ہوگی تو مجھ سے کوئی برا نہین یہ مین نے سچ کہا ہی وہ بولی کہ عبداللہ تم یہ کیا کہتے ہو کیا میرے دشمنون کو سودا ہی
یہ روز تمھارے پاس آیا کریگا میری خاطرداری کا حال سنایا کریگا ایک گھوڑا کوتل بڑے جھکڑے کا ساز و یراق جواہر نگار
سے آراستہ تھا بدرمہ کو اُسپر لیے چلی عبداللہ کو ایک توڑا اشرفیون کا نذر دے چلی راہ مین جو کوئی بدرمہ کو دیکھتا تھا
دل مین کہتا تھا کہ اس جوان رعنا صورت کو دیکھکر رقت آتی ہی قضا مقتل کو کشان کشان لیے جاتی ہی قصہ کوتاہ
وہ بدرمہ کو ساتھ لیے باغ مین آئی وہان کی سب بہار دکھلائی دن بھر اُسی باغ مین جو رشک بہشت برین
تھا بیل بوٹا پھل پھول پتا پتا تکتا تھا پھرا کیا اُسکی خاطرداری اور زمانہ سازی سے تعریف و توصیف
کیا کیا شب کو دسترخوان بچھا دنیا کی نعمت مہیا تھی جس چیز کی خواہش ہوئی سب موجود اُسی جا تھی
دونون نے باہم کھانا کھایا ساقی کشتیون مین شراب گلرنگ کے کنٹر لایا جب اس شغل سے بھی فرصت
ہوئی ناچ گانے کی صحبت ہوئی جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی اُس مست حسن و غرور نے انگڑائی
لی ہر عورت موقع سمجھکر داہنے بائین ہٹ گئی وہ جواہر نگار مسہری پر لیٹی بدرمہ کو بھی تکلیف دی اُسنے بھی خواستہ

وناخواستہ اسکی خوشی کر دی وہ بہت مسرور ہوئی ساری کلفت دور ہوئی صبح کو دونوں نے حمام کیا عمدہ عمدہ
پوشاکیں بدلیں جامہ خانہ میں ناشتہ کا اہتمام کیا وہاں سے آکر باغ کی کوٹھی میں بیٹھے بدر سے ہنسی دل لگی ہونے لگی
وہ دن بھی سیر وتماشے میں تمام ہوا رات کا ہنگام پھر ہوا جلسۂ ناو نوش رہا ایک چلہ اسی ہنسی خوشی میں گذرا اُسی شب کو
شراب پی کر دونوں باہم ایسے سوئے کہ کسی چیز کا ہوش نہ رہا تھوڑی رات باقی تھی کہ دونوں ہوش میں آئے فلک
تفرقہ پرداز نے اور ہی رنگ دکھائے یکایک وہ بدذات بہت چپکے سے دبے پاؤں پلنگ سے
اُٹھی صندوقچہ کھولکر زرد رنگ کی مٹی نکالی اُسپر کچھ پڑھا ایک چشمہ جاری ہوا اُس سے پانی لیا تھوڑا اسمیں وہ
مٹی میں ملاکر گوندھا آگ جلائی ٹکیا پکائی پھر پانی دیکھا نہ آگ نظر آئی بدر جیکا لیٹا یہ کرشمہ سحر کا کارخانہ دیکھ رہا تھا
جان نکل گئی سمجھا کہ اب نہ بچیں گے افسوس خراب ہوئے شباب کے دن میری جان کو عذاب ہوئے
یہ سوچ کر ایک فقرہ چلتا پرزہ طیار کیا صبح کو اُٹھکر اُسکے پاس آیا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ میں نے جو راحت
یہاں پائی وطن میں بھی نظر نہ آئی تمھاری عنایت سے وہ لطف پایا کہ چچا کے بھی الطاف بھول گیا بس کہ
عرصے سے اُنکو نہیں دیکھا ہے آج بہت جی چاہتا ہے اگر حکم ہو تو اُن کو دیکھ آؤں تمھارے الطاف مدارات
کی حکایت سُناؤں وہ بولی کیا مضائقہ گھوڑا کسا کھڑا ہے سوار ہو جاؤ جلد آنا خبردار بہت دیر نہ لگانا بدر فوراً سوار
ہوکر عبد اللہ کے پاس آیا ماجرا اُس شب کا مفصل سُنایا عبد اللہ بولا بابا خدا کو یاد کرو اُس کے فضل و کرم پر
نظر رکھو حافظ حقیقی ہر وقت موجود ہے کیا مال وہ مردود ہے سفر ہو یا کہ حضر ہو نظر اُسی پہ رہے وہ کون جا ہے
کہ جس جا نہیں خدا موجود ہے لیکن عبد اللہ نے دو کلیجے بدر کو دیے اور کہا انکو اپنے پاس رکھو جسوقت وہ تم کو
ٹکڑا دے آنکھ بچاکر آستین میں رکھ لینا جو کلیجے میں نے دیے ہیں اُنکا ٹکڑا اُٹھا لینا اُسکے سخنان فریب آمیز
پر نہ جانا باتوں میں ٹال کر آستین سے ٹکڑا نکالکر اسکو کھلا دینا اور پانی کا چھینٹا منھ پر دے کر جس جانور کا نام
لوگے وہ وہی جانور بن جائیگی اپنی بدکرداری کی سزا پائیگی تم اُسکے ضرر سے محفوظ رہوگے بہت خوش
اور محفوظ رہوگے بدر عبد اللہ سے رخصت ہوکر ملکہ کے پاس آیا اُن سب کلیجوں کو دکھایا اور بولا کہ یہ چچا ابا
نے تم کو دیے ہیں انکو مزے سے کھاؤ ذائقہ کا لطف بتاؤ اُسنے کہا میں نے بھی تمھارے واسطے کلیجے پکائے
ہیں بہت مزے کے بنائے ہیں لو کھاؤ اُنکا مزا بتاؤ دیکھو کس کا کلیجہ اچھا ہے کون مزے کا پکا ہے اُسنے ایک ٹکڑا توڑ کر
بدر کو دیا اُسنے لیکر آستین میں رکھ لیا عبد اللہ کا کلیجہ دیا ہوا کھانے لگا ذائقہ کا لطف بتانے لگا پھرتی و
چالاکی تمام اُسکا ٹکڑا دیا ہوا آستین سے نکالکر اسکو دیا وہ بے تکلف کھا گئی اور اُس پانی کا چھینٹا بدر کے
منھ پر مارا بولی کہ بن جا کانی لنگڑی گھوڑی اُسنے تو وہ کھایا نہ تھا سحر نے مطلق تاثیر نہ کی یہ جیسا تھا ویسا ہی رہا
وہ حیران ہوئی اُسنے اُسکے ہاتھ سے پانی کا جام لیکر بڑی چالاکی سے وہی پانی اُسکے منھ پر مارا اور بولا کہ
بن جا رنڈی خوبصورت گھوڑی وہ فوراً زمین پر گر پڑی ویسی ہی گھوڑی بن گئی سحر فراموش ہوا اپنے حال
پر رونے لگی جان کھونے لگی چاہ کن را چاہ درپیش یہ مثل سچ ہوئی بدر اسکو عبد اللہ کے پاس

لایا وہ اسکو دیکھکر بہت خوش و مسرور ہوا پھر بولا کہ تو نے اپنی کردار بد کی سزا پائی تیری بلا تیرے سر پر آئی پھر گھر مین جاکر
ایک دہانہ لایا اُسکے منھ مین چڑھایا بدر سے کہا کہ خبردار یہ دہانہ اسکے منھ سے نہ نکالنا اب اسی گھوڑی پر سوار
ہوکر اس شہر سے فرار ہو جا جلدی جانے پر تیار ہو جا بدر فوراً اُسپر سوار ہوکر چل دیا کسی اور شہر کا رستہ لیا
چند روز کے بعد ایک شہر مین پہونچا وہان کی سرائے مین اُترا ایک پیر مرد سامنے آیا بدر کو باتون مین لگایا یہ دھوکا
پاچکا تھا کچھ سوچ کر سوار ہوا گھوڑی دوڑا آگے چلا راہ مین ایک گوژہ پشت زپٹ بڑھیا سیاہ رو سفید مو منھ
مین دانت نہ پیٹ مین آنت ایک آنکھ سے طاقی دوسری آنکھ سے کانی شیطان کی منجھلی نانی سامنے آئی
گھوڑی سے لپٹ کر رونے لگی اپنی جان کھونے لگی اُسکے صدقے ہونے لگی بدر نے پوچھا کہ بڑی بی کیون
روتی ہو میری بلائین کیون لیتی ہو ٹھہرنے کے پیسے نہین کیون دیتی ہو وہ بولی میان صاحبزادے تمھاری بڑی
عمر ہو اپنی جوانی کا سکھ دیکھو میری بیٹی کی تھی گھوڑی اسی صورت کی تھی وہ کل مرگئی دنیا سے سفر کرگئی میری بیٹی اُسکو
بہت پیار کرتی تھی کل سے وہ رو رہی ہے اُسکے غم مین جان کھو رہی ہے تم اس گھوڑی کو بیچ ڈالو اُسکی
جان بچالو وہ بولا کہ یہ میرا مال نہین اسکا مالک اور ہے مجھے بیچنے کی مجال نہین وہ بولی واہ میان واہ تم کیسے
مسلمان ہو ایک بندۂ خدا کی جان جاتی ہے تم کو شرم نہین آتی ہے بدر بولا کہ اسکی بڑی قیمت ہے تم نہ دے سکوگی
اسکو مول نہ لے سکوگی وہ بولی کہ تم جو قیمت کہوگے دون گی جان بیچون گی اسکو لونگی اگر یہ گھوڑی اُسکے ہاتھ
نہ آئیگی وہ میری پالی پوسی مرجائیگی بدر اُسکو محتاج مفلس جانکر بولا کہ ہزار اشرفی اسکی قیمت ہے وہ بولی ابھی
دیتی ہون اسیوقت تو لیتی ہون یہ کہکر اُسنے کمر سے تھیلی نکالکر رکھ دی بدر نے کہا مین ہنستا تھا تیر اول
دیکھتا تھا اتنے مین وہ بوڑھا بے ایمان نطفۂ شیطان سامنے آیا یہ باتین زبان پر لایا کہ بندہ پرور تم نے میرے
سامنے یہ گھوڑی ہزار اشرفی کو اسکے ہاتھ بیچی ہے مین گواہ ہون قیمت لے لو یہ گھوڑی اس بڑھیا کو دے دو
اس شہر کا یہ دستور ہے کہ جو شخص کوئی چیز بیچ کر انکار کرتا ہے حاکم شہر اسکو دار پر کھینچ دیتا ہے اُسکی بدعہدی کا یون
بدلا لیتا ہے بدر گھبرایا گھوڑی پر سے اُتر پڑا بڑھیا گھوڑی لے گئی اسکو چل دے گئی نہر پر لاکر منھ سے دہانا
نکالکر توڑ ڈالا نہلانے لگی سحر کا اثر مٹانے لگی پھر وہ گھوڑی غوطہ لگا کر اصلی صورت پر آگئی وہ پرانی بڑھیا
ڈھونڈو اسکی مان تھی رو رو کر پیار کرنے لگی بدر یہ صورت دیکھکر گھبرایا بید کی طرح تھرایا دفعۃً ایک دیو قوی ہیکل
پیدا ہوا ایک ہاتھ پر مان بیٹی کو دوسرے پر بدر کو بٹھلا کر اُڑا طرفۃ العین مین زمین پر آیا دونون کو ملکہ کے محل
مین لا بٹھایا بدر سے بولی کہ کیون جی اب تمھاری کیا سزا ہے ہمارے سلوک کا یہی عوض تھا جو تمھارے چچا
نے کیا ہے دیکھو تو مین بھی اُسکو کیسا اچھا بناتی ہون اس بدسلوکی کا کیسا مزا چکھاتی ہون یہ کہکر چلو مین پانی لیا
کچھ پڑھکر بدر کے منھ پر پھینکا اور بولی کہ او سیاہ رو بن جا تو وہ بیچارہ جب اس ہیئت مین آیا اُسنے
خواص کو بلایا پنجڑے مین بند کرکے اسکو دیا اور بولی کہ یہ قفس بہت ہوشیاری سے اپنے پاس رکھ
خبردار دانہ پانی نہ پاے یونہین پھڑک پھڑک کر مرجائے وہ بیچاری عبد اللہ کی دوستدار

تھی بڑی غمخوار تھی اُسکو کچھ کھلا پلا کر پنجرا ایک کونے مین لٹکا دیا عبد اللہ سے کہلا بھیجا کہ یہان یہ سانحہ گذرا تم
ہوشیار ہو جاؤ خبردار رہو اب تم پر آفت آیا چاہتی ہی قسمت اور رنگ دکھایا چاہتی ہی ملکہ کو تمھاری فکر ہی
ہر وقت یہی ذکر ہی عبد اللہ کو یہ سُنکر بہت ملال ہوا بکھیڑا پاک کرنے کا خیال ہوا غیظ و غضب مین آکر
ایک ایسی مہیب آواز دی کہ الامان ایک دیو عفص گردن چار شانہ بلند بالا ساکھو کا لٹھا برق غضب نام تھا
کونون آگ لگانے والا جو مغز اُسنا تھا اسکے گیارہ ہاتھ نو سر تھے حاضر ہوا عبد اللہ نے اُس سے کہا
کہ ملکہ کے محل مین ایران کا شاہزادہ الو بنا پنجرے مین قید ہی ایک خواص نگہبان ہی پنجرا اور خواص دونونکو
ایران مین پہونچا دے تُنی الارض کی صورت دکھا دے جب تک وہ نہ رخصت کرے وہین حاضر رہنا
اطاعت مین کمی نہ کرنا وہ محل مین آیا پنجرا اور خواص دونون کو اُٹھا کر چشم زدن مین پہونچا دیا خواص
دست بستہ ملکہ گلنار کے روبرو آئی پہلے تسلیم بجا لائی پھر ساری سرگذشت عرض کی ملکہ گلنار
نے وہی کیفیت اپنی مان ملکہ قریشیہ سے مفصل کہدی پنجرا سامنے رکھدیا ملکہ نے بے اختیار ہوکر
نواسے کو گلے سے لگا لیا وزیر کے عمل سے بدر کو چودھوین رات کا چاند بنایا پھر ملک صالح کو بلوایا اُنھنے
آکر حال ماضی حرف بحرف سُنا پھر غیظ و غضب مین آکر حکم دیا کہ ہماری فوج ابھی دریا کی راہ سے جا کر
شہر جادو کو گھیر لے جو منہ پر چڑھے بے تامل قتل کرے لہو کی ندی بہادے شہر کا نام و نشان مٹادے
اور خود جنات کی فوج ساتھ لیکر مع ملکہ قریشیہ و ملکہ گلنار ملغار بر روے ہوا چلا پہونچا آتش پرستونکا
قتل شروع ہو گیا سب کو ہلاک کیا شہر مین آگ لگا کے قصہ پاک کیا وہ سب عبد اللہ کے مکان پر
رہے عبد اللہ کی تعریف کی احسانات کی شکرگزاری بیان کیا سے شب کو دعوت کھائی صبح کو رخصت
کی باری آئی عبد اللہ نے کہا کہ اس خواص نے بڑا کام کیا ہی سب پر اسکا احسان ہی اپنی جان لڑا کر بدر
کو لائی ہی یہ شکیلہ و جمیلہ نوجوان ہی کسی کے تصرف مین نہین آئی ہی ملکہ گلنار نے کہا الکنایۃ ابلغ من التصریح
بہت اچھا مین آپکا نکتہ سمجھی جو آپ کی خوشی وہ میری خوشی ہر چند یہ بات خلاف دستور ہی مگر آپکی خاطر
سے منظور ہی بدر نے کہا عبد اللہ کے فرمانے سے مین نے قبول کیا پہلے ملکہ جواہر سے نکاح کرون گا
پھر اُسکی بھی خوشی کردونگا یہ حرکت جو اُسنے میرے ساتھ کی فقط باپ کے قید ہو جانے سے جھلائی تھی
اگر شاہ سمندال قید سے رہا ہو جائے گا وہ فوراً راضی ہو جائیگی پھر کوئی عذر درمیان مین نہ آئیگا ملک صالح
نے بھانجے کی خاطر سے شاہ سمندال کو قید سے رہا کیا بدر کی شادی کا ملکہ جواہر سے پیغام دیا پھر
بابا سے ملک صالح بدر نے ملک سمندال کو جھک کر سلام کیا اور عرض کی کہ مین وہی گنہگار رہون جسکی
سبب سے ملک مین فتور ہوا دور دورہ آپکی خرابی کا مذکور ہوا اب امیدوار ہون کہ میری خطا کو
معاف کیجیے میری طرف سے دل پر غبار کو آئینے کی صورت صاف کیجیے آپ نے کیا نہین سُنا از خردان
خطا و از بزرگان عطا یہ بھی زک معقول پا چکا تھا کشتی کا مزہ اُٹھا چکا تھا بدر کا سر اُٹھا کر

چھاتی سے لگایا پیار کیا گود مین بٹھایا اور کہا تم نے جواہر کی محبت مین بڑی مصیبت اُٹھائی ہر طرح کی آفت
پیش آئی کسی بلا سے منھ نہ موڑا ہر کام خدا پر چھوڑا اب جو تم کو منظور ہو دہی امر ظہور مین آئیگا تمھارے دل کا کوئی
ارمان نہ رہجائیگا پھر افسران فوج کو بلوا کر حکم دیا کہ لوگ ہر شہر ہر ملک ہر قریہ مین جائین جہان جواہر کا پتا پائین
لے آئین تھوڑے عرصے مین لوگ گئے بڑی دوڑ دھوپ کے بعد ایک جنگل مین ملکہ کا پتا پایا فوراً دولت پر
لے آئے ملک سمندال نے رو کر بیٹی کو گلے سے لگایا بدر کی جانفشانی کا قصہ سنایا اور کہا مجھکو بدر کی محنت و
مشقت دیکھکر شرم آئی لہذا مین نے تم کو اُس سے نامزد کیا ہی تمھارا اسکا جوڑ ہی وہ بھی اپنے ملک کا شاہزادہ ہی
بادشاہون کی نسبتین بادشاہون مین ہوتی ہین تم عمر بھر راحت و آرام کرو گی عیش مین صبح عشرت مین شام کرو گی
اُسنے شرما کے سر جھکا لیا چپکے سے بولی کہ مین آپ کی کنیز ہون مجھکو آپ کے حکم سے سرتابی کی مجال نہین
عدول حکمی کا خیال نہین لیکن شاہزادہ بدر سے شرمسار ہون اُسکی گنہگار ہون بدر نے ہنسکر جواب دیا
کہ واہ شرمندگی کی کیا بات ہی تمھارا یہ خیال بیجا ہی دنیا مین سب کچھ ہوتا ہی بخدا مجھکو اسکا خیال نہین ان باتون
کا مطلق ملال نہین تم سے مین راضی میرا خدا راضی یہ بات سُنکر سب ہنسی خوشی شہر سمندال کو چلے ملک صالح
نے کہا بعد تقرر تاریخ آپ کو اطلاع کی جائیگی انشاءاللہ تعالے احصول مطلب کی
صورت نظر آئیگی پھر پنڈت نجومی رمال طلب ہوئے سب آئے سب نے سوچ بچار کر حکم لگائے
نوروز کا دن برات لیجانے کا مقرر ہوا ہر شخص اس خبر فرحت اثر سے باخبر ہوا ملک صالح نے یہ حال
شاہ سمندال کو لکھ بھیجا دونون طرف شادی کا سامان ہونے لگا جو شاہ و شاہزادے اُس ساحرہ کے
سحر مین گرفتار تھے ذلیل و خوار تھے اُسکے فی النار ہونے سے سب صورت اصلی پر آئے آدمی بن کر
عبداللہ کا شکر بجالائے بدر کی شادی مین شریک ہوئے ہنسی خوشی رہنے لگے اس بیاہ مین آئے
ہر طرح کے لطف اُٹھائے اگر سب سامان اس جشن شادی کا بیان کرون دوسری کتاب لکھون حضور کی
سمع خراشی کے خوف سے طول کا خیال کیا سارا سامان بیاہ کا چھوڑ دیا المختصر دولھا دلھن کو بیاہنے چلا فوج
و لشکر کو ساتھ لیا منزل بمنزل کوچ مقام کرتا کوسون کے گرد مین برات اُترتی شب و روز اسی طرح چلتی تھی فوج
و سامان کی کثرت سے زمین پر تل دھرنے کی جگہ نہ ملتی تھی قصہ کوتاہ بڑی دھوم دھام تزک و احتشام سے
بیاہ ہوا دونون مشتاق باہم ہوئے دور مفارقت کے غم و الم ہوئے جب شادی کے امور سے فرصت
پائی اپنے اپنے وطن کی یاد آئی دریا کے ساکن بادشاہ سمندال و ملک صالح کے ہمراہ دریا
مین در آئے سب کے دلی مطلب بر آئے ملکہ گلنار بدر اور جواہر کو ساتھ لیکر ایران کو گئین
سب شاہ و شہریار اپنے اپنے گھرون مین آئے پروردگار عالم نے سب کو خوشی کے دن دکھائے
جس طرح خدا نے بدر کو اُسکی مان سے ملایا اسی طرح جامع المتفرقین آپ کو بھی آپ کے فرزند شاہزادہ
فریدون شوکت سے بخیر و خوبی ملائے غم مفارقت الم مہاجرت جلد دور ہو جائے الٰہی آمین

بحق محمد و آلہ الطاہرین یہ قصہ سُنکر فریدون شوکت کی مان کے کچھ آنسو تھمے ہر وقت کا رونا دھونا
کم ہوا کچھ کچھ مسرور و شاد دل پر غم ہوا پھر اُسی خواص نے عرض کی حضور پروردگار عالم بڑا
ارحم الراحمین ہی کیا تعجب ہی جو حضور پر نور پر رحم فرمائے آپ کی دلی مراد بر آئے دیر آید درست آید
اس کا غم نہ کھائیے اپنے دل محزون و غمگین کو بہلائیے اس مثل کا سب کی زبان پر مذکور ہی ہنستے
گھر بستے ہین یہ بات مشہور ہی

**پھر مذکور شاہزادہ فریدون شوکت اور ملکہ حسن آرا کا شاہزادہ کا ملکہ سے رخصت
ہونا اُسکا غم مفارقت و رنج مہاجرت فریدون شوکت مین رونا ہر وقت اپنی جان
کھونا چلتے وقت ملکہ کے باپ کا انگوٹھی دینا اُسکا رستہ لینا راہ مین ایک جوگی کا
مل جانا اُس سے ایک ہری بوٹی پا کر ملک فغفور چین مین نزول اقبال فرمانا**

برسات بھر شاہزادہ فریدون شوکت ملکہ حسن آرا کے باغ مین رہا ایک دن یاد در دلدار ماہ رخسار
جو دل مین آئی ملکہ سے یہ بات فرمائی کہ ہم کو گھر چھوڑے ہوئے ایک مدت ہوئی جسکے واسطے وطن سے
نکلے افسوس ہی کہ ابتک دیار محبوب خوبرو مین نہ پہونچے تم نے مجھ سے وہ محبت کی ہی کہ مین اُسکا اظہار
نہین کر سکتا میرا دل مزے اُٹھاتا ہی سفر کی جو ہتین مقدر کی مصیبتین سب تمھارے الطاف نے
بھلا دین راحت و آرام کی صورتین دکھا دین لیکن ہمت مردانہ یہان بیٹھ رہنا گوارا نہین کرتی ہر دم تقاضائے
دیار دلدار ہی غیرت عشق کا زیادہ اصرار ہی اب ہم جائینگے خدا نے چاہا تو پھر یہان آئین گے تمھاری ملاقات
کے مکرر مزے اُٹھائین گے تم سے جو وعدہ کیا ہی اسکو بشرط حیات ضرور وفا کرین گے مراسم دوستی و اتحاد ادا
کرین گے اب تو جاتے ہین تمکو خدا کو سونپا پھر ملین گے اگر خدا لایا تم اب ہمین ہنسی خوشی رخصت کرو
غم دوری و رنج مہجوری کو طاق نسیان پر رکھ دو ملکہ یہ کلمہ جگر خراش سُنکر چپ ہو گئی مُنھ سے کچھ نہ بولی
آنکھون مین آنسو بھر لائی گردن جھکائی مُنھ پھیر کر رونے لگی متاع صبر و شکیب کھونے لگی دفعتہً
جی سنسنا گیا ہوش و حواس اُڑ گئے غش سا آنے لگا بدن تھرتھرانے لگا فریدون شوکت نے ہاتھ
گلے مین ڈال دیے پیار کرنے لگا قسمین کھا کر اظہار محبت کا کرنے لگا اُسنے ایک ٹھنڈھی سانس بھر کر
کہا مجھ سے کیا پوچھتے ہو مختار ہو جو چاہو کرو مین تمھاری تابعدار ہون فرمان کرنے کی گنہگار ہون اتنا جانتی
ہون کہ تمھاری مفارقت ہماری جان لیگی ہر طرح سے کس رنج و الم دے گی تم نے کلیجہ مین وہ نشتر مارا ہی
کہ جسکے زخم کا التیام نہین دیکھو تو میرے بدن مین لہو کا نام نہین اب ہم ہون گے اور یہ سنسان
گھر ہوگا تمھارا خیال ہر وقت پیش نظر ہوگا تم اُدھر جاؤ گے ہم اِدھر بستر بیماری پر گرین گے

ایسی خوش نصیب نہین کہ جنکے پھر دن پھر جینگے آوہ جی کون کسی کا ہوتا ہی بڑدن بُرد ن کو آنکھون سے دیکھا کانون سے سنا اپنا چاہنے والا نہین ملتا ہین تو تھوڑا زہر کھا لیتی اگر کہین ملتا ہین جب پیدا ہوئی تھی اگر اُسی دن مین مرجاتی تو اچھا تھا لیکن کسی نے کیا کسی کا نصیب کھول کر دیکھا تھا میری قسمت مین یہ بدنامی لکھی تھی ہر وقت کی ذلت و رسوائی سامنے رکھی تھی نصیبا جو لکھا تھا قسمت مین جو بدا تھا وہ ہوا اسکی شکایت کیا شکوہ کیا اُسمین کسی کا کیا قصور تم بھی مجبور مین بھی مجبور سچ بہت دل پر نشتر نہ مارو خیر اچھا اللہ نگہبان سدھارو ہون تو مونھ دیکھنے کی ہوتی ہی محبت سب کو جب مین جانون کہ مرے بعد مرا دھیان رہے یہ سنکر فریدون شوکت بھی فرط محبت سے رونے لگا ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر بولا کہ ملکہ تم کیا کہتی ہو مین ہرگز بیوفا نہین تمھارا کدھر خیال ہی مجکو تمھاری مفارقت کا بڑا ملال ہی مگر مجبور ہون مصلحت وقت سے معذور ہون پھر جوش محبت جو ہوا دونون باہم گلے مل کر رونے لگے چاہین کھونے لگے جب ذرا رونے سے فرصت پائی ملکہ یہ بات زبان پر لائی اگر مصلحت وقت سمجھو اور تمھارے نزدیک مناسب بھی ہو تو چلتے وقت میرے باپ سے ملاقات کر لو یہ امر لاؤ بالی نہوگا فائدہ سے خالی نہ ہوگا وہ بولا ابھی چلو ملکہ بولی ذرا ٹھہر وہین انکو ہموار کر لون تمھارے آنے کا اظہار کر لون تو خدا حافظ اب مین جاتی ہون کل پھر آؤ گی اللہ نے چاہا تو یہ مقدمہ درست کرا دونگی یہ کہکر ملکہ حسن آرا اپنی سہیلیون کو ہمراہ لیکر چلنے پر تیار ہوئی بصد غم سوار ہوئی جب گھر مین آئی مان بولی کیون آئین مین نے رتی رتی سب حال سنا ہی کیا مجھسے کچھ چھپا ہی تم ایسی خود مختار ہو کہین جو چاہا کر لیا ہماری ناراضی اور ذلت باپ کی رسوائی اور بدنامی کا خیال نہ کیا مین آپ تمھاری شادی کرنے کی فکر مین تھی رات دن اسی ذکر مین تھی اب وہ سنینگے تو کیا کہینگے اور کیا انھون نے سنا نہین وہ خوب جانتے ہین تم اڑتی چڑیا پہچانتے ہین یہ سنکر حسن آرا نے تو گردن جھکالی چپ ہو گئی مگر ملکہ کی ایک سہیلی انیس جلیس بہت طرار فرار تھی بول اٹھی کہ حضور ہر چند یہ جوان جہان ہین مگر اب تک پالنے مین جھولتی ہین بڑی احمق بڑی نادان ہین اگر ہشیار اور عقلمند ہوتین تو آج یہ بات انکے منھ پر کیون آتی یہ انکی سمجھ کا قصور ہی وہ بھی شاہزادہ عالی خاندان حسب و نسب مین نور اعلی نور ہی حضور کو مناسب ہی کہ انکا قصور معاف فرمائین آپ خود انکو اسکے باپ کے پاس لیجائین تم انکو بھی سمجھائین اس لیے کہ لونڈی کو ایک بات کا ڈر ہی اگر حضور میری عرض کو قبول نہ فرمائین گی تو انکے دشمنون کی جان کا خطر ہی لونڈی نے خیر خواہی کی راہ سے عرض کیا ہی جو سچا سچا حال تھا وہ کہدیا ہی حسن آرا کی مان یہ بات سنکر اپنے شوہر کے پاس جاکر بولی کہ تم نے تو بیٹی کا حال سنا ہوگا ضرور کسی نہ کسی نے کہا ہوگا حسن آرا کا باپ مرد معقول جہان دیدہ فہمیدہ و سنجیدہ تھا بولا کہ ہان سنا ہی مگر قسمت کے لکھے سے چارہ کیا ہی لاکھ تدبیر کرے کوئی تو کیا ہوتا ہی وہی ہوتا ہی جو منظور خدا ہوتا ہی ہمنے تو بہت چاہا کہ ہم اپنے خاندان مین اسکا بیاہ کر دین مگر مقدر کا حال معلوم نہ تھا کہ در پردہ باغ مین یہ گل کھلے گا

سنتا ہون کہ وہ بھی شاہزادہ والاتبار ہی آپنے ملک و سلطنت کا تاجدار ہی اگر کوئی غریب فقیر ہوتا اُس پر اس کمبخت
کا دل آجاتا تو مین کیا کر لیتا اُسکا نصیب کیونکر پھیر دیتا بیٹی کے خلاف مرضی کرنے مین طرح طرح کا فتور ہو زر زمین
زن یہ مثل مشہور ہی مین ایسا نا عاقبت اندیش نہین مصالح ملکی کے خیال سے منظور کرتا ہون جاہلانہ خیالات کو
دل سے دور کرتا ہون اب تم کہو تمھاری کیا راے ہی کیا کیا جاے وہ بولی میرے نزدیک بھی یہی
مصلحت ہی جوان بیٹی کے بٹھا رکھنے مین ہزار طرح کی ذلت لاکھ صورت کی خفت ہی اتو ہم مذہب مین پیوند
ملتا ہی یہ بھی شہزادی وہ بھی شہزادہ ہی اُسی کے ساتھ بیٹی داماد کا ناتا ہوگا جسکے ساتھ قلم چلا ہوگا ماں
باپ ہزار جتن کرین کیا ہوگا لو صاحب اب مین جاتی ہون انکو بلوا کر تمھارے سامنے لاتی ہون یہ کہکر وہ اپنے
مقام پر آئی اُسی خواص سے یہ بات فرمائی کہ تو ملکہ سے جا کر کہدے کہ تمھاری خاطر سے یہ بات منظور کی
ہی ورنہ یہ امر صاف صاف ہی کہ سراسر ہمارے مزاج کے خلاف ہی خواص ملکہ کی مان سے یہ مژدہ سُنکر
حسن آرا کے پاس آکر بولی کہ کوئی بی بی مین نے تمھاری بات ٹھہرا دی آپ جاؤ شہزادے کو باغ سے
آج باپ کی خدمت مین لے جاؤ حسن آرا یہ نوید جانفزا سُنکر شاد بہت مسرور ہوئی کہ میری خواہش
منظور ہوئی فوراً سوار ہو کر باغ مین آئی فریدون شوکت کو یہ خوشخبری سُنائی اُسیوقت شاہزادے کو
لے کر ماں باپ کی خدمت مین آئی جب اُن دونون کی نظر چہرۂ بے نظیر غیرت بدر منیر فریدون شوکت پر پڑی
وہ آداب بجا لایا دونون نے اُٹھکر گلے سے لگایا کہ جیسا ہم چاہتے تھے ویسا ہی بیٹی کا بر پایا ملکہ کا باپ
فریدون شوکت سے بولا کہ بیٹا حسن آرا تمھاری کنیز ہی لیکن مجکو بہت عزیز ہی تمھاری خدمتگزاری کو
دیتا ہون تم کو اپنی فرزندی مین لیتا ہون تم بھی اسکو قبول کرو مراد دل حصول کرو اگر تم کو ہماری خوشی منظور ہی
تو اب کچھ اپنی حسب و نسب اور دیگر کیفیتون سے مطلع کرنا ضرور ہی بے کم و کاست راست راست ارشاد
کرو کچھ چھپا نہ رکھو فریدون شوکت نے من و عن ملکہ خورشید جبین کے عشق مین وطن چھوڑنا عزیزون
سے منھ موڑنا تلاش محبوب خوبرو مین خانمان آوارہ ہونا جنگل جنگل پھرنا راہ مین وزیرزادے کی مفارقت
جادوگرنی کی صحبت اُسکے قہر سے اپنا طاؤس بنجانا پھر طلسم توڑ کر لباس بشری مین آنا وہان سے اُسی
دُھن مین چلنا راہ کی صعوبتین سفرون کی مصیبتین اُٹھانا خدا خدا کرکے یہان تک آنا ملکہ کی ملاقات لطف
و محبت کی ہر بات ساری سرگذشت مفصل سُنائی حسن آرا کی ماں کی چھاتی بھر آئی باپ نے بہت
تعریف تحسین آفرین کی ہمت مردانہ غیرت جوانانہ کی داد دی اسکے بعد ملکہ کے نکاح کا ذکر آیا فریدون شوکت
نے یہ کلمہ فرمایا کہ بعد شادی ملکہ خورشید جبین حاضر ہون ابھی تو تعمیل ارشاد سے قاصر ہون
ملکہ سے یہی اقرار ہی مین بہت جلد بار معشوق کو جانے والا ہون انشاء اللہ تعالےٰ بشرط
حیات مستعار آپکی خدمت مین عنقریب آنے والا ہون ایک بات کا البتہ ملال رہتا ہی
اکثر اسکا خیال رہتا ہی کہ کوئی چیز ایسی پاس نہین کہ مشکل کے وقت کام آئے جسکے ذریعہ

سے کوئی سخت مہم انجام پاوے ملکہ کے باپ نے کہا کہ اچھا بابا مین ایک چیز دیتا ہون اگر اُسکو پاس رکھوگے
اور حفاظت بھی کروگے تو اُس سے بہت فائدہ اُٹھاؤگے اور اگر غفلت اور بے پروائی کروگے تو بہت
پچھتاؤگے یہ کہکر ایک صندوقچہ طلب کیا اُسمین سے ایک انگشتری سلیمانی جسکا نگینہ لعل بدخشانی کا حلقہ
زمرد اخضر کا تھا نکال کر فریدون شوکت کو دی اور یہ بات کہی کہ جب تم کو کوئی مصیبت عظیم پیش آنے
اس انگوٹھی کو داہنے ہاتھ سے اُتار کر بائین ہاتھ مین پہن لینا فوراً ایک دیو سیاہ مہیب صورت سامنے آئیگا
جس کام کو کہوگے جو حکم کروگے بلا عذر بجا لائیگا تمھارا مطیع و مسخر رہیگا ہر جگہ مددگار و یاور رہیگا اُسنے
تسلیم کرکے انگوٹھی اُنگلی مین پہن لی پھر رخصت کی درخواست کی وہ چھاتی سے لگا کر بولا ع سپردم بتو مایۂ
خویش را بابا اس بے نصیب ملکہ کا خیال رکھنا بھول نہ جانا جو وعدہ کیا ہے وفا کرنا تمھاری متانت اور
مستقل مزاجی سے وعدہ وفائی کی امید کامل ہے بلکہ یقین واثق حاصل ہے فریدون شوکت نے کہا قبلۂ آپ
کیا فرماتے ہین مین آپکا مطیع و فرمانبردار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤنگا جو منہ سے کہا ہے وہ کر دکھاؤنگا آپنے
یہ نہین سنا ہے شاید قول مردان جان دارد یہ کہکر شاہزادہ رخصت ہوا ملکہ کے پاس آیا حرف
رخصت زبان پر لایا اور کہا ملکہ ہمارے سر کی قسم اب نہ روؤ ہم کو ہنسی خوشی رخصت کرو وہ شہزادے کی
نازک مزاجی سے تو واقف تھی سمجھی کہ خلاف طبیعت کرنے مین چلتے وقت شر ہوگا اکثر امور کا حرج ہوگا آبدیدہ تھی
دوپٹے سے آنسو پونچھ کر بولی ہم کو بھول نہ جانا پھر جلد تشریف لانا یہ کہکر امام ضامن کی اشرفی بازو پر باندھ دی
رخصت کا بیڑا منہ مین دیا روآنسی ہوکر بولی اچھا سدھارو امام ضامن کی ضمانتی مین سونپا فریدون شوکت
نے کہا قبول کیا یہ کہکر رخصت ہوا منزل مقصد کا رستہ پکڑا ایک طرف کو چل نکلا کئی روز کے بعد
ایک صحرائے ہولناک بیابان وحشت خیز مین پہونچا جہان بوئے عمرانات نہ تھی جنگل سنسان ہو کا
مکان بے یار و مددگار یکہ و تنہا بجز ذات پروردگار کوئی رفیق نہ تھا اس بیکسی و تنہائی کے عالم مین
مونس و شفیق نہ تھا ناگاہ گوشۂ مغرب و شمال سے کالی آندھی ایسی اُٹھی کہ دن شب تار ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ
نہ سوجھتا تھا جنگل سے سائین سائین کی آواز آتی تھی ہوا کا سناٹا سن سن کر جان جاتی تھی طائر روح
قفس عنصری مین مائل پرواز تھا راہ کی مصیبتین اُٹھانے سے کچھ مزاج بھی ناساز تھا دل مین کہتا تھا کہ یہ صحرائے
لق و دق جسمین آتے ہوئے دیو کا کلیجہ شق ہوتا ہے مجھ زار و ناتوان سے کیونکر طے ہوگا رہروی کی
طاقت طاق ہے اب دل ملک الموت کے سرفراز فرمانے کا مشتاق ہے اس دشت خوفناک مین
اپنا نہ بیگانہ افسوس مین اکیلا اور یہ منزلون کا ویرانہ ؎ نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ٭
حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ٭ آتش ؎ وحشت دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا ٭
سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا ٭ خدا خدا کرکے آندھی موقوف ہوئی ابر سیاہ بڑے
زور شور سے اُٹھا اسکا جی بیٹھ گیا آسمان پہ اس زور شور سے گڑگڑاہٹ ہوئی کہ کلیجہ دہل

گیا و یسبح الرعد بحمدہ و الملائکۃ من خیفتہ سبے اختیار منہ سے نکل گیا پانی آنسیا موسلا دھار پڑنے لگا کہ الامان
الحفیظ تمام جنگل عالم آب تھا سارا ربع مسکون دفار التنور کا جواب تھا یہ بچارہ مصیبت کا مارا اُس طوفان
بادو باران مین سے گھبرگئے پانی منجھا یا چلا جاتا تھا جانور تک پیا قریب نہ آتا تھا اسی عالم مین نزدیک شام دور سے
ایک پہاڑی نظر آئی تھوڑی دیر ٹھہرنے کی جگہ پانی انقتان خیزان وہان پہونچا دل مین سوچا کہ آج یہین مقام
کرو منزل پر بیم و خوف کو تمام کرو زیر دامن کوہ ایک صفحۂ سنگ پر بیٹھ گیا رات بھر تاریکی کے سبب سے
پہاڑی پر چڑھنے کی راہ نہ پائی جب پانی کھلا بادل چھٹا علی الصبح کوہ پر ایک فقیر روشن ضمیر کی مسند بھی نظر آئی قریب
جا کر دیکھا تو ایک مہنت دو ڈھائی سو برس کا سن و سال لیکن ٹانٹھا کمال بڑھاپے کے سبب سے تمام
بدن مین رعشہ لاغری سے سینہ اور پسلی کی ایک ایک ہڈی نمودار بھوین جھکین پلکین سفید سر کے بال روئی کا
گالا گلے مین زیتون اور عقیق البحر کی تسبیح اور راج اور تلسی کا مالا پہنے نظر آیا فریدون شوکت آداب و
تسلیمات بجا لایا تھوڑی دیر کھڑا رہا بے اجازت سامنے بیٹھ نہ سکا ایک طرف ترسول گڑا ہوا مین جوگ پکے دھلا
پوتھی طاق پر دھری شوالہ بنا دوسری طرف علی کے نام کا علم تکیہ رکھا رحل پر قرآن کھلا ہوا دیکھا پہلو مین ڈیڑھ
اینٹ کی مسجد بنی پائی شاہزادے کو بہت ہنسی آئی کہ یہ عجب طرح کا انسان ہے نہ ہندو ہے نہ مسلمان ہے
ڈاڑھی سفید چاندی کا تار لمبی اتنی کہ پاؤن تک پہونچی لنگوٹا بندھا تہ سے اوپر تسمہ کسا موٹے بانون کی
کمر مین کردھنی بدن مین جا بجا چندن کی لکیرین بنین ماتھے پر سجدے کا گھٹا اُس پر قشقہ بھی کھنچا چارون
طرف زمین لیپی پوتی صاف اُستھرا آئینہ کی صورت شفاف اچھے اچھے خوبصورت تھالے
بنے گیندے عباسی گل مہندی کے درخت لگے دیکھے ہرگہ جھاڑ بچھا دور دور ادب سے کئی
پلیداک گتے بیٹھے پیپل کے درخت مین قمریون کے پنجرے لٹکے پایا کبوترون کے جوڑے
گولے سنہرے چبوترے پر ایک چوکی بچھی کٹار دوسے سندھی اُس پر گنگا جلی دوسری
گھوٹی دار کھڑاؤن کی جوڑی رکھی ایک طرف گھوٹی پر خاک شفا کی تسبیح لٹکی ایک طرف کچھ
نشہ پانی کا سامان نظر آیا مہندی کی قطارون کیلے کے درختون مین بھنگ گانجے کے
بھی درخت سے لگے دیکھے ایک کونے مین پتھر کی کونڈی نیم کا سونٹا رکھا پایا بڑی دیر کے بعد
اس نے بھوین پلکین اُٹھا کر اسکو دیکھا بولا سائین بھلا کرے گا کچھ بیٹھ جا فریدون شوکت
اجازت پا کر مودب سامنے بیٹھا فقیر بولا بابا کہان سے آنا ہوا شاہزادہ نے کہا آپ تو روشن ضمیر
ہین سب حال روشن ہو گا وہ بولا فقیر کا بڑا گھر ہے مین سمجھا تو ہما یون شاہ کا بیٹا ہے
فریدون شوکت تیرا نام ہے تیری دار السلطنت کا حلب مقام ہے ملکہ خورشید جبین
دختر فغفور چین کے عشق مین گھر سے نکلا ہے ہزارون طرح کی آفتین جھیل کر یہان پہونچا ہے پھر
تمام کیفیت جو جو اُس پر گذری تھین مفصل بیان کر کے بولا کہ بابا ہر سے لو لگانے کا بخیر انجام ہے

پھر اچھا فقیر سے تیرا کیا کام ہوا اُسنے کہا مجکو اتنی مدت ہوئی اب تک دیار محبوب کی راہ نہ ملی مین چاہتا ہون
وہان پہونچ جاؤن آپ کی بدولت اپنی مراد پاؤن وہ بولا اچھا بچہ تو ایک ہفتہ فقیر کا مہمان ہو گرو کی کرپا
رام کی دیا سے تیرا مطلب بر آئیگا فقیر سے ایک ایسی چیز پاے گا جس سے خوش ہو جاے گا القصہ فقیر نے
شاہزادے کو ایک ہفتہ مہمان رکھا دنیا کی ہر نعمت کھلا کر اُسکے کام کا دھیان رکھا جب مہمانی کی مدت
تمام ہوئی بولا کہ بچہ ملک چین یہان سے چالیس منزل ہے پرمیشر کی دیا مولا کا فضل تیرے حال کے شامل
ہے یہان سے ملک چین کے دو راستے ہین ایک راہ داہنی طرف گئی ہے دوسری ڈگر بائین طرف پھری ہے تو
داہنی طرف کی راہ سے جانا دل مین کچھ خوف نہ کھانا وہ راہ صاف ہے تنکے کا بھی کھٹکا نہین بہت راحت و
آرام سے جائیگا اگر دوسری راہ چلے گا فقیر کے برعکس عمل کرے گا پچھتائے گا سواے حسرت و ناامیدی
کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا اُس راہ مین بڑا خطر ہے جان کا ڈر ہے ہزارون جانوران صحرائی شیر چیتے بھیڑیے بندر چلتے
پھندوے سانپ بچھو کے غول رہتے ہین سیکڑون بلاؤن ہزارون آسیبون کا مسکن ہے ہر چیز آدمی کی
جان کی دشمن ہے خبردار اُس راہ سے نہ جانا سائین کا کہنا نہ بھلانا یہ کہکر ایک بوٹی ہری کسی درخت کی فریدون شوکت
کو دی اور کہا کہ اس بوٹی کو اپنے پاس رکھنا راستہ مین جہان آب و دانہ نہ ملے بھوک پیاس سے جان نکلے اس
بوٹی کو منھہ مین رکھ لینا فوراً سیر و سیراب ہو جائیگا بھوک پیاس کی تکلیف نہ اُٹھائے گا جیسا کھانا کھانے کو تیرا
جی چاہے گا جیسا پانی درکار ہوگا ایکن وہی مزہ ملے گا کھانے کا ذائقہ جدا پانی کا جدا ملے گا شاہزادہ عالیجاہ
فقیر رشک قیصر کی خدمت سے رخصت ہو کر قلعہ کوہ سے نیچے اُترا بائین طرف کی راہ چھوڑ دی داہنے سمت
کا راستہ لیکر آگے طے مراحل و قطع منازل کرتا چلا راہ مین جب بھوک پیاس کا غلبہ ہوتا بوٹی منھہ مین رکھ لیتا
سیر ہو جاتا جس کھانے کا خیال کرتا وہی مزہ پاتا گویا وہ بوٹی فقیر کی [illegible] وانزلنا علیکم المن والسلوی کی
تفسیر تھی فریدون شوکت کے حق مین یہ اکسیر تھی المختصر بے خوف و خطر اسی طرح بعیش و آرام وہ
چالیس دن تمام ہوئے کیل کا کھٹکا نہ ہوا خدا کے فضل سے شاہزادہ کا بال بیکا نہ ہوا ایک دن سرزمین
مینوآئین مین گذر ہوا دیار محبوب ماہرو جلوہ گر ہوا ہواے جانفزا جو اس طرف سے آئی دل نے قوت
دماغ نے طاقت پائی اب اُس بوٹی نے معجون مفرح کی کیفیت دکھائی یا تو آتش غم و الم سے پیٹ
بھرا تھا اب طعام وصال کی بو جو دماغ مین سمائی جلدی بھوک لگ آئی جلد جلد اُس طرف کو قدم بڑھایا
خدا خدا کرکے خضر شوق نے منزل مقصد پر پہونچایا گلشن اُلفت کے بلبل صبادم نے
مژدہ شہر دلدار سنایا اُس سرزمین کی معتدل آب و ہوا اُس سہانے جنگل کی فضا سبحان اللہ
خدا کے فضل سے سب مطالب رو براہ جب وہ جنگل تمام ہوا شہر کی دور سے شہر پناہ
نظر آئی سنگ مرمر کی نہایت خوش قطع بنی پائی اتفاقاً ایک شخص عہدہ دار شاہی پری پیکر گھوڑے
پر سوار شکار کھیلتا فتراک یعنی شکار بند مین ہرن بندھا چقماق ولایتی ہاتھ مین دوسرے

شکار کی گھات مین سیر کرتا جنگل کی ہوا کھاتا ادھر آنکلا شہزادہ کو دیکھکر گھوڑا روکا فریدون شوکت نے
سلام علیک کی پوچھا کہ یہ کون مقام دلکشا ہے اس شہر دلچسپ کا نام کیا ہے وہ بولا کہ قبلہ یہ شہر چین ہے
عجب دلنشین سرزمین ہے یہ مژدۂ روح افزا نوید دلکشا سنکر بہت مسرور ہوا رنج سفر صدمۂ مسافرت
دل سے دور ہوا یہ شخص مرد معقول مہذب وضعدار تھا اُسی شہر کا باشندہ وہ عالی وقار تھا نہایت
مرد عالی مقام تھا خداداد دوست اُس بندۂ خدا کا نام تھا اُسنے جو فریدون شوکت کے چہرہ بے نظیر
غیرت بدر منیر پر آثار جاہ و جلال شوکت و اقبال کر و فر شاہی دبدبہ و سطوت نامتناہی دیکھی بے اختیار
محبت پیدا ہوئی طبیعت اُسپر فریفتہ و شیدا ہوئی گھوڑے سے اُترکر زین پوش بچھا دیا بولا کہ ادھر آئیے
بسم اللہ نوازش فرمائیے تشریف لائیے شاہزادہ دل مین سوچا کہ اس ملک غیر مین کوئی یار و آشنا نہین
کسی سے معرفت ذرا نہین یہ بندۂ خدا کمال مرد متین آشنا سے بامزہ معلوم ہوتا ہے اپنی قوم کا رئیس خاندان
معلوم ہوتا ہے اس سے ملاقات پیدا کیجیے ہم نشینی کے لطف اُٹھائیے کچھ اسکی سنیے کچھ اپنی سنائیے
یہ سوچکر اُسکے پاس جا بیٹھا وہ ہرن گرما گرم کباب لگاکر فریدون شوکت سے بولا کہ بسم اللہ میل
فرمائیے میری خاطر سے کچھ تو کھائیے شاہزادہ نے اُسکی دعوت قبول کی دونون باہم کھانے لگے
اِدھر اُدھر کے ذکر اذکار ہونے لگے وہ فریدون شوکت کی خوش جمالی طلاقت لسانی شیرین بیانی
پر عشق کرتا تھا دل سے مرتا تھا ہر بار اُسکے حسن شباب پر نظر کرتا تھا اثناے کلام مین اس نے
پوچھا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے مطلع فرمائیے مین آپ کا دوست دلی ہون مجھسے حال نہ چھپائیے
فریدون شوکت نے کہا کہ مین ملک *** چہ نامے کہ مولا سے نام توام ** درم ناخریدہ غلام توام **
طلب کا ملک زادہ ہون فریدون شوکت نام ہے ملکہ خورشید جبین کا عاشق زار ہون نا کام ہے پھر سب
کیفیت سفر کی منازل کے سوانح مفصل سُنائے اُسکی آنکھون مین آنسو بھر آئے بولا کہ آپ اُس قتال عالم
سفاک جہان پر عاشق ہین کہ جسکے مذہب مین خون عشاق حلال ہے حرام نہین اُس سنگدل کے دل مین
رحم کا نام نہین ہے ہرچند حسن و صورت مین بے عدیل و لاثانی ہے ابھی اُٹھتی جوانی ہے لیکن مرد کے نام کی دشمن ہے
انتہا کی بے رحم و ظالم الظلم رہزن ہے فغفور چین کی دختر نیک اختر ہے نہایت تند مزاج شعلہ خو عربدہ جو ہے
خود پسند و خودسر ہے وہ غارتگر دین و ایمان فغفور کی روح و جان ہے شکل و شمائل مین سراپا خدا کی شان ہے نسخ

وہ نور چہرہ ہے جبین کا کہ ہو خجل چاند چودھوین کا — جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا وہ ایک نافہ ہے مشک چین کا
وہ ساعد ون کا ہے اُسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم — نیام ہے تیغ قضا سے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا
وہ زلف پیچان ہے رشک سنبل وہ چشم فتان ہے غیرت گل — نمذا رہین ہے شباہت گل بدن مین عالم ہے یاسمین کا
زبسکہ وصف دہان شیرین رہا ہے وردِ زبان شیرین — بدن مین جبتک ہے جان شیرین مزا زبان ہے انگبین کا

سیر قمیر صاحب

جو قشقہ صندل کا ہے جبین پر تو پاس ابرو کے خال بھی ہے	سپہر خوبی پہ بدر بھی ہے سہیل بھی ہے ہلال بھی ہے

ملکہ خورشید جبین کے سراپا کی تعریف

سبحان اللہ گلشن حسن وجمال قامت موزون سے وہ قیامت برپا کی ہے کہ سرو آزاد سراپا تصویر حیرت ہو کر زمین ندامت مین گڑ گیا ہے قمری شمشاد سے شمشاد قمری سے بگڑ گیا ہے قد دلجو سے خود قیامت سامنا نہ کر سکی شرمندہ و منفعل ہو کر دامان عدم مین جا چھپی شکل محبوب کسی صورت سے نہین دکھلاتی ہے آج تک شرم کے مارے روبرو نہین آتی ہے ؎ قیامت قامت و قامت قیامت ٭ قیامت میکند این قد و قامت ٭ ؎ قد محبوب کو شاعر کہین سرو ٭ قیامت کا یہ اے آتش نشان ہے ٭ تا سر سراسر سر بلندی مین سرتاج محبوبان جہان ہے گویا سر دفتر نازنینان یا سر دفتر دیوان حسن و جمال معشوقان دوران ہے جب سے سر شوریدہ مین ہوا ہے توصیف سر سمائی ہے قلم یک قلم سراسیمہ ہو کر میدان تحریر مین سرگردان ہے عارضہ دوران سر عارض ہے سر صفحہ سے سر اٹھانا سر بسر گران ہے لمولفہ نہین سر کی تشبیہ ملتی کوئی ٭ قسم سر کی ہوتی نہین سر کبھی ٭ پیشانی روشن کو جب سے ہلال آسمان حسن و جمال سے تشبیہ دی ہے جبین ہنوز ہمیشہ غصہ سے چین بجبین رہا کرتی ہے آتش ؎ مجکو حیرت ہے حسینون سے بچی ہے کیونکر ٭ بادشاہون کے یہ چین جبین تھوڑی سی ٭ کاکل مشکبو زلف عنبرین کی تعریف جب قلم مشکین رقم خط ریحان و مسلسل مین صفحہ قرطاس پر لکھنے کا قصد کرتا ہے سر مو نہین لکھ سکتا زنجیر حروف مین اسیر ہو جاتا ہے کمند فکر رسا مین دستگیر ہو جاتا ہے لکھنا وبال ہوتا ہے مو بمو پریشانی رہتی ہے یہ حال ہوتا ہے لمولفہ

کیون جگہ پائین نہ محبوب کے سر پر گیسو رہتے ہین مشغلۂ عارض کے برابر گیسو روے پر نور ہے والشمس کی تفسیر اگر	قدر مین ہین شب معراج پیمبر گیسو رات دن آئینۂ رخ پہ پڑے رہتے ہین شرح والیل ہین واللہ سراسر گیسو کالے کالے نہین لہراتے ہین رخ پر گیسو	تاب خوردہ نہین یار کے کیونکر گیسو مانگ لائے ہین مگر بخت سکندر گیسو یاسمن زار مین دو سانپ پھرا کرتے ہین

شب تار گیسو مین مانگ صورت کہکشان نمایان ہے یا پردۂ ظلمات مین چشمہ آب حیوان ہے ؎

مانگ اسکی راہ سیدھی ہے مگر ظلمات کی	خضر کو بھی ہے مسافت ایک دن و رات کی

مردم دیدہ خانہ کمان ابرو مین قتل عشاق کے واسطے چلہ کشی کرنے پر کمیں نظر آتی ہین ناوک مژگان سے عاشقون کے سینۂ بے کینہ کو ہدف بناتی ہین ابروے پیوستہ قاب قوسین او ادنی کی تفسیر ہین یا صفحۂ مصحف رخسار پر دونون معکوس تحریر ہین آتش ؎ تری ابروے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے ٭ کسی استاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے ٭ چشم بد دور آنکھین دو بادام توام یا چشم دیدۂ آہو ہین یا طاق ابرو مین دو ساغر بلورین بادۂ حسن و جمال سے لبریز و مملو ہین نرگس گلشن انکھین آنکھون کے عشق

مین بہار پڑی ہو بستان مژگان اُسکے دل محبت منزل مین گڑی ہو جاتی ہے ؎ چشم تو جادو ست یا آہو
یا صیاد خلق ؎ یا دو بادام سپید یا نرگس شہلاست این ؎ ابرو سے خدار سے آنکھون کا حسن دو بالا نظر آتا
ہو نعمت خان عالی کے شعر کا مصداق پایا جاتا ہے ؎ کشیدہ بر فراز چشم ابروئ ؎ چو آن مدے کہ بیا شد
بر آہو ؎ مژگان سیاہ چشم زدن مین خدنگ دل دوز کا کام کرجاتی ہین پل بھر مین قلب و جگر عشاق سے
گذر جاتی ہین ہے ؎ ہمہ مژگان آن سرمایۂ ناز ؎ کج و تیز و سیہ چون ناخن باز ؎ کان کی تعریف بشر کے
امکان سے باہر ہو صدف گہر حسن تو کہنا بہتر ہو مگر یہ بات سنی سنائی ہو گر الان چشم پر دار ہین پہلے تو جو گری بھرتے
تھے اب اُڑ چلنے پر طیار ہین جنبی ناہی دریا ہے جمال بے مثال ہو یا حسن کی ناک یا الف ماہ روے آشنا ناک
بے قیل و قال ہو خلقہ بینی جسکو نتھ کہتے ہین یا ہالہ ماہ رخسار لاجواب ہو یا قلزم حسن دلاویز کی گرداب ہو
بینی و ابرو کے نظارے سے یہ مضمون روشن خیال مین آیا ہو پیغمبر جمال عدیم المثال نے
باشارہ انگشت معجزہ شق القمر دکھایا ہو عارض پرنور تفسیر سورۂ نور غیرت گلہاے یاسمین وہ صاف و رنگین
کہ جن پر بلبل دلہاے عاشقان ہزار دل و جان سے فریفتہ و شیدا ہو حرارت نگاہ گرم گلچینان بہار گلشن
جمال سے کمہلا جائین یہ صورت پیدا ہوجاتی ہے ؎ عارضش ست این یا قمر یا لالۂ حمراست این ؎ یا شعاع
شمس یا آئینۂ دلہاست این ؎ لطافت اُسکے مین گلمرطے کی کیا کہون انشاء ؎ نسیم صبح جو چھو جاے
رنگ ہو میلا ؎ لب لعلین وہ رنگین کہ جن سے مقابل ہو کر لعل بدخشان آج تک خون بجگر ہو اعجاز مسیحا
اب تک اُنکا دم بھرتا ہو شیرین لبی مین یہ از قند مکرر ہو عشاق مردہ دل کا زندہ کرنا تو اُن کے نزدیک
اک بات ہو زبان شیرین گویا ہی چشمہ آب حیات ہو میر تقی صاحب ؎ نازکی اُن لبون کی
کیا کہیے ؎ پنکھڑی اک گلاب کی سی ہو ؎ در عدن نے گوہر شاہوار دندان سے سامنا کر کے اپنی
آبرو ڈبودی نثاری آبداری خاک مین ملادی تمام صفائی کھودی بھلا کس کے منہ مین دانت ہین
جو تعریف درہاے دندان مین منہ کھولے اس مقام پر آدمی صدف کی صورت خاموش رہے کچھ نہ
بولے درج دہان سلک دندان نے لطف پیدا کیا ہو صانع قدرت نے اُس کان جواہر کا منہ گویا
موتیون سے بھر دیا ہو دہان تنگ مین اُس غنچہ دہن کے اکثر شعرا نفی و اثبات مین کلام گفتگو کرتے
ہین فرضی و اعتباری سے بحث و دید کرتے ہین آتش ؎ دہن پر ہین اُن کے گمان
کیسے کیسے ؎ کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے ؎ نعمت خان عالی ؎ مصور چون کشند زان
چہرہ تمثال ؎ بہیچ لب گذارد نقطۂ خال ؎ نہد این نقطہ بہر آن نشانہ ؎ کہ شک دارم دہانے
ہست یا نہ ؎ چاہ ذقن کی توصیف مین طبیعت ڈانوان ڈول رہتی ہو مردم چشم انسان اسی کے
تشنۂ دیدار ہین انسان کی کیا حقیقت فرشتے بھی اسی چاہ مین گرفتار ہین اسی چاہ کا عشق اُن کو
کنو مین جھکا رہا ہو موج سیماب کی صورت بیقرار ہین سب کا دل بیقرار رہا ہو گلا وہ شفاف و آبدار کہ

جس سے طباشیر صبح شرمسار ہے جوش صفاے آمد و شد سے نفس کی تصویر نمودار ہے شانون سے شان الٰہی آشکار ہے دوش بدوش صنعت پروردگار ہے دست حنائی وہ رشک پنجۂ مرجان اگر سر و سہی ہاتھ آئین دست عشاق چھوڑنے کے لیے پانون پھیلائین ہتھیلیان اپنے حسن و خوبی مین غیرت کف موسے انگلیان نرمی و نزاکت مین شمع طور کی صورت انگشت نما حنائی ناخن آسمان جمال کے شفق آلودہ دس ہلال ہین کہ جن کو دیکھکر ماہ نو آج تک ناخن بجگر ہے کلائی وہ نازک کہ جو لچکنے مین شاخ گل سے بہتر ہے سینہ رشک آئینہ وہ شفاف کہ جس سے راز دل ہویدا و آشکار ہے شکم مخمل کا نشان سمور و سنجاب سے زیادہ نرم عارض ماہ سے سوا آبدار پستان جان ستان دریاے حسن و لطافت کے دو حباب ابھری ابھری کچون کا جوبن توبہ شکن بے نظیر دو انتخاب بقول حکیم نواب مرزا صاحب کے سینہ پر دونون چھاتیان انمول ؛ اونچی چکنی کڑی کراری گول ؛ نعمت خان عالی کے جز آن پستان کہ بخشد نور دیدہ ؛ حباب از آب آئینہ کہ دیدہ ؛ ناف یا گرداب بحر حسن لطافت بار ہے یا جوش صفائی جسم نازک و نازنین سے چاہ ذقن کا عکس نمودار ہے کے زنا فش ماہ را شرمندگی بود ؛ مگر گرداب آب زندگی بود ؛ کمر تو معدوم ہے جو چیز نظر نہ آئے اسکی تعریف کیونکر کیجائے لمولفہ کمر کو ہیچ بنانے مین مصلحت کیا تھی ؛ خدا کی بات کوئی کیا بجز خدا جانے ؛

بقول مرزا دبیر صاحب مرحوم و مغفور

تعریف کمر مین شعرا کے ہین یہ اقوال
موے فقرہ مور سے کم بھی کہی مثقال

یہ بال کی ہے کھال و یا کھال یہ اک بال
اس مجے کمر ہی کی زبان سے یہ کھلا ہے

میزان نزاکت مین جو تولا تو کھلا حال
عالم ہمہ افسانۂ و ما دار دو ما ہیچ

دونون پہلو دو آئینۂ حسن خداداد ہین جنکی صورت مرآت خیال شعرا مین پھرا کرتی ہے لطافت و نزاکت پہلو بہ پہلو رہا کرتی ہے کے اسقدر صاف ہے اس رشک قمر کا پہلو ؛ کہ ادھر سے نظر آتا ہے ادھر کا پہلو ؛ رانون کی تعریف مین عقل حیران ہے آئینہ بلورین لوح الماس کا گمان ہے ساق سیمین وہ منور و پر ضیا ہے کہ جسپر شمع طور کا دھوکا ہے آتش کے دلایا یا د شب اسنے جو اسکے ساق سیمین کو ؛ رلایا صبح تک ہنس ہنس کے مین نے شمع بالین کو ؛ پانون رنگین قصر حسن و جمال پائے جاتے ہین تلوون کے آئینے سراپا ثابت قدمی کی صورت دکھاتے ہین لمولفہ کیا ہی پائے اس گل تر نے ہمارے ہاتھ پانون ؛ چھوٹے چھوٹے گورے گورے پیارے پیارے ہاتھ پانون ؛ اگر تکلیف نہو تو فقیر خانہ قریب ہی تشریف لے چلیے وہان آرام فرمایئے نیازمند کو بندۂ لطف و احسان بنایئے فریدون شوکت نے کہا آپ یہ کیا ارشاد فرماتے ہین بسم اللہ جلد چلیے دیر نہ کیجیے یہ سنکر خداداد وست شاہزادہ کو لیے ہوئے مکان پر آیا مراسم تواضع و تعظیم بہت اچھی طرح سے بجا لایا باہم ایسا اتحاد پیدا ہوا کہ یک جان دو قالب کا نقشہ ہوا ایک دن فریدون شوکت نے کہا جہان آپ نے اسقدر عنایت کی ہے مجکو اپنے گھر مین رہنے کی جگہ دی ہے اتنی اور عنایت کیجیے کہ ملک تک پہونچا دیجیے وہ بولا بہت خوب مگر چند سے صبر

کیجیے دل پر جبر کیجیے جلدی نہ فرمائیے اضطراب کام کو خراب کرتا ہی ہمنے اکثر امتحان کیا ہی آپ نے سعدی شیرازی کے پندنامہ مین نہین پڑھا ہی ع کہ تعجیل کار شیاطین بود

لیجانا خداداد وست کا فریدون شوکت کو دربار فغفور چین مین وہان ملکہ خورشید جبین کی ملاقات باہم کے حرف و حکایات پھر اُسکے سوالات شاہزادہ کے جوابات

ایک روز میان مسرت علی خان نواب ناظر خداداد وست کے گھر پر ملاقات کو تشریف لائے اِدھر اُدھر کے مذکور آئے خداداد وست نے میان صاحب سے شاہزادہ فریدون شوکت کی بہت تعریف کی انتہا سے زیادہ مدح و توصیف کی وہ بہت مشتاق ہوا اُسنے شہزادہ کو بلواکر ملوایا وہ بھی نہایت اخلاق سے پیش آیا پھر خداداد وست مسرت علی خان کو ایک مکان مین لے گیا اپنے مہمان کا سب حال مفصل بیان کیا اُسنے سُنکر جواب دیا آپ جانتے ہین شاہزادی جیسی تو حسن و صورت مین مشہور ہی ویسی ہی بدمزاجی سفاکی بیرحمی مین معروف نزدیک و دور ہی کہان کہان کے شاہزادے ملک ملک کے تاجدار ساتون اقلیمون کے شہریار اُسکے سوالات کے جوابات دینے کو آتے ہین جب مناظرہ سے عہدہ برا نہین ہوتے سیدھے ملک عدم کو تشریف لے جاتے ہین آپ آج کسی وقت شہزادہ کو سمجھائیے اُس پر یہ حالات حالی فرمائیے اگر وہ سمجھ جائے تو بہتر ورنہ مجبوری مجھ سے فرمائیے گا مین باحسن وجوہ بادشاہ سے تقریر کرونگا مقدمہ درست کرکے ضرور بلوالونگا اُس دن سے یہ دستور ہوا کہ دوسرے تیسرے میان مسرت علی خان یہان آتے گھڑی دو گھڑی بیٹھکر فریدون شوکت کی باتون سے لطف اُٹھاتے پردے پردے مین نصیحتانہ طور پر سمجھاتے اساس محبت فیمابین مستحکم ہوئی جب دربار کا وقت آتا تشریف لیجاتے ایکدن فریدون شوکت نے خداداد وست کو بہت مجبور کیا کہ آپنے سعدی کا قول نہین سُنا ع نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ؎ اب ایک ایک گھڑی مجکو ایک سال کے برابر ہی ایسے جینے سے مرنا بہتر ہی جب اِدھر سے تقاضا شدید ہوا خداداد وست نے نواب ناظر سے ذکر کیا اُسنے کہا اچھا آج قبلۂ عالم سے تقریب کرونگا انشاء اللہ تعالے جوبات کرونگا بہ تہذیب کرونگا چنانچہ اُسنے اُسی دن موقع پاکر فغفور چین سے دست بستہ عرض کی کہ خدا قبلۂ عالم کو سلامت رکھے ایک شاہزادہ والا تبار فلک وقار عالی جاہ گردون بارگاہ فریدون شوکت نام حلب کے بادشاہ کا فرزند ارجمند خداداد وست کے مکان پر آنزاہی حضور

کی شہزادی کے سوالون کا شہرہ اُسنے بھی سُنا ہی اُنکے جواب دینے پر آمادہ ہی غلام عرض نہین کر سکتا عجب شان وشوکت کا شہزادہ ہی سطوت وصولت اُسکے چہرۂ بے نظیر سے پیدا ہی فریدون شوکت اسم با مسمےٰ ہی نادیدہ اُسکے دام محبت مین گرفتار ہوکر یہان آیا ہی غلام نے باتون باتون مین اُسکو ہر طرح سے آزمایا ہی اگر حضور ملاحظہ فرمائینگے بہت خوش ہوجائینگے مگر افسوس اتنا ہی کہ اگر مناظرہ مین عہدہ برا نہوا تو مارا جائیگا اور شاہزادون کی طرح اُس بیچارے غریب الدیار کا بھی سرتن سے اُتارا جائیگا اگر حکم ہو تو جاؤن حضور مین لے آؤن فغفور نے حکم دیا ضرور جاؤ ہمارے پاس لے آؤ یہ کہکر اندر گیا بیٹی کو چھاتی سے لگا کر کہا کہ لو بیٹا اب ایک اور ملک زادہ تمھارے سوالون کا جواب دینے کو آیا ہی تم نے اُس غریب الدیار دور از وطن کو بلوایا ہی مگر میری جان تم اپنی یہ عادت چھوڑ دو بندگان خدا کا خون ناحق اپنی گردن پر نہ لو ہر چند باپ نے سمجھایا قہر وعتاب الٰہی سے ڈرایا لیکن اُس مغرور بحسن وجمال خویش کے دھیان مین مطلق نہ آیا چپکی بیٹھی سُنا کی کچھ جواب نہ دیا وہ متنغص ہوکر باہر چلا گیا ادھر خدادوست اور نواب ناظر دونون فریدون شوکت کو بتزک واحتشام حشمت ماں اکلام اپنے ساتھ در دولت فلک رفعت پر لائے پہلے مکانات شاہی دکھلائے پھر سنگ مرمر کے قلعہ پر چارون کونون پر چار برج طلائی نظر آئے تا تنگ مثل سورج جھنکار کوہ لرزان قیامت آثار حسین بخش توپین چڑھین دیوار دمین رند ہزار ور ہزار گولہ انداز وردیان پہنے توپون کے دہنے بائین ٹہلتے پائے اپنے کامون مین سرگرم وہوشیار ایک طرف میگزین کا انبار خندق وہ عریض وعمیق کہ نظر پار نہ جانے طول کی انتہا خیال مین نہ آئے قلعہ کی فصیلین اتنی چوڑی کہ فوج کے لوگ مع سامان حرب وضرب آبہر رہا کرتے دشمنون کی مار سے مطلق نہ ڈرتے قلعہ کا پھاٹک اتنا ہو بچا کہ دیکھنے والون کی پگڑی گرتی منبت کا کام ایسا باریک دمبدم کہ نظر پھر جذبہ چشم کی طرف نہ پھرتی مارپیچ ایسے بنے کہ دیکھے نہ سُنے دمدمے ایسے ایسے مضبوط ومستحکم کہ اگر لاکھ گولی پڑین خبر نہ ہو فوج سلطانی کا سر موضرر نہوا اگر برسون لڑے تو غنیم کا قلعہ مین گذر نہ ہو شکست پر شکست کھائے قلعہ ہاتھ نہ آئے کیسا ہی بہادر ہو مگر فتح نہ پائے شاہزادہ ابھی یہ سیر دیکھ رہا تھا کہ اتنے مین لال پردہ جھجی پر کھچا فغفور نے محل سے برآمد ہوکر دربار عام کیا اعیان دولت ارکان سلطنت نے بادشاہی قاعدہ سے سلام کیا خواجہ سرا وخدادوست فریدون شوکت کو لے کر اندر گئے بادشاہ اُسکو دیکھکر تخت سے اُٹھا دو قدم بڑھکر بغل گیر ہوا داہنی طرف تخت پر برابر بٹھا لیا ہنس ہنس کر تمام حال پوچھا کیا شہزادے نے اس فصاحت وبلاغت سے باتین کین کہ فغفور دنگ ہو گیا دربار کا اور رنگ ہو گیا اُس دن سے یہ دستور تھا کہ روز بادشاہ کے سلام کو جاتا خاصہ وہین نوش فرماتا اِدھر اُدھر کی باتین رہتین لطف کی ملاقاتین رہتین پہر دن رہے خدادوست

کے مکان پر آتا دربار کی کیفیت مفصل سُناتا ایک دن فغفور چین سے فریدون شوکت نے کہا کہ
قبلہ مین یہان رہنے کو نہین آیا ہون طول زمانہ سے بہت گھبرایا ہون ملکہ کو بلوائیے مصرع ع ہمین
میدان ہمین چوگان ہمین گوے ٭ آپ کے سامنے امتحان ہو جائے غالب و مغلوب کی صورت نظر
آئے سوالات کرین مجھ سے جوابات لین فغفور نے اعیان مملکت ارکان سلطنت اکابر و امرایان
شہر فصاحت ممالک محروسہ کو جمع کر کے خورشید جبین کو بلوایا اُس نے آنے مین اندک دیر کی
فریدون شوکت نے فغفور چین سے یہ بات کہی کہ دیکھیے ملکہ ابھی تک نہ آئین جلد طلب
فرمائیے میری جودت طبیعت ملاحظہ کیجیے داد انصاف دیجیے فغفور نے محل مین کہلا بھیجا کہ دربار مین
امیر وزیر صغیر و کبیر قاضی مفتی کوتوال اپنے بیگانے ملازم و غیر ملازم رعایا کا جم غفیر موجود ہے ایک میلہ
لگا ہے تم نے آنے مین اتنا عرصہ کیون کیا ہے نواب ناظر محل مین گیا فغفور کا حکم سُنایا پہلے تو ملکہ کا بدن
تھرایا پھر جی مضبوط کر کے بولی کہ اچھا آتی ہون اباجان سے کہو کہ شاہزادے سے ایک دستاویز اس
مضمون کی لکھوالین کہ اگر مین سوالون کا جواب نہ دے سکون گا تو مین نے اپنا خون بحل و مباح کیا لہذا
یہ اقرارنامہ لکھدیا بعد اس تحریر کے شاہزادہ اپنی مہر کر دے اور اقرارنامہ کے حاشیے پر سب لوگون کی
شہادتین ہو جائین ہم بکھیڑون سے فرصت پائین القصہ جب ان امور سے فرصت ہو چکی فریدون شوکت
نے حسب ضابطہ دستاویز لکھ دی خورشید جبین بہت بھاری پوشاک پہنے زیورات مرصع
سے آراستہ خرامان خرامان باندازِ معشوقانہ مثل عروس شب اول دریلے شرم و حجاب
مین غرق سولہ سنگار کیے ہزار خواصون کے جھرمٹ مین محل سے برآمد ہو کر ایک کرسی مرصع
پر نہایت کبر و نخوت سے بیٹھی دوسری کرسی جواہر نگار فریدون شوکت کے واسطے بچھی شاہزادہ
بلند ارادہ نے بھی بہ کمال شوکت و صولت قباے ملوکانہ دربر تاج مرصع خسروانہ سر پر
رکھ کر نہایت تبختر و بے پروائی سے کرسی زرین پر اجلاس کیا اُس وقت فغفور کا مطلق نہ خیال و
پاس کیا لیکن جسوقت سے ملکہ خورشید جبین کو بے پردہ دیکھا فسون عشق اثر کر گیا
معاذاللہ جیتے جی مر گیا جیسا شہرہ حُسن و جمال سُنا تھا اُس سے کروڑون درجے
بڑھا پایا بے اختیار میر تقی میر مرحوم کا یہ شعر زبان پر آیا ؎ کیا تن نازک ہے جان کو بھی
حسد جس تن پہ ہے ٭ کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے ٭ ؎ کیا نازکی کہون صنم
جامہ زیب کی ٭ بار گران ہے پیٹ پہ کرتی حریر کی ٭ قریب تھا کہ غش کھا کر کرسی
سے نیچے گر پڑے مگر مستقل مزاجی کو کام فرمایا جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی بیٹھا رہا تیور پر میل نہ آیا اِدھر
اسکا یہ حال اُدھر ملکہ خورشید جبین کی جب نگاہ چہرۂ بے نظیر غیرت بدر منیر فریدون شوکت
پر پڑی ایک برچھی عشق کی دل مین گڑی نزدیک تھا وہ بھی رعب حسن شہزادے سے بیہوش ہو جائے

صبرو استقلال مین فرق آئے مگر سنبھل کر جیسی بیٹھی تھی بیٹھی رہی اپنی جگہ سے جنبش نکی دل مین کہتی تھی کہ یہ جوان طرحدار آفت کا پرکالہ معلوم ہوتا ہی یہ ضرور بازی جیت لیگا مجھکو اسکی جورو بنیا پڑیگا قرینہ سے مفہوم ہوتا ہی الغرض خورشید جبین تیور بدل کر بولی کہ اے شہزادہ وطن آوارہ کیون اپنی جوانی کا دشمن ہوا ہی مجھکو تیرے شباب اور کمسنی پر رحم آتا ہی مین بڑی بے رحم سفاک جہان قتال عالم مشہور ہون مگر تیرے عزم و ارادہ سے مجبور ہون اب بھی کہتی ہون جہان سے آیا ہی وہان پھر جا اپنی جان سے گذر اس خیال محال سے درگذر اپنی نوجوانی پر رحم کھا اگر میرے سوالون کا جواب نہ دیگا فوراً قتل کر دونگی کسی سے نہ ڈرونگی تونے جتنے سر دروازے پر دیکھے ہین سب کو مین نے مارا ہی ایک ایک کا سر تن سے اُتارا ہی یہی تیرا بھی حال ہوگا بُرا مآل ہوگا یہ سنکر شہزادہ بے اختیار ہنس پڑا کہنے لگا کہ ہم پہلے ہی سے قتیل تیغ ابرو ہوچکے ہین تم کیا قتل کروگی جیسا سوال کروگی ویسا جواب سنوگی اب یہ مقام کلمہ و کلام نہین مجکو دم بھر آرام نہین جلد پوچھو کیا پوچھتی ہو جواب شافی و کافی لو ملکہ بولی۔ سوال وہ چار میخین کون ہین جن پر چار طاق قصر بدن قائم ہین -

جواب وہ چار عناصر آب و خاک و باد و آتش ہین س وہ چار شخص کون ہین جو نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین اور قیامت تک جیتے رہین گے ج وہ ایک حضرت خضر علیہ السلام دوسرے حضرت الیاس علیہ السلام تیسرے حضرت عیسے علیہ السلام چوتھے حضرت ادریس علیہ السلام ہین س وہ کون پیمبر زادے ہین کہ جو جھوٹ بولے تھے اور پھر رستگار ہوئے ج وہ فرزندان حضرت یعقوب علیہ السلام ہین س پہلے زمین پر خون ناحق کس کا گرا ج وہ خون ہابیل پسر جناب آدم علیہ السلام کا تھا جنکو قابیل اُن کے بھائی نے قتل کیا تھا س وہ جانور کون ہی جو پیدا ہوا ہی جب پانی سے نکلتا ہی مرجاتا ہی ج وہ مچھلی ہی س وہ کیا چیز ہی کہ آدمی دیو پری چرند پرند جتنے آسمان و زمین پر ہین سب پاس ہی اور خدا کے پاس بھی ہی اگر وہ چیز نہوتی تو دنیا مین بڑی مشکل ہوتی ج وہ غیرت ہی س وہ کون قیدخانہ تھا کہ جو چالیس دن اپنے قیدی کو لیے پھرا ج وہ شکم اُس مچھلی کا ہی کہ جو حضرت یونس علیہ السلام کو نگل گئی تھی بعد چالیس روز کے لب فرات آگل دیا حضرت یونس صحیح و سالم رہے خدا نے ان کے واسطے درخت کدو کو پیدا کیا وہ اُسکے سایہ مین تشریف رکھتے تھے تاکہ اُنکے بدن نازنین پر جو حرارت شکم ماہی سے نہایت نرم و خستہ ہوگیا تھا صدمہ نہ پہونچے س وہ چار حیوان کون ہین کہ جو بے پدر و مادر و بے خواہر و برادر زمین پر پیدا ہوئے ج ایک حضرت آدم دوسری حضرت حوا تیسرے ناقہ حضرت صالح چوتھے عصائے حضرت موسے علیہم السلام ہی س وہ زمین کون ہی کہ روز خلقت عالم سے ایک مرتبہ کے سوا پھر گذر آفتاب قیامت تک اُس زمین پر نہ ہوگا ج وہ زمین رود نیل ہی جب حضرت موسے علیہ السلام نے اپنا عصا پانی پر مارا وہ شگافتہ ہوا زمین نکل آئی آفتاب نے فوراً اُس زمین کو خشک کر دیا حضرت موسے کی قوم تخوبی تمام اُس راہ سے دریا کے پار چلی گئی جب

فرعون مع لشکر اُسی راہ سے چلا پانی نے چاروں طرف سے گھیر لیا زمین مخفی ہو گئی فرعون مع فوج غرق ہو گیا س وہ کون چیز ہی کہ نہ آدمی نہ دیو نہ فرشتہ تھی اور اپنی قوم کو نصیحت کرتی تھی ج وہ چیونٹی ہی کہ جب سواری حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُدھر سے نکلی تو سردار قوم نے یہ بات کہی قولہ تعالے یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان و جنودہ وہم لا یشعرون س وہ کون شخص تھا کہ جس نے اپنی زندگی میں مردوں کا عذاب اُٹھایا ج وہ حضرت ایوب علیہ السلام تھے س وہ جانور کون ہی کہ جسقدر زیادہ پیر ہو قوت و طاقت کثیر ہو ج وہ مچھلی اور سانپ ہیں س وہ کون رسول ہی کہ نہ آدمی نہ پری نہ فرشتہ ہی ج وہ غراب یعنی زاغ ہی قولہ تعالے فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض جب ہابیل کو قابیل نے قتل کیا تو حضرت آدم اپنے فرزند ارجمند کی لاش کو مدت تک لیے پھرے اور متحیر تھے کہ میں اس لاش کو کیا کروں اسلیے کہ اُسوقت تک کوئی مرا نہ تھا دفن و قبر کا نام سننا نہ تھا ایک دن بحکم الٰہی دو کوے لڑتے ہوئے زمین پر گرے ایک زاغ نے دوسرے زاغ کو مار ڈالا جو کہ قاتل تھا اُسنے ایک مقام پر زمین اپنی منقار سے بصورت قبر حفر کی اُس مقتول کوے کو اُس زمین میں پر رکھ کر مٹی ڈال دی یہ ترکیب حضرت آدمؑ نے ملاحظہ فرمائی اسیطرح زمین کھود کر اپنے لخت جگر کو دفن کیا مشہور ہی کہ وہ دونوں کوے دو فرشتہ تھے کہ حضرت آدمؑ کو تعلیم کے واسطے اس صورت سے آئے تھے اُس دن سے میت قبر میں دفن ہونے لگی س وہ دو بھائی کون تھے جو ایک سال اور ایک مہینے اور ایک دن اور ایک ساعت میں توام پیدا ہوئے اور ایک ساتھ دنیا سے انتقال کیا ایک بھائی کی عمر پچاس برس کی دوسرے بھائی کی عمر ڈیڑھ سو برس کی ہوئی ج وہ عزیرہ اور عزیر علیہ السلام ہیں یہ دونوں حقیقی توام پیدا ہوئے جب حضرت عزیر علیہ السلام کا سن پچیس سال کا ہوا اُسوقت خداوند عالم نے اُن کی روح قبض فرمائی اور سو برس تک مردہ پڑے رہے اُسکے بعد پروردگار عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے اُن کو زندہ فرمایا اور پچیس برس تک پھر زندہ رہے اُس کے بعد دونوں بھائیوں نے ایک ساتھ انتقال فرمایا اس حساب سے ایک بھائی کی عمر ڈیڑھ سو برس کی اور دوسرے بھائی کی عمر فقط پچاس برس کی ہوئی۔ جب اس مناظرہ کو طول ہوا دن کم رہا خورشید جبین نے کہا آج بہت دیر ہوئی میں تھک گئی دن ہر طرح کی مشقت اور کام کے لیے ہی شب راحت و آرام کے لیے ہی حق تعالے نے کلام مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہی جعل اللیل لباسا وجعل النہار معاشا آیا ہی اب میں جاتی ہوں تم بھی رخصت ہو ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا رستہ لو آج کے سوال سہل و آسان تھے تم نے جواب دیے کل قدر عافیت معلوم ہوگی ساری ذہانت و ذکاوت طبیعت کی معدوم ہو گی اچھا خدا حافظ سدھارو کل پھر آنا ضرور تشریف لانا یہ کہکر وہ اس نازو ادا سے اُٹھی کہ شاہزادہ کا جی بیٹھ گیا بے اختیار

یہ مصرع پڑھا ع ہر چہ بستنی وچہ بر خاستنی ۔ ملکہ محل مین داخل ہوئی دربار برخاست ہوا فغفور
چین نے اٹھکر فریدون شوکت کو گلے سے لگایا بہت تحسین نہایت آفرین کی اہل دربار نے
بھی داد ذکاوت دی فغفور نے زر وجواہر بے شمار نثار کیا دوبارہ پھر گلے لگاکر پیار کیا شاہزادہ کمال
شادان و فرحان خدادوست کے گھر پر آیا اُسنے کیفیت پوچھی اسنے سب حال مفصل سُنایا تمام
شب آرام کیا صبح کو پھر چلنے کا اہتمام کیا رخش پری پیکر پر سوار ہوکر ایوان شاہی مین آیا فغفور نے محل
مین کہلا بھیجا کہ فریدون شوکت تشریف لایا تم بھی جلد آؤ بہت راہ نہ دکھلاؤ خورشید جبین بھی آئی
شاہزادے کی تعریف فرمائی پھر بولی س وہ کون دو جانور ہین کہ جنکا کھانا بغیر ذبح کے حلال ہے ج
وہ ایک مچھلی ہے دوسری ٹیڑی ہے س وہ کیا چیز ہے کہ پہلے حلال تھی جب خون ہوگئی حرام ہوئی جب
اُس سے بچہ پیدا ہوا حلال ہوگئی ج وہ تخم مرغ خانگی ہے س وہ بارہ آدمی کون ہین کہ جب شہر سے نکلے
تو بارہ تھے اور جب گھر مین آئے تو بارہ ہزار تھے ج وہ فرزندان یعقوب علیہ السلام ہین جب کنعان سے
مصر کو گئے تو بارہ تھے جب مصر سے کنعان مین پہنچے تو بارہ ہزار آدمی تھے س وہ کون سی رحمت آلٰہی ہے
کہ جس سے لوگ بھاگتے ہین ج وہ بارش باران ہے س وہ کونسا درخت ہے کہ جسکی بارہ شاخین ہین اور
ہر شاخ مین تیس پتے ہوتے ہین اور ہر برگ مین ایک طرف سفید اور دوسرے طرف سیاہ ہوتا ہے ج وہ
سال ہے کہ بارہ مہینے کا ہوتا ہے اور ہر مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور سفیدی و سیاہی سے دن رات مراد ہے
س وہ کون ایسی نادیدہ گواہی ہے کہ جسکی اداے شہادت سے انسان سزاوار بہشت ہوجاتا ہے ج وہ گواہی
توحید آلٰہی کی ہے جب آدمی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے مستحق بہشت برین ہوتا ہے س وہ دو دوست کون
ہین جو آپس مین ملے رہتے ہین جدا نہین ہوتے اور وہ دو دشمن کون ہین جو ایک دوسرے سے
الگ رہتے ہین ج وہ دن اور رات ہے س وہ جانور کون ہے کہ جسنے بیضہ نہین دیا اور بچہ پیدا ہوا وہ بچہ
تھوڑا حلال ہے اور بہت حرام ج وہ نہر طالوت ہے جسکا ذکر کلام مجید و فرقان حمید مین آیا ہے رب العزت
نے یون ارشاد فرمایا ہے ان اللہ مبتلیکم بنہر فمن شرب منہ فلیس منی و من لم یطعمہ فانہ منی الا من اغترف غرفۃ
بیدہ فشربوا منہ الا قلیلا منہم س وہ کون کون لوگ تھے جنکو خدا نے خبر دی تھی کہ جو کریگا پشیمان ہوگا
اور جو نہ کریگا وہ بھی پشیمان ہوگا ج وہ قوم طالوت ہے جب لوگ تلاش نہر کو چلے تو راہ مین سنگریزے
دیکھے طالوت سے خبر کی وہ بولا کہ جاؤ سنگریزے اٹھا لاؤ کچھ لوگون نے لیے اور کچھ لوگون نے نہ لیے
جو لائے تھے ان کے سنگریزے الماس ہوگئے کم لینے سے پشیمان ہوئے اور جن لوگون نے وہ سنگریزے
نہ اٹھائے خالی ہاتھ آئے وہ بھی بہت پچھتائے کہ اگر ہم بھی لاتے تو بہت الماس پاتے س وہ
لوگ کون تھے کہ جھوٹ بولے جنت پائی اور وہ کون لوگ تھے کہ سچ بولے اور دوزخ پائی ج جن
لوگون نے جھوٹ بول کر بہشت پایا وہ برادران یوسف علیہ السلام تھے اور جو سچ بول کر دوزخ کو

گئے وہ گبر و ترسا تھے تو اللہ تعالیٰ نے وقالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیء وہ دن بھی مناظرہ مین تمام ہوا جب
قریب وقت شام ہوا خورشید جبین نے کہا کہ اب مین جاتی ہون تم بھی سدھارو کل پھر آنا
خبردار بھول نہ جانا یہ کہکر وہ محل مین گئی شاہزادہ اودھر چلا بادشاہ سے رخصت ہوا فغفور نے
ایک ملبوس خاص نہایت گران بہا کہ جسکی قیمت سوا خدا کے کوئی نہین جانتا فریدون شوکت
کو عطا کیا شاہزادہ خندا و دسلت کے گھر پر آیا سب حال مفصل سنایا وہ بہت مسرور ہوا دوسرے
دن پھر چلنے کا مذکور ہوا صبح کو شاہزادہ پھر سوار ہوا بدستور دربار ہوا فغفور نے شاہزادہ کو اپنے
برابر تخت پر بٹھایا خورشید جبین کو بلوایا اس دن وہ بہت بھاری پوشاک زرق برق پہنکر
عروس شب اول بنکر بہت ناز و ادا سے تشریف لائی جواہر نگار کرسی پر جگہ پائی باہم مناظرہ کی
نوبت آئی تو خورشید جبین نے یہ بات فرمائی س وہ طاعت کون ہے جسکے بجالانے سے
انسان مستحق دوزخ ہوتا ہے اور وہ معصیت کون ہے جسکے بجالانے سے آدمی بہشت برین کا سزاوار
ہوتا ہے ج وہ طاعت وہ ہے کہ جس پر انسان مغرور ہو جائے اور گھمنڈ کرے اور وہ گناہ وہ ہے کہ آدمی جسکو
عمل مین لا کر نادم و پشیمان ہو اور اسکے ترک کا قصد مصمم رکھے س خدا کیا چیز چھپاتا ہے اور جناب
محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بہشت مین کیا تناول فرماتے ہین ج خدا اپنے بندون کا عیب چھپاتا
ہے اور ہمارے پیغمبر غم امت نوش کرتے ہین س ساتون آسمانون کے کیا کیا نام ہین اور کن کن
چیزون سے بنے ہین ج آسمان اول یعنے آسمان دنیا زمرد سبز سے بنا ہے اور اسکا نام رقیعا
ہے آسمان دوم سیم سفید سے بنا ہے اور نام اسکا ارقلون ہے آسمان سوم یاقوت سرخ کا ہے اور نام قیدوم ہے
آسمان چہارم گوہر سفید کا ہے اور نام اسکا ماعونا ہے آسمان پنجم زر سرخ کا ہے اور نام اسکا اریقا ہے
آسمان ششم یاقوت زرد کا ہے اور نام اسکا دفنا ہے آسمان ہفتم نور کا ہے اور نام اسکا عریبا ہے اور ضراح
بھی کہتے ہین س وہ کون چیز ہے جو بے جان ہے اور سانس لیتی ہے ج وہ صبح ہے بقولہ
تعالیٰ والصبح اذا تنفس س وہ دو چیزین کون ہین جو گھٹا بڑھا کرتی ہین اور آدمی انکو نہین
دیکھتا ج وہ دن رات ہین کہ جن کی کمی بیشی نظر نہین آتی س حضرت حوا کی خلقت حضرت آدم علیہ السلام
سے یا حضرت آدم کی خلقت حضرت حوا سے ہے ج حوا کی خلقت حضرت آدم سے ہوئی ہے
اگر آدم حوا سے پیدا ہوئے ہوتے تو طلاق عورتون کے اختیار مین ہوتی نہ مردون کے اختیار مین
س حضرت حوا حضرت آدم کے کل سے بنی ہین یا جزو سے ج اگر کل سے بنی ہوتین تو قاضی عورتین
ہوتین نہ مرد س حضرت حوا حضرت آدم کے باطن سے خلق ہوئین یا ظاہر سے ج باطن سے
اگر ظاہر سے خلق ہوتین تو عورتین بھی مثل مردون کے بے پردہ رہا کرتین س حضرت حوا
حضرت آدم کی جانب راست سے خلق ہوئین یا جانب چپ سے ج جانب چپ سے

اگر جانب راست سے پیدا ہوتین تو مردون کی طرح برابر حصہ پاتین اور گواہی عورتون کی بھی مثل مردون کی گواہی کے ہوتی س ساتوین آسمان کے اوپر کیا کیا چیزین ہین ج ساتوین آسمان پر بحر الحیوان ہے اور اُسکے اوپر بحر الظلمت ہے اُسکے اوپر بحر النور ہے اُسکے اوپر حجب ہین اُسکے اوپر سدرۃ المنتہیٰ ہے اُسکے اوپر حجاب الحمد ہے اور اُسکے اوپر حجاب الجبروت ہے اُسکے اوپر حجب العز ہے اُسکے اوپر حجاب العظمت ہے اُسکے اوپر حجاب الکبریا ہے اُسکے اوپر کرسی ہے اُسکے اوپر عرش ہے آگے مقام ادب ہے س سواے انبیا اور ملکس عسل کے اور بھی کسی پر وحی نازل ہوئی یا نہین ج ہان کوہ طور سینا پر اس امر کی وحی نازل ہوئی تھی کہ حضرت موسیٰ کو اسقدر بلند کر کہ وہ آسمان سے وہ لوحین جو ہم نے انگودی ہین لے لین س زمین کے نیچے کیا کیا چیزین ہین ج زمین کے نیچے گاے ہے اُسکے چار پانون ہین اور وہ ایک سفید پتھر پر قائم ہے اُسکے چالیس دانت ہین سر اُسکا مشرق مین ہے اور دُم مغرب مین ہے اور وہ ایک قرن سے دوسرے قرن تک جس کی مدت پچاس ہزار برس کی ہے خداوند عالم کو سجدہ کرتی ہے اُس کے نیچے ایک پہاڑ ہے اُسکا نام صعود ہے جسکو خداوند عالم نے مشرکون کے لیے بنایا ہے کہ وہ پچاس ہزار برس تک اُسپر چڑھا کرتے ہین اور جب اُسکی چوٹی پر پہونچتے ہین تو وہان چقماقون سے مار کر نیچے گرا دیے جاتے ہین اور اُس پہاڑ کے نیچے پھر زمین ہے اُسکا نام ناعمہ ہے اُسکے نیچے سمندر ہے اُسکا نام زاجر ہے اُسکے نیچے پھر زمین ہے اُسکا نام فصیحا ہے اور وہ زمین مثل آفتاب کے سفید ہے اُسکی خوشبو مثل مشک کے ہے اور چمک مثل ماہتاب کے ہے اور گھانس اُسکی مثل زعفران کے ہے اور وہ پرہیزگارون کے واسطے بنائی گئی ہے اُسکے نیچے سمندر ہے اُسکا نام مقام ہے اُسمین ایک مچھلی ہے اُسکا نام بلہوت ہے اُسکا سر مشرق مین ہے اور دُم مغرب مین ہے اور اُسکی پشت پر تمام زمین اور سمندر اور پہاڑ ہین اور ظلمت ہے اور اُسکی دونون آنکھون کے بیچ مین سات سمندر ہین اور ہر سمندر مین ستر ہزار شہر ہین س وہ کون شے ہے جو لاشے ہے اور وہ کون شے ہے جو کچھ شے ہے اور وہ کون شے ہے جس سے کوئی شے کم نہین ہوتی ج وہ شے جو لاشے ہے وہ دنیاے فانی ہے اور وہ شے جو کچھ شے ہے وہ عرصۂ محشر ہے اور وہ شے جس سے کوئی شے کم نہین وہ جنت و نار ہے کہ نہ نعمت جنت کی کم ہوتی ہے اور نہ عذاب نار کا کم ہوتا ہے س وہ کون چیز ہے جو خدا کے پاس نہین ج وہ ظلم ہے س وہ کون چیز ہے جو آسمان پر نہین ہے ج وہ قبر ہے س وہ کون چیز ہے جو بہشت مین نہین ہے ج وہ رنج و غم اور فکر ہے س وہ کون چیز ہے جو دوزخ مین نہین ہے ج وہ نجات ہے س وہ کون تین شخص ہین جو سوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دہکتی آگ مین ڈالے گئے اور پھر سلامت رہے ج وہ تین شخص بنی اسرائیل تھے جنکو بخت نصر بیت المقدس سے قید کر لایا تھا اور پھر اُن تینون شخصون کو بڑے بڑے عہدون پر مقرر کیا اُن مین سے ایک شخص کا نام شدرخ اور دوسرے کا نام میشخ اور تیسرے کا نام عبدنغو تھا اور قصہ اسکا یہ ہے

کہ بخت نصر نے ایک بت سونے کا ساٹھ گز کا لمبا اور چھ گز کا چوڑا بنایا تھا اور اپنے ملک کے عہدہ دارون
اور باشندون کو اُسکو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ بھی اعلان کیا تھا کہ جو شخص اُسکو سجدہ نہ کرے گا وہ
دہکتی ہوئی آگ مین ڈالا جائے گا چنانچہ سب لوگون نے اسکو سجدہ کیا مگر ان مین تین شخصون نے سجدہ نہ کیا
لوگون نے اس امر کی خبر بخت نصر کو پہونچائی اُسکو غصہ آیا حکم دیا کہ اُن تینون آدمیون کو پکڑ لاؤ جب
وہ آئے تو اُس نے اُن سے کہا کہ تم لوگ اُس بت کو کیون نہین سجدہ کرتے ہو اگر اب بھی سجدہ
کرو تو بہتر ہی ورنہ اسیوقت مین تمکو اس آتش سوزان مین ڈال دون گا وہ کون خدا ہی جو تم کو میرے عذاب سے
بچائے گا ان لوگون نے جواب دیا کہ ہم ہرگز تیرے بت کو سجدہ نہ کرین گے ہمارا خدا ہم کو اس
عذاب الیم سے محفوظ رکھے گا یہ سنکر بخت نصر کو غیظ آیا اور حکم دیا جتنی آگ معمولی جلائی جاتی
ہو اُس سے ہزار درجہ زیادہ آگ جلائی جائے اور خوب دہکائی جائے چنانچہ فی الفور ایک بڑا
ابھرا آگ کا مثل آتش نمرود لگایا گیا اور یہ لوگ مشکین باندھ کر اُس مین ڈالے گئے جن
لوگون نے انکو اس دہکتی ہوئی آگ مین ڈالا تھا وہ فوراً جل گئے اور یہ تینون شخص جنکا ایمان
اور یقین کامل تھا صحیح و سالم اُس آتش سوزان مین پھرا کیے سر مو ضرر نہ ہوا یہ دیکھکر بخت نصر کو کمال
عبرت ہوئی اور چیخ کر کہنے لگا کہ ای بندگان خدا بیشک تمھارا خدا برحق ہی تم نکل آؤ اور اب مین حکم
دیتا ہون کہ جو شخص تمھارے باب مین کوئی بد کلمہ کہے گا مین اُس کی بوٹیان کاٹ ڈالون گا اور
اُسکا گھر بار ویران و تاراج کرکے اُسکو مزبلہ پر ڈال دون گا س وہ کون چیز ہی جو سوا خدا کے
اور کسی کے پاس نہین ہی ج وہ علم غیب ہی س وہ کون چیز ہی کہ سب لوگ کھاتے ہین اور
جب اُسکا سر کاٹ ڈالین تو زہر ہو جائے پھر جو کھائے فوراً مر جائے ج وہ قسم ہی جب قسم کا
سر قاف ہی اُسکو جدا کر ڈالین تو سم رہجائے سم زہر کو کہتے ہین جو شخص زہر کو کھاتا ہی وہ مر جاتا ہی
س وہ کون چیز ہی جو خدا کی ذات سے منفک نہین ہوتی ج وہ اسکا علم ہی س وہ کون چیز ہی
جسپر خدا قادر نہین ہی ج وہ محال ہی یعنی خدا اپنا مثل و شریک پیدا کرنے پر قادر نہین ہی س حق و
باطل مین کتنا فرق ہی ج چار انگل کا یعنی چشم و گوش مین چار انگشت کا فرق ہی س وہ کون چیز ہی جو بے مادر و پدر پیدا
ہوئی ہی نہ آسمان مین نہ زمین مین ہی اور غذا اُسکی انسان کا گوشت ہی ج وہ فکر ہی س وہ تین چیزین کون ہین
جو نہ خدا کے پاس ہین اور نہ خدا کی طرف سے ہین اور نہ خدا اُنکو جانتا ہی ج وہ چیز جو خدا کے پاس
نہین ہی اور نہ اُسکے لیے وہ زوجہ اور پسر ہی اور جو چیز خدا کی طرف سے نہین ہی وہ ظلم ہی اور جس
چیز کو خدا نہین جانتا وہ اُسکا شریک ہی س ایک ربع حصہ آدمیون کا کس دن مرا ج جس دن
قابیل نے حضرت ہابیل کو شہید کیا اُس روز تک فقط چار آدمی دنیا مین تھے حضرت آدم حضرت
حوا حضرت ہابیل اور اُنکا بھائی قابیل جب حضرت ہابیل قتل ہوئے تو صرف تین آدمی

رہے اُسکے بعد قیامت تک کوئی لحد او مرنے والون کی نہین بیان کرسکتا ہی وہ کون مقام زمین پر ہی جہان تیس برس کا ایک مہینہ ہوتا ہی ج وہ مقام عرض تسعین کا ہی جہان عرض البلد ربع دور یعنی نوّے درجہ کا ہی از بسکہ اُس ملک کا افق خط استوا واقع ہوا ہی اور آفتاب چھ مہینے خط استوا کے داہنے طرف اور چھ مہینے بائین طرف رہتا ہی لہذا جب آفتاب برج حمل مین آتا ہی تو اس ملک مین صبح صادق ہوتی ہی اور جب نقطۂ انقلاب صیفی یعنی منتہاے میل کلّی پر برج سرطان مین آتا ہی تو دوپہر ہوتی ہی اور جب نقطۂ اعتدال خریفی یعنی برج میزان مین آتا ہی تب شام ہوتی ہی اور جب نقطۂ انقلاب شتوی یعنی برج جدی مین آتا ہی تو آدھی رات ہوتی ہی اور جب برج حوت مین آتا ہی تو وہ وقت صبح کاذب کا ہوتا ہی اور پھر جب نقطۂ اعتدال ربیعی یعنی برج حمل مین آتا ہی تو پھر صبح ہوتی ہی اس حساب سے وہان کے ایک شبانہ روز مین آفتاب بروج دوازدہ گانہ مین اپنا دورہ ختم کرتا ہی اور یہ مدت ایک سال کی ہی لہذا تیس سال کی مدت برابر اُس ملک کے ایک مہینے کی ہوتی ہی

شکار کھیلنا فریدون شوکت کا فغفور چین کے ہمراہ اور اُس کی واہ واہ

جب ملکہ خورشید جبین کو سوالون سے فرصت ہوئی سب کے جوابات شافی و دندان شکن پاکر غرق دریاے حیرت ہوئی سلطان چین نے مع حضار دربار فریدون شوکت کی بہت مدح و ثنا کی تعریف و توصیف تحسین و آفرین بے انتہا کی ایک خلعت فاخرہ نہایت گران بہا مع کنیزان ماہ پیکر و غلامان زرین کمر و اسپان خوش خرام و افیال کوہ تمثال و زر و جواہر بے شمار و اشیاے عجائب و نوادر روزگار عطا کیا فریدون شوکت نے شکریہ عطیہ ادا کیا بادشاہ نے ہنگام رخصت شاہزادہ سے فرمایا کہ مین تمھارا حق مہمانی بجا نہ لایا ہمارا جی چاہتا ہی کل ہم تم باہم شکار کھیلین سیر صحرا ہی کے لطف اُٹھائین دن بھر صیدگاہ مین رہین شام کو واپس آئین کل ضرور آنا بھول نہ جانا شہزادے نے عرض کی بہت خوب کل حاضر ہونگا آپکی عدول حکمی نہ کرونگا القصہ شاہزادہ عالیجاہ مظفر و منصور بکر و فر شاہی و شوکت و صولت نامتناہی خداداد دوست کے گھر پر آیا وہ مراسم تعظیم و تکریم بجا لایا مناظرہ جیتنے میدان مار لینے اپنی فتح ملکہ کی شکست کی دیر تک باتین رہین لطف کی ملاقاتین رہین پھر فریدون شوکت نے کہا کل شکار کھیلنے کو جائینگے بادشاہ کا حکم بجا لائینگے خداداد دوست یہ باتین سُنکر بہت مسرور ہوا خیال فاسد و وہم باطل دل سے دور ہوا بولا کہ تم خوش نصیب بیشک ہو ملکہ خورشید جبین تم کو مبارک ہو ادھر یہ ذکر تھا اُدھر فغفور چین نے سامان شکار کی تیاری کا حکم دیا یہان کیا تاخیر تھی فقط حکم فرمانے کی دیر تھی وہان فریدون شوکت علی الصباح رہوار صبا رفتار

پر سوار ہوکر فغفور کے مکان پر آیا مسرت علی خان نواب ناظر سے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کو خبر کرو میرے آنے کا حال کہو وہ گیا بادشاہ سے اطلاع کی وہ شکاری لباس پہنکر باہر آیا فریدون شوکت آداب بجالایا اُسنے گلے سے لگایا سواری رات سے تیار تھی عجب شوکت نہایت بہار تھی باز بحری جرے بلشے شاہین ایسے اچھے کہ دیدہ شنید تازی کتے شکاری ایسے عمدہ کہ جنکا جواب ناپدید قراول باز دار اُستاد کا غرض سب سامان شکار موجود ویسا تھا ہر قسم کا شکاری جانور اپنے سباع طبعی مین عمدہ تھا فغفور چین فیل کوہ عدیل پر سوار ہوا چلنے پر نہایت تزک و احتشام سے تیار ہوا مرزا رفیع سوداؔ

شان و شکوہ اُسکے ہاتھی کی کیا بیان ہو	چرخی بجائے اُسکے گر چرخ آسمان ہو	ہی سربلند اتنا یہ بھی عجب نہین ہی
آنکس بپاہ نو کے گرد ست پیلبان ہو	دانتون کے بیچ اُسکے ہی اسقدر جھبونڈا	وصف ضخامت اُسکا کیسے تو کیا بیان ہو
اس دانت سے تو ہم اُس دانت تک جو گذرے	پہونچے نہ یکدن مین تا شب نہ درمیان ہو	پائل بھبول سائل کیا کیا ہین وصف اُسکے
کیا دخل ہی جو سمین شوخی ہو یا امکان ہو	کج باگ ٹک جھاوت چھیڑے تو یون چلے ہے	عاشق کی وصل کی شب جسطرح سے روان ہو

فریدون شوکت سے کہا کہ بابا میرے پاس آؤ ہودج زرین مین جلوس فرماؤ وہ بولا کہ قبلہ مین گھوڑے پر سوار ہون گا اس عربی نژاد کا حسن خوشخرامی دیکھون گا فریدون شوکت نے اپنا ابرش برق مثال طلب فرمایا شاطر باگ ڈور پر لگا زیور مرصع سے سجا دُلھن کی صورت بنا آہستہ آہستہ قدم قدم لایا عرفی سے

توحش اللہ زسبکسیر سمند تو کہ ہست	دو دمان گسل از شوخی او مستاصل	آن سبکسیر کہ گر گرم عنانش سازی
از ازل سوے ابد و ز ابد آید بازل	قطرہا کش دم رفتن چکد از پیشانی	شبنم آسائش نشیند گہ رجعت بہ کفل

مرزا رفیع سوداؔ

تیغ سے نعل کی اُسکے مین اگر دون تشبیہ	کرے دورہ کو تمام اپنے بہ یک آن زحل

القصہ وہ شمسین آسمان سلطنت و فرقدین سپہر خلافت بشوکت شاہانہ و سطوت خسروانہ سوار ہوئے شکار گاہ کی طرف گرم رفتار ہوئے فوج مین ڈنکا ہوا سلامی ہوئی جو جو پیدل سوار دور دور تھے قریب آگئے شرف زیارت پا گئے آہستہ آہستہ سواری چلی گویا چمن سے باد بہاری چلی ہاتھی پر فغفور گھوڑے پر شہزادہ بگدھریان دکھاتا چلا بہت کر وفر سے صیدگاہ مین جا پہونچا شکاری تلاش شکار مین ادھر اُدھر پھرنے لگے طرفین سے ولایتی بندوقین چقماقین شیر بچے رفل سر ہونے لگے طائران ہوا زمین پر گرنے لگے قراولون نے باز بحری جرے باشے چھوڑے ڈوریون نے تازی کتے چھوڑے کسی کو اُسنے دبوچا کسیکو اُسنے نوچا پرندون مین قاز قرقرے کبوتر بھرل مرغابیان طاؤس تیتر کوے بٹیر چرندون مین ہرن چیتل پاڑھے نیل گاؤ بارہ سنگے شکار ہونے لگے جانوران بحر و بر کے جا بجا انبار ہونے لگے کسی شکار پر فغفور نے ہاتھی دوڑایا شیر بچہ داغا رفل لگایا کسی صید پر فریدون شوکت نے گھوڑا اُٹھایا قرابین جھونکی چقماق سے کام لیا جب دونون شیران عرصہ ہیجا تھک گئے تھوڑی دیر آرام لیا پھر بدستور شکار مین مصروف ہوئے

شکاری لوگ جابجا سے شکار لائے ہر قسم کے جانور مار لائے میر تقی صاحب میر

روانہ ہوئی فوج دریا کے رنگ
لگے کانپنے ڈر سے شیر و پلنگ
طیور آشیانون سے جانے لگے
وحوش اپنی جانین بچانے لگے
سُن آواز شیران نر ڈر گئے
پلنگ و نمر خوف سے مر گئے
جہان تیر آیا نظر صید تھا
بیابان اُسی بہن سے قید تھا
گئے مست ہاتھی مکانون کو چھوڑ
دیے پنجۂ شیر نلیون سے توڑ
نہ دیکھا نہ ہم نے سُنا یہ شکار
کہ بکری سا ہاتھی کو لیتے ہین مار
پلنگان صحرا کے دل خون کیے
نہنگان دریا ہوئے مر جیے
عجب تر یہ ہے صید کرنیکا ڈھنگ
کہ جو رنگ ہاتھی ہوئے بیدرنگ
درندون کا پیدا نہ نام و نشان
نہ شیر ژیان و نہ پیل دمان
پہاڑ ایک ہاتھی مقابل ہوا
بزور آمد و شد کا حائل ہوا
جٹے دونون وہ دیو میدان مین
اُٹھا شور محشر بیابان مین
جہان دونون فیلون کی تھی سرزنی
شتر مرغ سے وان نہ ہو پرزنی
اشارہ ہوا اسکے جو رنگ کا
سبھون کو ارادہ ہوا جنگ کا
برسنے لگا مینہ تیرونکا زور
ہوا فیل باران کا جنگل مین شور
لگی پڑنے بجلی سی تیغ سیاہ
پریشان ہو جیسے ابر سیاہ
نہایت وہ ہاتھی ہوا لخت لخت
گرا یون کہ جون پارۂ کوہ سخت
کرون صید ہای کا مین کیا بیان
کہ فیلون پہ تھے تودہ تودہ روان
پڑے سیکڑون دام تالاب مین
نہ چھوٹی تنک خاک اُس آب مین
نہ تیتر نہ طاؤس صحرا کے بیچ
نہ ماہی نہ مرغابی دریا کے بیچ

فغفور چین نے ہاتھی کا شکار کیا

اُس نوشیروان عہد یعنی **فریدون شوکت** نے نو شیر زندہ پکڑے لوہے کی زنجیرون مین جکڑے دن بھر اسی شغل مین گذرا جب شام قریب آئی مراجعت کا قصد کیا فغفور چین نے شاہزادہ کو اُس کی دلیری اور بہادری دیکھکر عین شکارگاہ مین بہت گران بہا خلعت فاخرہ دیا سواری بہت تیز و تند چلی چراغ جلے گھر پہونچے فغفور چین محل مین داخل ہوا **فریدون شوکت خدادوست** کے گھر پر گیا اُس دن سے یہ قاعدہ مقرر ہوا کہ شاہزادہ دن بھر فغفور کی خدمت مین حاضر رہتا شب کو **خدادوست** کے مکان پر راحت و آرام سے بسر کرتا اسی طرح ہر روز شام کو سحر کرتا اِدھر تو یہ صورت تھی اُدھر ملکہ **خورشید جبین** کی یہ کیفیت تھی کہ دن بھر ایک گوشۂ محل مین محجوب پڑی رہتی اپنے دل کیحالت کسی سے نہ کہتی ایک عورت ملکہ کی ہم سن و ہمراز تھی خلا ملا مین اُسکی مونس و دمساز تھی اُسنے جو ملکہ کی صورت دیکھی بلائین لے کر بولی کہ مین قربان میری جان یہ کیا حال ہے سچ کہو تمھارے دشمنون کو کس بات کا ملال ہے مین تمھاری رازدار ہون تمھارا حال کسی سے نہ کہون گی کانون کان کسی کو خبر نہ ہوگی اپنے دل مین رکھون گی کب میرے دشمن سڑی دیوانے ہین جو تمھارا راز افشا کرون گی جس کو پاؤن گی اُس سے کہدون گی اگر تم کو میرے کہنے کا باور نہ ہو مجھ سے بڑی روئی اٹھوا لو. ملکہ بولی مین کیا کہون جب سے **فریدون شوکت** مجھ پر غالب ہوا ہے میرے وصل کا طالب

ہوا ہی تیرا جی چاہتا ہی مین اپنی جان دیدون مگر اُسکا احسان نہ لون خدا جانے وہ کون ہی کہان سے آیا ہی اُس نے
اپنے تئین حلب کا شہزادہ بنایا ہی کیا اُسکے ماتھے پر لکھا ہی ابا جان جو اُسکی محبت کا دم بھرتے ہین دیکھو مین
کہے دیتی ہون بُرا کرتے ہین اُسکو جو اپنا دوست جانی بنایا ہی مین تو جانتی ہون اُسنے جادو کیا ہی مین تو کبھی
اُسکے ساتھ شادی نہ کرونگی جیتی پیدا ہوئی ویسی بیٹھی رہونگی خدا کی قدرت ہی مین اُن کی خوشی کے لیے ایسے
ویسے پنچھی پردیسی سے جسکا حسب نسب ذات پات معلوم نہین شادی کرون کنبہ بھر کی بدنامی لون
لوگون کے طعنے تشنے اُٹھاؤن اپنی شہزادی پنے مین دھبہ لگاؤن اگر اُن کو آپکا خیال ہی میرے
نہ راضی ہونیکا ملال ہی تو اُسکو ملک مال جاگیر انعام خلعت اسقدر دین کہ وہ لے نہ سکے خوشی خوشی اپنے گھر کا
راستہ لے وہ بولی واہ واہ شاباش حضور نے خوب اُسکی قدردانی کی اُسکی محنت مشقت کی کیا اچھی
داد دی اگر سچ سچ کہون گی تو خفا ہوگی ناراض حد سے زیادہ ہوگی اُسمین تمھارے باپ کا کیا قصور
ہی سر تا پا تمھارا فتور ہی تم نے پہلے کیا سمجھ کر یہ شرط کی تھی اپنی شادی سوالون کے جوابات پر
کیون موقوف رکھی تھی اب جو اُس سے ہاری بیٹھی ہو تو یہ نخرہ تمھارنی ہونی ہی ہوش مین آؤ جواہن پکڑو
عقل کے ناخون لو سمجھ بوجھ کر بات کرو اللہ رکھے جوان جہان ہو سلامتی سے اپنا اچھا بُرا نیک و بد
پہچانتی ہو عقلمند ہوشیار ہو سب باتین جانتی ہو رنڈی مرد کا ساتھ تو خدا نے بنایا ہی حضرت آدمؑ کے
وقت سے ہوتا آیا ہی اگر وہ تم پر غالب ہوا تو شرم کیا ہی الرجال قوامون علی النساء خدا نے کہا ہی تم ابھی تک
پالنے مین جھولتی ہو نادان بنی رہتی ہو جو بات کہتی ہو بیوقوفی کی کہتی ہو اگر وہ تمھارا عاشق نہ ہوتا تو اتنی مصیبتین
منزلون کی اذیتین کیون اُٹھاتا طرح طرح کی آفتین قسم قسم کی صعوبتین جنگلون کی تکلیفین پہاڑون کی
سختیان جھیل کر ایسے پاپڑ بیل کر گھر بار چھوڑ کر مان باپ عزیز و اقارب سے منھ موڑ کر یہان تک کیون آتا
اور اگر یہ کہو کہ وہ شاہزادہ نہین مزدور ہی تو مین صدقے جاؤن یہ تمھارا شعور ہی آداب معاشرت سیرت طبیعت
خصلت چال ڈھال رفتار گفتار سے صاف حال کھل جاتا ہی آدمی عقل و فہم سے کام لیتا ہی وہ تو ایسا
عالی خاندان حسین شکیل صاحب شوکت و صولت شاہزادہ ہی کہ قصور معاف تمھارا دل ہی جانتا ہی ذرا
اپنے کلیجہ پر ہاتھ تو رکھو آئینہ مین اپنی اُسکی صورت دیکھو بشرطیکہ انصاف کو ہاتھ سے نہ دو پھر مجھ سے
کہو تو مین جھک کر سلام کرون کہ دیکھو وہ ایسا ہی تمھین تینتون کلام کسون سچ بولیو جھوٹ نہ کہیو اتنے
شاہزادون مین فریدون شوکت جھٹ کسی اور کو بھی اس شان و شوکت کر و فر آن بان
جاہ و جلال خدا کی شان کا دوسرا جوان رعنا دیکھا ہی تمھارے آئینہ وہم و خیال مین ایسی صورت کا کوئی اور
بھی طرحدار گذرا ہی آپ خفا ہونا تو گالیان دینا ہزارون باتین سُنانا اگر کہین عرش کی ٹوٹی بھی نسبت آئے
تمھاری وہی مثل ہی تن چاہے منڈیا ہلائے سے بن بیٹھی رہو جھوٹی سچی باتین نہ بتاؤ تمھاری سب
باتین جھوٹی جانونگی ہزار کچھ کہو مین کبھی نہ مانون گی تم پر موقوف اور منحصر کیا کسی بیٹی نے بھی

اپنے منھ سے بر مانگا ہی خورشید جبین یہ باتین سُنکر مسکرائی اُسکو بھی بے اختیار ہنسی آئی دل مین سوچی کہ اب زیادہ نہ کھجاؤ ع نہ گدگدائیے اتنا کہ آدمی رو دے ہا انکا موشی نیم رضا مطلب حاصل ہوا معاملہ رو براہ ہی آخر دو چار دن مین اس کا ذکر آئے گا جو کچھ ہوتا ہی ہو جائے گا

اب یہان سے فریدون شوکت کے بیاہ کا سامان ہی عروسی و دامادی کا ذکر شادی کی داستان ہی آخر مین برات کا بڑی دھوم سے آنا فریدون کا ملکہ خورشید جبین کو بیاہ لے جانا

پلا ساقیا جام صہبائے ناب
کہین بزم شادی کہین بزم رنج
طرب کا زمانہ اب آیا قریب
اب آیا ہی قسمت سے شادی کا دن
فراہم ہو شادی کا سامان تمام
رہین ایک حجلہ مین دولھا دُلھن
جو حاجت ہو محفل مین نقال کی
تو قاضی و واعظ کو کرے طلب
سُنین قصہ خوانان شیرین مقال

کہ بجتا ہی بزم طرب مین رباب
کبھی بزم شادی مین بیٹھا نہین
کہ جاگا مرا آج خفتہ نصیب
عروسی کا پہنا اُسے پیرہن
براتی ہون سب بادہ کش خاص و عام
بنیا طائفہ ایک ہو بہر رقص
تو تُن ساقیا ہی یہ میری خوشی
مری جان شربت پلائی مین سے
فریدون شوکت کی شادی کا حال

ہی عبرت کی جا یہ سرائے سپنج
رُخ عیش مدت سے دیکھا نہین
اسی آرزو مین ہوا مین مسن
بنا آج بنت العنب کو دلھن
رہے ہے میرے پہلو مین وہ گلبدن
بلا لولی چرخ کو بہر رقص
ہے رونق و زیب بزم طرب
مرا نقد دل منھ دکھائی مین لے
مشاطہ فکر رسا عروس سخن کو

حجلہ گاہ بیان مین یون ہر ہفت و آراستہ کرکے مسند کاغذ زرین و قرطاس رنگین پر بٹھاتی ہی معشوقۂ دلفریب داستان عشق کو بصد حسن و صفائے سلیس کا زیور مرصع پہناتی ہی و بیان تو یہ ذکر مسرت تھا یہان ایک دن فغفور محل مین آیا خورشید جبین کی مان کو بلوا کر فرمایا کہ فریدون شوکت نے ہماری گردن کو بار لیاقت ذاتی و صفاتی سے جھکا دیا تم نے بھی دیکھا مناظرہ کا میدان کیسا مار لیا وہ بیشک شاہزادہ بلند ارادہ ہی جان پر کھیل کر یہان آیا ہی اُسکی صورت شکل جرأت ہمت ہر طرح کی لیاقت مقتضی اسکی ہی کہ مین خورشید جبین کو اُس سے منسوب کرکے جلد شادی سے فراغت حاصل کر دن اُس کو اپنی فرزندی مین شامل کر دن زندگی کا بھروسا نہین زمانہ ایک حال پر رہتا نہین دنیا مین کسی چیز کو بقا نہین فقط ذات پروردگار کو فنا نہین ملک و مال دولت و اقبال سب کو زوال ہی قلب اقبال لا بقا باشد اس مضمون پر دال ہی جو کچھ ہو سکے اُس کو غنیمت جانو بیاہ کر لو خدا جانے آج کیا ہی کل کیا ہو

ع کار امروز بفردا مگذار ع دور فلک درنگ ندارد شتاب کن ؀ دنیا دار ناپایدار ہی حیات

مستعار کا کیا اعتبار ہی تم خورشید جبین کی مرضی لیکر محل شاہی مین شادی پھیلاؤ مین باہر سامان کرتا ہون
جلدی اسلیئے منظور ہی کہ دنیا کے لیل و نہار سے ڈرتا ہون وہ بولی بہت مناسب بلکہ واجب ہی بسم اللہ کرو
مین گھر مین بیاہ رچاتی ہون تم باہر سامان کی تیاری کا حکم دو یہ سنکر فغفور محل سے برآمد ہوا وزیر خوش تدبیر کو
پاس بلوا کر حکم فرمایا کہ ہم اسی سال مین خورشید جبین کی شادی کرین گے دامان مدعا کو گوہر مراد سے بھر ینگے
تم حکم ثانی کے منتظر نہ رہو بہت جلد شاہانہ طور سے بیاہ کا سامان کرو خبردار کسی چیز کی کمی نہو جسقدر روپیہ
کی ضرورت ہو خزانۂ عامرہ سے لو وہ تسلیم بجالا کر خوش خوش رخصت ہوا اُسیوقت سے شادی کا سامان
درست کرنے لگا پھر خداد وست کو بلوا کر حکم فرمایا کہ تم بڑے منتظم بیدار مغز ہوشیار سلیقہ شعار ہو ہم
خورشید جبین کی شادی کرتے ہین فکر عروسی و دامادی کرتے ہین فریدون شوکت ہمارے
شہر مین مسافر ہی تم اُسکی طرف سے شادی کی طیاری کرو جتنا روپیہ منظور ہو یا جو چیز درکار ہو بے تکلف ہماری
سرکار سے لو تخمینہ کی فرد تیار کر کے پیش کرو ہم چاہتے ہین کہ یہ شادی دنیا مین ضرب المثل ہو اُسنے
آداب بجالا کر منظور کیا فغفور نے خلعت سرفرازی دیا اُس نے بہت جلدی کئی کرور روپیہ کی فہرست درست
کر کے حضور مین گذرانی منظور ہوئی رعیت یہ مژدہ جان فزا نوید دل کشا سُنکر مسرور ہوئی یہان تو حکم کی
دیر تھی خدا کے فضل سے بہت جلد طرفین سے نیا ساز و سامان تیار ہوا مہندس عقل محاسب خیال کے
ہوش اُڑ گئے وہ سامان بیقیاس بر روے کار ہوا جب اس سامان عظیم الشان سے فراغت پائی
مہینہ دن ٹھہرانے کی نوبت آئی اس سے کئی مہینے پیشتر بادشاہان روے زمین کو محبت نامے والیان
ملک کو فرمان راجہ بابو تعلقدار ناظم چکلہ دار رؤسا امرا کو شقے پروانے حکمنامے روانہ کیے گئے
عالی قدر مراتب اعلی ادنی شہر و قصبات مین سب کو بھاری بھاری جوڑے دیے گئے شہر مین یہ بندوبست
کیا گیا کہ شادی سے کئی مہینے پہلے تمام شہر آئینہ بند ہوا جتنی دوکانین تھین سب رنگ آمیز لون
سے باغ و بہار نظر آتی تھین نگاہین قصور جنت کا دھوکا کھاتی تھین ہر طرف ساز و سامان عشرت
مہیا تھا امیر سے غریب تک سب کے گھرون مین ہر وقت ناچ ہو رہا تھا چھوٹا بڑا شہری
بازاری ہفت ہزاری سے مزدور تک سرخ پوش تھا غم دین و دنیا فراموش تھا
بازارون مین جا بجا رنڈیان ناچتی تھین چھوٹی امت کو بڑے ناز نخرے سے رجھاتی تھین رنگین
لباسون کی پوشاکون سے تمام شہر لالہ زار تھا شام اودھ کا حسن آشکار تھا امیر و وزیر
صغیر و کبیر جوان و پیر سب ایک رنگ مین ڈوبے تھے ایسے بے نظیر جلسے کبھی کاہے کو
دیکھے تھے جس گلی کوچے مین نکلے آدمیون کے ریلے تھے ہر طرف عیش باغ کے میلے
تھے لکھنؤ کے بے فکرون کو کیا غم تھا اُنکا کچھ اور ہی عالم تھا پکی پکائی سرکار سے پاتے
تھے گھر مین بیٹھے بغلین بجاتے تھے اُنپر کیا موقوف تھا کسی کے گھر مین ہانڈی نہ چڑھتی تھی

لوگ دونون وقت سرکار سے پلاؤ زردہ شیرمال باقرخانی قورمہ قند کے میٹھے چانول مزعفر کباب اچار مربا
پاتے تھے چین سے پیٹ بھربھر کے کھاتے تھے فاقہ کے گھر مین بھی فاقہ نہ تھا بھوک پیاس سے کچھ علاقہ نہ تھا
ہندو پوری کچوری گوجھے سموسے پاپڑ مٹھائی پاتے تھے بے غل وغش کھاتے تھے بھجن گاتے تھے ہر قسم کے
دوکانداروں کو حکم تھا جو شخص کوئی چیز خرید کرے قیمت نہ لو مفت دیدو شادی کے بعد جب حساب کیا جائیگا
جسکا مال جتنا بکا ہوگا اُس سے المضاعف روپیہ دیا جائیگا رعایا کو جوڑے جو دیے گئے اُس کی یہ صورت تھی
کہ پہلے مردم شماری کی فرد سرکار مین گذری اُس کے بعد فہرست کے موافق زنانے مردانے جوڑے
عنایت ہوئے دودھ پیتے بچے تک بھی نہ چھوٹے اُنکو بھی کرتے ٹوپی مرحمت ہوئے المختصر امیر سے
نقیر تک کوئی فرد بشر ایسا نہ تھا جسنے اِس شادی کا جوڑا پہنا نہ تھا شہر کے باہر دس دس کوس تک میدان صاف
کیا گیا جھاڑی جھنڈی کا نام نہ تھا زمین مسطح ہموار تھی نالہ ندی بیہڑ کا نشان نہ تھا صراط المستقیم کی صورت
آشکار تھی سقے صبح وشام آبپاشی کرتے تھے گرد وغبار کا نام نہ تھا ہزارہا مزدور زمین درست کرتا تھا اُنکو اور کوئی
کام نہ تھا ہزارون خیمے ڈیرے بچوبے بلٹین مارکیان چھولداریان نہایت وسیع ورفیع تھوڑے تھوڑے
فاصلون سے استادہ تھے فراش اپنے اپنے کام کے اُستادہ تھے ہر خیمہ مین مہمانون کے اُترنے کا تمام
سامان ضروری مہیا تھا ہر اسباب قرینے سے رکھا تھا اطلس ودیبا وحریر وپرنیان مشال وزربفت کا فرش
بچھا تھا ایسا پرتکلف سامان کبھی دیکھا نہ سُنا تھا سب پر قصر ہائے خلد برین کا دھوکا ہوتا تھا روشنی کا
اسقدر کثرت سے سامان تھا شہر کا ہر گلی کوچہ چراغان تھا رنج وغم کے نام سے کان آشنا نہ تھے اسباب
عیش وطرب کون تھے جو مہیا نہ تھے ؎ بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔ کسے را باکسے کارے نباشد
مسافرون کے واسطے یہ حکم تھا کہ جو غریب الوطن آئے شہر کے ناکے پر روکا جائے مہمانسرائین جو سرکار
کی طرف سے بنی ہین اُن مین اُترے اُسکو بھی کھانا سرکار سے ملے روٹی کی فکر مین اپنی جگہ سے نہ ہلے
شہر مین آکر جب تک جی چاہے سیر مین دن تمام کرے رات کو وہین جاکر آرام کرے کئی ہزار باورچیخانون کا مقامات
مناسب پر اہتمام تھا ہر وقت گرما گرم کھانون کا التزام تھا اُدھر **خدادوست** نے ایک باغ وسیع الفضا
کو جو کئی کوس کے گرد مین بنا تھا نہایت آراستہ وپیراستہ کیا تھا لطافت ونظارت مین نایاب تھا
گویا فردوس برین کا جواب تھا شادی کا سامان فراہم کیا تھا جواہر نگار بارہ دری کو پری کی صورت
سجا تھا باغ کے چارون پھاٹکون پر چار نقارخانے اطلس وپرنیان کے جن پر زردوزی کام
بنا تھا ہر وقت بجا کرتے تھے لوگ اُن کی تعریفین بجا کرتے تھے وہان بھی ہر وقت ایک میلہ
لگا رہتا تھا رات دن اونچے اونچے طائفون کا ناچ ہوا کرتا تھا دیکھنے والا اُن کی صناعی کا دم بھرتا تھا
شب وروز نفیس نفیس عمدہ عمدہ کھانون کی تقسیم علے العموم تھی **خدادوست** کی سلیقہ شعاری کی
دھوم تھی سب کے گلون مین سُرخ سُرخ جوڑون کی بہار تھی یہ شادی بھی دنیا مین یادگار تھی

اگر اس طرف کے سامان کا حال تفصیل وار لکھون فسانہ کو طول ہو جائے قاری کو تکلیف ہو سامع ملول ہو جائے
اسواسطے بہت مختصر لکھا زیادہ تحریر کرنے کا موقع نہ دیکھا القصہ جب بیاہ کے دن قریب رہے فغفور چین نے
نجومیون پنڈتون رمالون کو طلب کیا مہینہ دن تاریخ کا حال پوچھا رمالون نے زایچہ لکھے احکام روز شب دیکھے
نجومیون نے مین میکھ کرک کنیا تلا دھن مکر کمبھ برچھک برکھ متھن سنگھ کا انگلیون پر بچار کر کے عرض کی کہ اس
سال مین پانچوین مشتری کا عمل ہی راہ کیت کا مطلق نہین خلل ہی رجب کا مہینہ جمعہ کا دن اس کام کے لیے
بہت خوب نہایت عمدہ ہی زہرہ مشتری کا ایک برج مین قران ہی ہم نے کمال غور سے دیکھا ہی دولھا دلھن کا
سنجوگ ملتا ہی بھگوان کی دیا پرمیشر کی کرپا سے جو ستارہ ہی وہ اچھا ہی فغفور یہ سنکر بہت مسرور ہوا نجومی
پنڈت رمال کو خلعت دیا بموجب حکم اختر شناسان باریک بین وہی مہینا دن مقرر کیا وزیر خوش تدبیر کو
بلوا کر حکم دیا کہ شاہانہ اہتمام سے مانجھا روانہ کرو خبردار حکم مین دیر نہ ہو وزیر حکم سلطانی بجالایا صبح سے مانجھے
کی روانگی مین مصروف ہوا چاندی کی گنگا جمنی چوکی زربفت کا اوقچہ موتیون کی جھالر لگی سونے کا لوٹا جواہر نگار
کٹورہ اس مین خوشبودار ابٹنا رکھا چوکی مین جواہر نگار کنگنا بندھا سونے کی کشتی مین مانجھے کا جوڑا
بہت بھاری رکھا ملتان کی لنگی قیمت کی مہنگی ایک لاکھ ایک ہزار توڑے اشرفیون کے دودھ پینے
کے لیے پچاس لاکھ خانون مین قوامی پینڈیان میوہ پڑا معطر خوشبودار کاریگر رکابدارون کی بنائی مین نہایت
باآب و تاب سب پر سونے چاندی کے ورق جمے تول مین ہر پینڈی پانچ پانچ سیر سب پر کارچوبی توڑے
پوش پڑے کچھ خوانون مین بہت عمدہ ابٹنا رکھا ولایتی فنسون مین دولھا کی سالیان سوار پیچھے پیچھے دادیان
آتون مغلانیان خواصین باری دارنیان کچھ جوان کچھ بڑھیان رتھون میانون مین بیٹھی پردون سے جھانکتین
بجلوس شاہانہ نہایت دھوم دھام کمال تزک و احتشام سے مانجھا چلا دو رو راستہ قد آدم ٹھاٹھرون کی روشنی
مین پہر رات گئے دولھا کے مکان پر پہونچا **فریدون شوکت** نے ساعت سعید مین
مانجھے کا جوڑا زیب جسم فرمایا سالیون نے ہنس ہنس کر ابٹنا لگایا دولھا کا حسن دوبالا ہوا نور رخسار سے
چاندنی چھپ چھپ گئی گھر مین اجالا ہوا جو لوگ مانجھا لے گئے تھے صبح ہوتے ہوتے واپس آئے سب نے انعام
مین سیکڑون روپے پائے چند روز کے بعد ساعت سعید نے صورت دکھائی ساچق جانے کی
نوبت آئی **خدادوست** نے ساچق کی روانگی کا وہ سامان کیا کہ دیکھنے والے ثنا خوان ہوئے
اہل نظارہ آئینہ کی شکل حیران ہوئے آگے آگے نشان کے ہاتھیون پر لوگ بیٹھے ماہی مراتب لیے
پھریرے اڑتے پیچھے پیچھے آرایش کا پہاڑ آرایش کے تخت ہزار در ہزار چمن مین ہر طرح کے میوے دار
درختون کی بہار لیمو نارنگی سیب امرود انگور بادام پستے چکوترے ناشپاتی بہی خربزے آم مطبوع خاص و عام کسی
مین چھالیا ڈلی کے درخت بیگن انناس چمن مین دلھن کی بو باس فالسے شریفے کیلے اسکا نہین حساب بیشمار یادگار
روزگار پھر دہی کی مٹکی چاندی کی گلے مین ناڑے سے مچھلیان بندھین پچاس گردہ چوگھڑا چاندی کا جن کا منھ

سونے سے منڈھا ایک ایک گلدستہ آرایش کا رکھا مزدور سرخ سرخ جوڑے پہنے سرون پر رکھے ایک سونے کی کشتی مین دلھن کے پھولون کا گہنا بڑے استاد مالی کے ہاتھ کا گوندھا اُسکے بعد جلوس گئے ہوتے رسالے پلٹنین پیدل سوار بانن دار برچھی بردار نجیب وردیان پہنے سیکڑون خواص سرخ بانانی غلافون مین بندوقین چھپاقین کاندھون پر دھرے چوبدار سر پر لٹو دار پگڑیان رکھے جن مین سنہرے مقیش کے طرے لگے سونے چاندی کے عصے ہاتھون مین لیے بڑھا ئو عمر و دولت کی آواز لگاتے آہستہ آہستہ چلے جاتے ان کے بعد خاصہ کا کنجل ہاتھی جو از خرطوم تا دُم سونے کے زیور مین غرق تھا جسکا شہرہ از غرب تا شرق تھا جواہر نگار عماری مین دولھا سوار فیلبان بال ہما کا چنور کرتا گرد و پیش فوج ظفر موج کا جم غفیر جابجا تماشہ بینون کا ہجوم کثیر تھا تمام شہر مین ساچق آنے کی دھوم تھی انتظام بہت بے نظیر تھا خداداد وست بھی نفیس پوشاک پہنے دور کا یہ عمدہ گھوڑے پر سوار بنفس نفیس اہتمام مین مصروف تھا از بسکہ شاہزادہ کیوان بارگاہ سے بہت مانوس و مالوف تھا کمال شوکت و اقبال نہایت جاہ و جلال سے زرق برق ساچق لایا ہر شخص کو ساچق کی تیاری کا سرگرم ثنا خوان پایا دلھن کے دروازے پر بڑی دھوم دھام سے ساچق پہونچی بادشاہ نے خداداد وست کے حسن اہتمام کی نہایت تحسین و آفرین کی دولھا کو ہاتھی سے اُتارا پیار کیا گلے سے لگایا ساچق کا خلعت جواہر کار کئی لاکھ روپیہ کی تیاری کا مرحمت فرمایا تھوڑی دیر کے بعد بہ کر و فر تمام و شوکت مالا کلام رخصت کیا دوسرے دن صبح سے مہندی جانے کا اہتمام ہوا اسی انتظام مین دن تمام ہوا سر شام کارگذاران نیکنام نے بہت عمدہ نارنون کی ہری تازی مہندی رنگ مین رچی دلھن کی جھوٹھی سونے کے کٹورہ مین رکھی آرایش کی بہت بڑی مہندی پھر اُسکے گرد تخت ہزار در ہزار جن پر پھولون کے درختونکی بہار نادر روزگار کاریگرون کے ہاتھون کے بنائے ایسے ایسے نازک پھول پتے کہ دیکھنے مین نہ آئے ہزارون مزدور اُٹھائے چاندی کی سینیون مین پھولدار گلریز شمعہا ے مومی و کافوری روشن اُنکا بھی قابل دید جو بن جنبر بروانہ وار دیکھنے والون کا جی نثار ستر اسی کرور خوان ملیدے کے جن پر کمخواب و زربفت کے کسنے کسے سُہاگ کے عطر مین بسے ایک کشتی مین مہندی کا خلعت جواہر نگار مع حنا بند و دستار دولھا کے واسطے رکھا اُس پر زربفت کا کسنا کسا وہ بھی بڑے تکلف سے ہمراہ دیکھنے والون کی زبانون پر واہ واہ چراغان کی روشنی کے سوا کردرہا تیجشا خہ تھکتا رات پر روز روشن کا گمان تھا سبحان اللہ ایسا نفیس و عمدہ سامان دنیا مین دوسرا کہان تھا صدہا منتظم اہتمام مین مشغول تھے حاسد کمبخت دل مین ملول تھے دہنے بائین ہر چیز کی برابر قطار خاصے کے کوتل گھوڑے جلو مین دونون طرف حبشی خواجہ سرا گھوڑون پر سوار کوڑے ہاتھون مین لیے سرکار کے حکم پر جان دیے جو شخص جلوس والون سے اِدھر اُدھر ہو نکلا خواجہ سرا کا کوڑا پڑا دلھن کے مکان سے دولھا کے گھر تک جلوس شاہی کا تانتا لگا تھا ایسا لطف کسی نے کبھی کا ہے کو دیکھا تھا سارے جلوس کے پیچھے زنانی سواریون کی

قطار قنفسین میانے رکھین ہزار در ہزار الغرض ہر چیز پر انوکھی بہار راہ مین آتشبازی چھوٹتی خلقت ہر طرح کے
مزے لوٹتی سُرخ سبز زرد اُودی سفید کاسنی مہتاب کی روشنی سے ماہتاب کے مُنھ پر ہوائیان چھوٹتی تھین
نگاہین وادی ایمن کا مزہ لوٹتی تھین ایسے حسن انتظام سے بڑے تزک نہایت دھوم دھام سے نصف شب
کو مہندی آئی اہل تماشا نے بہت تعریف فرمائی سالیون نے دولھا کے ہاتھ مین مہندی لگائی اُس نے
شرما کے گردن جھکائی جب اس سے فراغت پائی نیگ مانگنے کی نوبت آئی پہلے تو سالیان لڑین
جھگڑین بکھیڑا کیا آخر خدا دوست نے دولھا کی طرف سے سب کو فراخور حال نیگ دیا

آب یہان سے کاغذ زرافشان پر قلم مسرت رقم سے برات کی کیفیت لکھنے کی ضرورت ہے دوات مین پانی کے بدلے عطر عروس کی حاجت ہے

جب برات کا دن آیا فراشون نے دل بادل خیمہ مین جو ایک لاکھ ایک ہزار چوب کا تھا سمور و سنجاب و قاقم و
پرنیان کا مکلف فرش بچھایا جبین معشوق نازنین کے سوا کہین جھول شکن کا نام تھا جاروب سے صاف
کرنے کا کام نہ تھا خیمہ مین جھاڑ کنول ہانڈیان سفید سبز زرد سُرخ شربتی بہت اچھی قرینے سے آویزان
تھین شمعہاے مومی و کافوری سے رشک بروج آسمان تھین خیمہ کی ہر چوب مین پانچ پانچ بتی کے جھاڑ
لگائے تھے سب الماس تراش کنول ولایتی کاریگرون کے ہاتھ کے بنائے تھے صدر کے مقام پر قبلہ رو
سبز کاشانی مخمل کا مسند تکیہ مرصع مغرق جواہر کار بچھا تھا چشم فلک نے بھی ایسا نفیس و عمدہ نہ دیکھا تھا خیمہ کے
قریب جو نقار خانہ سجا تھا وہ بھی بے نظیر بنا تھا اُسیر گنبھک کے لڑکے گاتے تھے نوبت نواز پانچ وقت
نوبت بجاتے تھے خیمہ کے آگے پانچ کوس تک دو راستہ لہریہ کی ٹٹیون پر تیل باتی کے گرد رون
گلاس چڑھے تھے ستارہ ہاے آسمان سے بھی روشنی مین چڑھے بڑھے تھے بالش کے ٹھاٹھرون کا کچھ
حساب نہ تھا سر بلندی مین سواے آسمان اُنکا جواب نہ تھا شب کو جب چراغان ہوتا تھا روشنی اسقدر رفنو
دیتی تھی کہ ہر پیرزن اپنے گھر مین بے چراغ سوئی مین تاگا پرو لیتی تھی کوسون تک روشنی کی کثرت سے
ایسی آگ لگی تھی کہ نظر جل جانے کے خوف سے دور تک نہ جاتی تھی چیونٹی بھی بہ ہئیت مجموعی چلتی نظر
آتی تھی سیکڑون جگہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے ناریل اور سرسون کے تیل کے بڑے بڑے حوض بھرے
تھے ہزارون لاکھون مزدور چراغون کی نگہداشت مین ہر طرف پھر رہے تھے دریا مین بھی ناؤ اور بیڑیلون پر بے انتہا
روشنی تھی مردم آبی نے چشم حباب سے بھی ایسی سیر نہ دیکھی تھی حضرت خضر کو راہ ظلمات مین مشعل کی ضرورت
نہ تھی بے تکلف آتے جاتے تھے آفتاب نکلنے کی حاجت نہ تھی شام سے ہر قسم کے مہمان آنے لگے
مہتمم مقامات مناسب پر قرینے سے بٹھانے لگے جواہر کار پیچوان طلائی نقرئی کٹھالون مین مغرق
زیر انداز دن پر رکھے امیرون کے سامنے تکلف سے لگے متوسط الحال لوگون کے آگے

عظیم اللہ خانی نازک نازک گلابی حقے نیچے عرق بہار مین بسے مہتمم تھانا کی دوکان کا مشک آلود تماکو نہایت خوشبودار دمبدم لاتے تھے چنگیر دالون مین چاندی کے پتر پانون کی گلوریان جن مین خوشبودار تماکو کی گولیان اور الایچیان پڑین نہایت پر تکلف بنین لوگون کو کھلاتے تھے ہندؤن کے سامنے دو رخی چکنی ڈلیان جو گھڑا الایچیان شیشہ کی تشتریون مین لگائی جاتی تھین جب خالی ہو چکتی تھین تب اوٹھائی جاتی تھین حسبت کی صراحیون مین برف کا بہت تیز اور ٹھنڈھا پانی سونے چاندی کے گلاسون مین مہمانون کو پلایا جاتا تھا عمدہ عمدہ ناچ گانا دکھایا جاتا تھا ہر قسم کے عہدہ دار اپنے اپنے عہدون پر موجود رہا کرتے تھے ہر چیز ضرورت کی بلا طلب دیا کرتے تھے شام سے عمدہ عمدہ حسین شکیل خوش آواز نازک اندام کامسنی زہرہ وش رنڈیان شہر بھر کی انتخاب کرم بخش جو آہرہ محبوب جان با نو جادی ہنگن جدن فیروزہ حسو قدر ولذت بخش در بخت زہرہ جھجھی مشتری حیدر جان یہ سب لکھنؤ کی جان ناچنے گانے بتانے مین لاجواب کچھ رنڈیان بندادین کا لکا کی تعلیم یافتہ آنے لگین اپنے اپنے مقام پر بیٹھکر محفل کا لطف اوٹھانے لگین اپنا جوبن دکھانے لگین اونکے سوا دیہاتی طائفے ان کے ہزارون ڈیرے وہ بھی آنے لگے سب کے ساتھ ہان مین ہان ملانے لگے ان کے بعد مردانے طائفے آئے کھلونا بادشاہ پسند قائم کا جو کیا خوب فضل حسین میان حسین بخش تشریف لائے اونکے ہمراہ نقالان بے نظیر جو نقل کو اصل کر دکھائین وہ بھی آئے نقلون کے لیے ساز و سامان ساتھ لائے شام سے ناچ گانا شروع ہوا رقص و سرود کا رنگ جما رنڈیان ایسے ایسے لطف سے ناچین گائین کہ انکی پھرتیان و باریکیان بتانا دیکھکر دانست دار لوگ وجد مین آتے تھے بے اختیار تعریف فرماتے تھے استاد کار رنڈیون کا ناچ گانا دیکھکر زہرہ دور سے مجرا کرتی تھی ہر تان پر تان سین کی روح مدح و ثنا کرتی تھی باربد کیسا کے ہوش پران تھے بیجو باورا تھا شاہ سدارنگ حیران تھے طبلہ کی تھاپ باین کی گمک سے گوش فلک کر تھے ساکنان ملا اعلے بیخود و ششدر تھے جس ماہ وش مہر پیکر زہرہ جبین نے اونچی تان لی فرشتون کی جان لی انکی ہر بانکی ادا پر عشاق بے چھری حلال ہوتے تھے ہر توڑے پر دل پائمال ہوتے تھے جو رنڈی ناچنے کو آتی تھی مؤلف کی ایک نئی غزل گاتی تھی اگر سب غزلین تحریر کی جائین فسانہ دیوان ہو جائے اس سفینہ مین نہ سمائے لہذا ایک سہرہ اور دو غزلون پر اکتفا کرتا ہون طول تحریر سے ڈرتا ہون

سہرہ

حور فردوس کی پھولون کا معطر سہرا
طبق ماہ مین لایا ہے لگا کر سہرا
تار مقیش کے ہین تار شعاع خورشید
کیون نہ ہو حسن مین یوسف سے بھی بڑھکر سہرا

لائی ہے کشتی جنت مین لگا کر سہرا
ہو مبارک تجھے اے رشک گل تر سہرا
کہکشان سے بھی ہے پرنور فزون تر سہرا
سہرے کے پھول کھلے جب بندھا سر پہ ترے

تار دق سے گوندھ کے خورشید منور سہرا
کیا مزیب ہے یہ سونے کا ترے سر سہرا
رشتۂ جان مسیحا و خضر ہین لڑیان
کیون نہ ممتاز ہو طرہ ہے یہ سب پر سہرا

زہرہ دیکھے جو بندھا سر پہ ترے ای نوشہ
غیرت عقد ثریا ہی سراسر سہرا
بھینی بھینی گل فردوس کی بو آتی ہی
اپنا آفاق مین رکھتا نہیں ہمسر سہرا

کیون نہ گائے دف خورشید بجا کر سہرا
سکتا ہی ای گل تر یہ ہوس پا بوسی
کیا معطر ہی یہ پھولون کا سراسر سہرا
کیا تعجب ہی جو ارشاد کرے یہ نوشہ

مشتری نے گل انجم سے اسے گوندھا ہی
سر سے پانون تلک آیا جو لٹک کر سہرا
زیب سر دولھا دلھن کے یہ ہوا ہی جب سے
عیش کو لا کے سنائے ہمین پڑھکر سہرا

غزل مؤلف

فسانۂ رخ و گیسوے یار باقی ہی
یہ سنگ ٹوٹ گیا پر شرار باقی ہی
نمونۂ غضب کردگار باقی ہی
فنا ہین سب مرا پرور دگار باقی ہی
شہید ناز کی تربت پہ پھیرے گھوڑا
پلائے جا ابھی فصل بہار باقی ہی
نیام مین نہ کرو تیغ دیکھ بھال تو لو
حواس مین جو مرے انتشار باقی ہی
وصول کیا ہوا بوسون کی معرفت مجکو
شراب شب کا ابھی تک خمار باقی ہی

یہ تا کہ گردش لیل و نہار باقی ہی
نہین ہون اور نہ مرا جسم زار باقی ہی
ہنوز طول شب انتظار باقی ہی
سیاہی شب ہجران سے ڈر گیا ای دل
مٹائیے یہ نشان مزار باقی ہی
بدن سے کیون نہین ای روح تو سفر کرتی
ابھی حضور کا تقصیر وار باقی ہی
ہوا نہ صاف دل یار مر گیا گو مین
تمھارے ذمے ابھی بیشمار باقی ہی
بسر ہو روضۂ پاک حسینؑ پر جا کر

دل شکستہ مین ابتک بخار باقی ہی
براے نام نشان مزار باقی ہی
بقا نہین ہی کسی کو سواے ذات خدا
ابھی تو مرحلۂ قبر تار باقی ہی
رکے نہ بادۂ گلگون کا دور ای ساقی
کسی کے آنے کا کیا انتظار باقی ہی
گندھی نہین ابھی شاید وہ کاکل برہم
اس آئنہ مین ابھی تک غبار باقی ہی
پلا دے مجکو صبوحی کا جام ای ساقی
یہ عمر عیش جو ای کردگار باقی ہی

غزل دیگر

کالبد سنتے ہی میرا مجھے غم یاد آیا
پانون چلنے بھی نہ پایا تھا کہ حداد آیا
بزم جانان سے مین کرتا ہوا فریاد آیا
سیر گلزار دکھانے مجھے صیاد آیا
بیستون پر جو گیا عشق مین اک شیرین کے
باغ مین آج چھری باندھ کے صیاد آیا
متصل کوندرہی ہی جو فلک پر ہر دم
عطر گل مل کے مری فکر مین صیاد آیا
گور مین اور سوا ہوگئی وحشت مجکو
پھر فریاد جو مین بادل ناشاد آیا
جوے شیرین سے آنا شیرین کی آئے گی صدا

جان پڑنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
سیر گلشن کو جو مین بادل ناشاد آیا
بادل شاد گیا بادل ناشاد آیا
تیغ کھینچے ہوئے وہ بانی بیداد آیا
دی صدا کوہ نے فرہاد کا استاد آیا
دم آخر بھی پڑھا دل نے بتون کا کلمہ
کیا تڑپنا مرا بجلی کو کہین یاد آیا
محو دیدار محمدؐ تھا یہ محشر مین خدا
اپنی فرقت کا زمانہ جو مجھے یاد آیا
کون آتا تھا بھلا عالم امکان کیطرف
جب کبھی جوش پہ خون سر فرہاد آیا

مین وہ دیوانہ ہون طفلی مین جنون یاد آیا
سایہ کی طرح مرے ساتھ ہی صیاد آیا
مین وہ بلبل ہون قفس مین جو چمن یاد آیا
مژدہ ای شوق شہادت مین اسے یاد آیا
ہمصفیر وہی مرے خون کا پیاسا ایسا
ہاے کمبخت کو اب بھی نہ خدا یاد آیا
یہ بھی ہی میری اسیری کے لیے ایک فریب
مین تو کیا کوئی بھی اس دن نہ اسے یاد آیا
چھپ رہے حشر مین وہ اپنی کمر کیصورت
مجکو بیتابیٔ ترا حسن خداداد آیا
مین وہ بلبل ہون اسیری کا یہ تھا شوق مجھے

اپنے پانوٗن سے مین تا خانۂ صیاد آیا
انگلیان غلغلۂ حشر نے دین کانون مین
ہمصفیران چمن کو مین بہت یاد آیا

سب نے دیکھی جو وہان شورش ہنگامۂ حشر
مین قیامت مین جو کرتا ہوا فریاد آیا
مین وہ دیوانہ تھا میت پہ مرے رونیکو

اہل محشر کو مین دیوانہ بہت یاد آیا
بعد میرے جو بہار آئی گلستانون مین
بال کھولے ہوئے وہ طفل پریزاد آیا

غلیش غربت مین جو یون پھرتے ہو ٹھنڈھی سانسین
کیا تمھین آج کوئی اہل وطن یاد آیا

جب زلف لیلائے شب کمر تک پہونچی کھانا کھلانے کی فکر ہوئی محمودی کا دستر خوان نہایت طویل و عریض بچھایا گیا ہر قسم کے کھانے نفیس کمال لذیذ رنگا رنگ کا کھانا برابر لگایا گیا مہمانون نے کھانا نوش کیا صبح تک یہی مشغلہ رہا جب اس سے بھی فرصت پائی برات سجنے کی نوبت آئی پہلے سواریون کا بندوبست ہوا جس نے جو سواری پسند کی اسکو وہی دی اُسکے بعد جلوس میمنت مانوس شاہی کا انتظام ہوا پلٹنین رسالے سُرخ بانات کی کامدار وردیان پہنے اپنا اپنا پرا جمائے سامنے آئے کمیدان اُلشدار نائب تمندار رسالدار نائب رسالدار سجے سجائے چپکنون مین سنہرے دستے ٹکے صبا رفتار گھوڑون پر سوار چمکے چمکائے طپنچہ پستول شیر بچے رفل بندوقین چقماقین سب ہتھیار لگائے جا بجا ٹہلتے پھرتے کبھی ادھر گئے کبھی اُدھر آئے سب کے گھوڑون کے نقرئی ساز دیراق صورت و سرعت مین ہمشکل براق قربوس مین طپنچون کی جوڑیان قاش زین مین تلوارین پڑین برابر کھڑے تھے یہ نقشہ تھا گھوڑون کا کنوتی سے ٹھے سے ٹھا دم سے دم سم سے سم ملا تھا تجنیبون کی پلٹنین بے شمار انکی بھی لال لال وردیون پر بہار بانات کے دگلے زرد زرد گھٹنے پہنے کمرون مین توسدان بندھے کاندھون پر لوٹے دار بندوقین دھرے توڑے شیر ہنگام جنگ مرنے پر آمادہ جینے سے سیر ایک طرف حبشی ترک سوار سر پر سیاہ روغنی ٹوپیان جنپر سفید سفید پر لگے لال کرتیان کلابتون کے کام کی پہنے سیاہ بانات کے گھٹنے سنہرے فیتے ٹکے مشکی گھوڑون پر سوار آہنی میانون مین تلوارین کمرون مین لگین وہ بھی اپنی بہار دکھاتے تھے ادھر جاتے تھے اُدھر آتے تھے خاص برداروں کی یہ شان سُرخ باناتون کے دگلون مین سبز قورین ٹکین سر و نیر چرخ سرخ تبیان باندھے کاندھون پر لال بانات کے غلافون مین ولایتی بندوقین دھرے ادھر اُدھر ٹہل رہے تھے برات چلنے کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے ایک جانب برچھی بردار ہزار در ہزار جنکے پھریرون پر بادشاہی مہر کے بنے کاندھون پر لیے برابر کھڑے تھے ایک طرف کٹنے والے جلاّد بانی بید اد اپنی جگہ پر اڑے تھے ایک سمت سواری کے ہاتھیون پر مغرق جھولین پڑین کسی پر سنہرے روپہلے کسی پر چوبی کسی پر انگریزی ہودج کسی کسی پر گدیان کسین کسی پر طلائی نقرئی عماریان رکھین فیلبان وردیان پہنے سوار کہین چرکٹے سنڈے ہاتھون مین ڈنڈے لیے بان دار اُستاد کار ہاتھیون کے داہنے بائین رہتے تھے ہاتھیون کی حرکتین دیکھ کر میل میل بری بری دھت دھت کہتے تھے ایک طرف سانڈنیون کی قطار بے شمار مین نئے نئے لطف نظر آتے تھے ایک سمت انگریزی باجے والے اپنے اپنے کام کے نمونے دکھاتے تھے

ایک جانب ڈنکے والے ڈنکے کے گھوڑون پر سوار تھے فیل شتری اسپی نقارے بے شمار تھے علی ہذا القیاس
کوئی جلوس شاہانہ باقی نہ تھا جو وہان نہ ہو اگر مفصل ایک ایک چیز کے بیان کرنے کا قصد کرون تو مشتے از نمونہ بھی
بیان نہ ہو الغرض جب یہ سب ساز و سامان عظیم الشان تمام ہو چکا ہر طرح کا اہتمام ہر قسم کا انتظام ہو چکا دولھا کی سواری
کا خاص ہاتھی از پاتا فرق دریاے زیور مرصع مین غرق رنگین مستک پر سہرا باندھا ابر سیاہ کی صورت جھومتا آہستہ آہستہ
آگے آیا فیلبان نے کچک مار کر بٹھایا نوشاہ خلعت گرانبہاے شادی پہنے بیاہ کی مسند سے اٹھا جیغہ سرپیچ
کلغی کا حسن مہر جہانتاب کے نور پر دوبالا تھا شرم آلود ہاتھی کے پاس آیا چر کٹے نے چاندی کا زینہ لگایا
فیلبان نے بسم اللہ کہکر ہاتھ تھام لیا ہودج زرین و مرصع مین بٹھایا داہنی طرف دولھا بائین طرف
خداداد وست بیٹھا غلام جو خواصی مین تھا اُسنے چتر زرنگار سر پر کھولا بڑی دھوم دھام تزک و احتشام
سے سواری چلی گویا چمن سے باد بہاری چلی برات بہ کر و فر شاہی روان ہوئی خلقت یہ شان و شوکت
دیکھکر نوشاہ کی ثنا خوان ہوئی آگے آگے جلوس شاہی بڑھا اُسکے پیچھے دولھا کے ہاتھی کے بعد چالیس ہزار
ہاتھیون پر شاہ و شہریار اعیان دولت ارا کین سلطنت اُمرایان عالی وقار والیان ملک سوار آگے آگے چوبدار
سونے چاندی کے عصے لیے پیش نگاہ کہتے نقیب بڑھا ئیو عمر و دولت بو سے فیلبان بال ہما کا چنور ہلاتا قدم قدم
پر سواری کا ڈنکا ہوتا چلا تماش بینون کا ہر طرف سے ریلا چلا ایک طرف رسالون کے سوار بے شمار اُن کے
پیچھے خاصے کے کوتل گھوڑون کی قطار اُن کے بعد نجیبون کی پلٹنین اُن کے پیچھے خاص بردارون کا
غول اُن کے بعد ترک سوارون کے رسالے سب ننگی ننگی تلوارین لگائے اُنکے پیچھے برچھی بردارون کا
ہجوم جنکا حساب نہین معلوم جب یہ سب بڑھ گئے تخت روان پر رنڈیان کٹ مستیان کچھ دبلی کچھ سنڈیان
سوار اُنکے بھی ناچنے گانے کی بہار قدم قدم پر آتشبازی چھوٹتی جاتی تھی وہ شب شب برات کا لطف
دکھاتی تھی دولھا کے ہاتھی کے قریب کئی سو کنول بردار ولایتی رنگین کنول روشن کیے ہوئے تھے بہت
احتیاط سے ہاتھون مین لیے ہوے تھے جب ساری برات بہ کر و فر شاہی چل چکی اُسکے بعد زنانی سواریون
کی باری آئی اُسنے بھی عجب کیفیت دکھلائی فنسین بگھیان کھڑکھڑیان میانے رتھین جن مین ناگوری بیلون کی فربہ
جوڑیان جتین تھین فی الحقیقت ایسی کیفیتین دیکھی نہ سنی تھین اُن مین رنڈیان دوا دائیان آتون مغلانیان
باری دارنیان پیش خدمتین اصیلیں ماما ئین بڑھیان تھڑیان سوار تھین تاکنے جھانکنے کے لیے
بیقرار تھین سواریون کے پردے کچھ اُٹھے کچھ پڑے کچھ منہ نکالے کچھ منہ چھپائے برات کی بہار
دیکھتی جاتی تھین گویا در پردہ اپنا جوبن دکھاتی تھین جب اس دھوم دھام تزک و احتشام کر و فر تمام
سے برات دلھن کے مکان کے قریب پہونچی ہندوستانی انگریزی باجون کی آواز محل والیون نے
سُنی نسیاہ خالتیر رنڈیان کوٹھون پر چڑھکر برات دیکھنے کو آئین اس دھوم دھڑکے
کی برات دیکھکر بہت ہنسین کھلکھلائین کوئی پائینچے جھاڑکر ہاتھون مین اُٹھانے لگی کوئی

پاندان کھول کر گلوری لگانے لگی کسی نے ڈوپٹہ سنبھال کر اوڑھا کسی نے اُلٹا آنچل سر پر ڈالا کسی
اُچھال چھکانے شرارت سے کسی کے چٹکی لے لی کسی خام پارہ شہکارہ نے کسی کے گدگدی کی کوئی کسیکے شانہ
پر ہاتھ دھر کر مسکرانے لگی کوئی بن بیاہی کم سن اٹھتی ہوئی کے دن سیماب کی خاصیت دکھانے لگی کوئی چھوٹی اُمت
کی موٹی تازی سنڈی رنڈی کو تہ گردن ملکیا کی گھلی ہن تھی برات کی کیفیت دیکھنے کو آئی کوئی کہین گری کہین
ٹھوکر کھائی فربہی کے سبب سے ہانپنے نے اور مزہ دکھایا دن بھر بیٹ مین دم نہ سمایا دلھن کے مکان پر حسب
آتشبازی گڑی تھی وہان بھی ایک خلقت تماشے کو کھڑی تھی ہزار ہا چرخیان عجیب عجیب صنعت کی رنگا رنگ
اُستادان باعقل فرہنگ کی بنائی ہوئین قریب قریب استادہ تھین گویا چھوٹنے پر آمادہ تھین جب چرخی
نے چھوٹنے مین اپنی صنعت دکھلائی پیر چرخ کی عقل چرخ مین آئی غبارون کی ایسی ہوا بندھی اتنے
بلند ہوئے کہ اہل نظارہ کو پسند ہوئے والسماء ذات البروج کا مضمون مفہوم ہوتا تھا خیمہ زنگاری آسمان
مین قندیلین آویزان ہین یہ معلوم ہوتا تھا ہوائیون سے مہتاب کے مُنھ پر ہوائیان اُڑتی نظر آتی تھین
ستارے ٹوٹنے کی کیفیت دکھلاتی تھین انار بیشمار جن مین رنگا رنگ کے پھول ہزار در ہزار ہوٹ کے
گولون مین توپ کی آواز تھی ہر طرح کی آتشبازی بلا تشبیہ اعجاز تھی خلقت کاریگران چابکدست کی صناعیون
کی ثنا خوان تھی خود محمد شاہ کی روح قربان تھی قصہ کوتاہ اس عظیم دشان کرد فر فراوان سے برات پہونچی
جو بارہ دری عظیم الشان بیاہ کے واسطے پری کی صورت سجی گئی تھی اُس مین اُتری دولھا نے مسند جواہر نگار پر
جلوس فرمایا براتیون کو وہان کا بھی انتظام بہت پسند آیا ساعت سعید مین قاضی طلب ہوا ناچ موقوف کیا گیا
پہلے پہر مین بڑے رگڑے جھگڑے رہے لوگ اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہے محل مین پردہ ہوا قاضی صاحب
اندر تشریف لے گئے دلھن سے استفسار کیا مکرر سہ کرر پوچھا شرم وحجاب کے سبب سے عروس خاموش
رہی کچھ جواب نہ دیا قاضی جی نے ایجاب وقبول مین بہت جد وکد کی لیکن دلھن مُنھ سے کچھ نہ بولی نہ ہان
کی نہ ہون کی آخر الامر السکوت کالاقرار سمجھ کر قاضی صاحب باہر تشریف لائے دولھا سے دہی کلمے
ارشاد فرمائے یہان کیا دیر تھی نوشاہ نے فوراً ہون کر دی چاندی کی سینی مین کئی من نقل کالپی کی مصری
قند کے کوزے اور میوہ رکھا ایک کشتی مین قاضی کے لیے بیش بہا خلعت دھرا قاضی صاحب نے خطبہ کے بعد
صیغۂ نکاح پڑھا ربع مسکون کے خراج پر مہر بندھا شادیانے بجے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی رنڈیون
کی بن آئی مبارکبادی مین راقم کی یہ غزل گائی

غزل

تجکو یہ بیاہ مری جان مبارک ہووے
وصل کا لطف ہر اک آن مبارک ہووے
نوبتین روز بجین گھر مین ترے شادی کی
نکلین سارے ترے ارمان مبارک ہووے

راحت وعیش کا سامان مبارک ہووے
ہو اسی سال مین تجکو کوئی فرزند نصیب
رنگجون کا تجھے سامان مبارک ہووے
لب لعلین یہ ترے لال رہین صورت لعل

ہو مبارک یہ دلھن چاند سی لانا تجکو
اے بنے یہ بنی نادان مبارک ہووے
سونے کا سہرا بندھا سر پہ دلھن آئے تری
روز شادی کا تجھے پان مبارک ہووے

عیش اللہ سے ہر دم یہ دعا کرتا ہے | تجھکو شادی مرے ذیشان مبارک ہووے | جب اس سے بھی فرصت ہوئی

فغفور چین کی محل مین طلب ہوئی وہ حجلۂ عروسی مین آیا رخصت کے وقت بیٹی کو گلے لگایا رومال سے آنسو پوچھے باہر تشریف لایا شاہ سن نے دولھا کو اندر بلایا ایک پان کا بیڑا موافق رسم شادی کھلایا میر حسن

ہوا لیکن اُس وقت اک ماجرا
وہ مہندی سوہانی وہ پھولون کی باس
وہ جلوہ کا ہونا وہ شادی کی دھوم
کوئی گالیان دے گئی جان کر
حنائی بنات اُسکو اس گھات سے
کرین نوش بادام شیرین کو جون
ذرا پاؤن پڑکی اُٹھاتے اُڑا
وہ دولھن کی رخصت وہ رونے کا وقت

کہ دولھا دلھن جب ہوئے ایک جا
ملا سُرخ جوڑے پہ عطر سہاگ
وہ آپس مین دولھا دلھن کے رسوم
گئی کان مین اک سُہاگا لگا
کہ ڈھکا دیا ہر گھڑی ہات سے
کمر سے اُٹھائی ڈلی اس طرح
نہین اور ہان کا عجب غل پڑا

عروسی وہ گہنا وہ سوہا لباس
کھلے مل کے آپس مین دونکے بھاگ
کسی نے پسائی سروج آن کر
گئی کوئی دولھن کے جوتی چھوا
اُٹھائی ڈلی اُسنے آنکھون سے یون
کہ ہان ہون نہین کی نہین جس طرح
سحر کا وہ ہونا وہ ٹونے کا وقت

یہ سمان دیکھکر دل پر ہجوم یاس ہوتا ہے اپنا پرایا ضرور اُداس ہوتا ہے

جب سب رسمین ہوچکین آرسی مصحف کی نوبت آئی اُس مین دلھن کی صورت خدا کی قدرت نظر آئی ساس نے اُٹھکر دولھا کی بلائین لین ہزارون دعائین دین دولھا کو سلامی مین ایک ملک عظیم ملا جب وہ باہر گیا سب عورتین دلھن کے گلے مل مل کے رونے لگین اشکون سے منھ دھونے لگین جب ڈومنیون نے بابل گائی بیٹی والون کو رقت آئی جہیز کا اسباب جو بیرون از وہم وقیاس تھا باہر جانے لگا لکھنے والون کو لکھتے لکھتے جگر آنے لگا ایک ہزار غلام زرین کمر ہزار کنیزان ماہ پیکر جہیز مین پائین وہ بھی بہت کچھ اسباب ساتھ لائین اگر جہیز کی ہر چیز تفصیل وار لکھون ایک دفتر طویل تحریر کرون جب بھی مہینون مین لکھنے کی نوبت آئے شاید فسانہ ناتمام رہجائے المختصر سہانے وقت دلھن کا سُکھپال مُغرق جواہر نگار دروازے پر لگا دولھا نے دلھن کو پھول کی صورت گود مین اُٹھا کر سکھپال مین سوار کیا کہارون نے ڈولا اُٹھایا سونے چاندی کے پھول لٹائے گئے بڑے بڑے موتی نچھاور ہوئے شہدون نے قیامت کا غل مچایا لوٹنا شروع کیا جسکو جو مل گیا لے بھاگا اب دولھا بھی بہ فر وشوکت تمام سوار ہوا تماشائیون کا انبوہ کثیر جم غفیر سرباز ار ہوا دلھن کے محافہ پر زر و جواہر بے شمار اسقدر نثار ہوا کہ آج تک جو لوگ اُدھر جاتے ہین سنگریزون کی جگہہ اُس ملک مین لعل وگوہر پاتے ہین القصہ جس شان وشوکت سے برات آئی تھی اُس سے المضاعف دھوم دھام تزک واحتشام سے دولھا کے گھر چلی جسوقت برات بگرد فر شاہانہ پہونچی بکرا ذبح ہوا انگوٹھے مین لہو لگا دولھا اُترا فیلبانان کو انعام وافر ملا سکھپال کے کہارون نے بھی انعام لیا جلوس والون سے بھی کوئی محروم نہین رہا سب نے اپنا اپنا دامن روپیہ اشرفیون سے بھر لیا خدا دوست نے سب کو ہنسی خوشی رخصت کیا فریدون شوکت

دل مین آتش مرحوم کا یہ شعر پڑھکر مسکرا تا تھا گھڑی گھڑی شام کی خبر منگواتا تھا ؎ لاتین چلین گی سینہ پہ اپنے شب وصال ہے کیا کیا نہ غل مچائے گی خلخال پائے دوست ہے جب زلف لیلائے لیل تا کمر پہونچی دولھا پردے مین گیا پلنگ پر پاؤن رکھا دولھن تصویر آزری کی صورت مسہری پر پڑی تھی چھیڑ چھاڑ ہونے لگی دولھانے پہلے بہت منت و خوشامد کی وہ حجاب آلود کچھ نہ بولی آخر نوبت بہ گستاخی پہونچی ادھر تو شوق وصال سے اضطراب اُدھر وہ نازنین غرق دریاے حجاب آخر سینہ سے سینہ لب سے لب مل گئے دونون کے دلون کے کنول کھل گئے شہزادی موقع پر ہاتھ نہ لگانے دیتی تھی شہزادہ کو داؤن پر نہ آنے دیتی تھی جب کچھ نہ زور چل سکتا چٹکے سے چٹکی لے لیتی جنگ زرگری کی کیفیت دکھلائی دیتی جب شاہ وصال نے جمال جہان آرا سے کسی صورت سے نقاب حجاب نہ اُٹھائی تو ہاتھا پائی کی نوبت آئی جس وقت شاہزادے نے ایسا رنگ دیکھا بے ساختہ ناسخ مرحوم کا یہ شعر پڑھا ؎ ہاتھ اُٹھایا وصل مین مجھ پر چلائی لات بھی ہے رفتہ رفتہ اب نکالے تم نے بارے ہاتھ پاؤن ہے بقول آتش مرحوم ؎ مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب ہے شور کرتا ہی جو پازیب کا جانہ شب وصل ہے جب تھوڑی رات باقی رہی اُس وقت غنچہ ناشگفتہ باتہزار نسیم وصال خندان ہوا در ناسفتہ صدف شرم و حیا کا منقب تمنا سے سفتہ ہو کر غیرت یاقوت رشک لعل بدخشان ہوا فردوسی طوسی ؎ چنان بردو آوردو آوردو برد ہے کہ وا یہ زحسرت پس پردہ مرد ہے الغرض بعد ردو بدل بسیار بقول مؤلف ؎ غنچۂ وصل کھل کے پھول ہوا ہے مطلب دل غرض حصول ہوا ہے جن رنڈیون نے پردہ جھانکا یہ کرشمہ دیکھا اُنکے منہ مین پانی بھر آیا اس نظارہ نے اُنکو کسی وقت کا انکا زمانہ یاد دلایا بقول داغ ؎ دی مؤذن نے شب وصل اذان پچھلی رات ہے ہاے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا ہے جب سفیدۂ صبح فلک پر ظاہر ہوا مرغ سحر بولا مؤذن نے اذان دی ایک کے منہ پر گستاخیون سے سرخی دوسرے کے منہ پر شرم سے سفیدی پیدا ہوئی تخت کی رات کی کیفیت ہویدا ہوئی صبح کو دونون نے حمام فرمایا میکے سے پنجیری اور شیشے مین تنبول آیا دولھن نے شرما کر سر جھکایا دولھا باہر تشریف لایا شہزادی کی ہمسنون نے شب بخیر کہکر رات کی کیفیت پوچھی وہ شرما کر چپ ہو رہی گردن نیچی کرکے بیٹھی کچھ نہ بولی دو پہر کے قریب فریدون شوکت مظفر و منصور فغفور کے سلام کو گیا جب باریاب مجرا ہوا نذر فتح گذرانی اُس نے خوش ہو کر گلے سے لگا لیا سرفرازی کا خلعت فاخرہ عنایت کیا شب کو بڑی دھوم سے چوتھی کھیلی دسترخوان بچھایا گیا فریدون شوکت روٹھا کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا بادشاہ نے چوتھی کی رُٹھائی، مین ایک ملک عظیم مرحمت فرمایا چوتھی چالون کے بعد فغفور چین نے ایک باغ دلکشا نام داماد کے رہنے کو عنایت کیا اُس نے سنکر بہت اظہار مسرت کیا اُس باغ روح افزا کی کیا تعریف لکھون کیونکر توصیف کرون چارون کونون پر چار بنگلہ سنگ مرمر کے بیچ مین ایک بارہ دری عظیم الشان رفیع و وسیع ہمسر آسمان جواہرات سے جڑی

شیشہ آلات سے سجی کاریگران چابکدست کی بنائی چھت پردون سے سجی سجائی جابجا نہرین بلور کی شفاف پانی برف سے سرد تر آب حیات سے زیادہ صاف فوارون کے چھوٹنے سے ہر وقت ساون بھادون کی بہار پیش نظر تھی چھوٹے چھوٹے درخت نازک نازک شاخون ہرے ہرے پتون رنگین رنگین پھولون پر صنعت صناع حقیقی کی جلوہ گر تھی معشوقۂ بہار کا جوبن قامت موزون پر دھانی پوشاک کی پھبن پٹڑیون پر نہری ہری باریک دوب دل کو نہایت مرغوب زنگار رنگ چینی کے ناندے دھرے جنمین پھولون کے درخت ہرے ہرے ایک طرف طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز ایک طرف بلبلون کا چہکنا پھولون کا مہکنا ایک طرف تدروان خوش رفتار کا اٹھکھیلیون سے چلنا ایک طرف آسمان پر شفق کا ہر دم نیا نیا رنگ بدلنا عجب عجب لطف دکھلاتا تھا سنبل تزئین زلف مسلسل محبوب خوبرو کا پیچ و خم نظر آتا تھا لراقمہ

باغ عالم مین وہ آئی ہے بہار ابکی بار
آج کل پھرتی ہے ہر سمت ہوا عنبر بار
اسلیے چلتی ہے ہر بار دبے پائون نسیم
نہ رہا نرگس بیمار کا مطلق آزار
منزلون اطلس کاہی کا ہے سبزہ پہ گمان
ہر خیابان پہ وہ مستانہ صبا کی رفتار
کان مین پہونچی جو غنچون کی چٹکنے کی صدا
وصل کے شوق مین ہر سمت وہ مور وہی پکار

نظر آتی ہے خزان گلشن جنت کی بہار
لب معشوق ہین یا لعل بدخشانی ہین
تازہ ہو سبزۂ خوابیدہ گلشن بیدار
تخت گل پر وہ جوانان چمن کا اجلاس
ہین پر از لالہ و گل دامن دشت و کہسار
جب بہار گل و ریحان پہ نظر کرتے ہین
لیکے انگڑائی اٹھا خواب سے سبزہ اکبار
بھا گئی ایسی بہار چمنستان آنکو

کس طرح سے نہ معطر ہو مشام عالم
سرخ ایسے نظر آتے ہین گلو نکے رخسار
ہر دم یاد مسیحاے چمن صحت بخش
لب جو پر وہ عروسان گلستان کا نکھار
بلبلون کے وہ ترانے وہ گلون کا جوبن
مسکرا دیتے ہین بیساختہ غنچے ہر بار
باغ پر ہاے وہ گھنگھور گھٹا کا عالم
پھر تو لیف زبان بن گئے گویا سب خار

مرزا صائب صفہانی نظم

تعالی اللہ از باغ جہان آرا و شہر آرا
نگہ را چہرہ خون سازم ز سیر ارغوان زارش
اگر در رفعت برج فلک سایش نمی بیند
سفیدی میکند چون مردل شت یاسمین زارش
گلو سوز ست از غم نغمہ ہاے عندلیب او
خزان رنگے ندارد بر گل رخسار اشجارش

کہ طوبی خشک بر جا ماندہ ہست از رشک اشجارش
خضر چون گوشہ بگرفتہ ہست از دامن کوہش
چرا خورشید را از طرف سر افتاد دستارش
نمیدانم قماش برگ گل لیک اینقدر دانم
چو آتش برگ میریزد شرار از نوک منقارش

ز وصف لالہ او رنگ بر روے سخن دارم
اگر خوشتر نباید از بہشت این طرف گلسارش
نماز صبح واجب میشود بر پاک دامانان
کہ بر مخمل زند بسیار درشتی سوزن خارش
درختانش چو سرو از برگ ریزی ایمن اند ایمن

اللہ اللہ عجب گلشن پر بہار تھا جسکی فضا پر مرغ دل ہزار جان سے نثار تھا سال بھر تک فریدون شوکت اسی باغ دلکشا مین مقیم رہا حوادث زمانہ سے بیخوف و بیم رہا دن بھر فغفور کے دربار مین حاضر رہتا امور سلطنت کا ناظر رہتا شب کو محل مین آرام کرتا عیش مین صبح عشرت مین شام کرتا فغفور چین نے رتق و فتق سلطنت و مہمات ممالک محروسہ داماد خوش نہاد کو تفویض کیے جملہ کار و بار خلافت و

وجہانداری مین اُسکو اختیارات کامل دیے اُس دانشمند فرزانہ افلاطون وقت ارسطوے زمانہ نے کارہاے ملکی کو اس بیدار مغزی اور حزم و ہوشیاری سے عدل و داد کے ساتھ انجام دیے کہ محسود عقلاے جہان ہوا انتظام ملک عدل و انصاف مین دوسرا نوشیروان ہوا رعیت راضی ملک آباد رہا ہر شخص اُسکے عہد معدلت عہد مین مسرور و شاد رہا ملک کی آمدنی فوج ظفر موج کی کثرت پہلے سے المضاعف ہوگئی اقبال یاور طالع بیدار رہا دشمنون کی قسمت سوگئی شہزادہ کی عقل و فراست سب کو معلوم ہوئی ہر شہر مین اس ذو فنون کی خوش انتظامی کی دھوم ہوئی زمانہ کا انقلاب تو مشہور ہی فلک ناہنجار کی نامساعدت کا ہر زبان پر مذکور ہی اُتنے دنون کی عیش و عشرت **خورشید جبین** کے وصل کی ناگوار مسرت ہوئی زمانۂ غدار کی طبیعت آمادہ مہاجرت و مفارقت ہوئی ایک دن **فریدون شوکت** نے بیٹھے بیٹھے ٹھنڈی سانس بھری آنکھون مین آنسو بھر لایا **خورشید جبین** گھبرا گئی چہرے پر مردنی چھاگئی بولی اے صاحب خیر تو ہی یہ حال کیا ہی مجھ سے تو کہو دشمنون کو ملال کیا ہی اُسنے پہلے تو باتون مین ٹالا کوئی حرف مطلب زبان سے نہ نکالا وہ گلے سے لپٹ کر بولی تم کو میری جان کی قسم ہی کیون روتے ہو اشکون سے رومال پر رومال کیون بھگوتے ہو **شعر**

کیون خفا ہو مری خطا کیا ہی	منھ سے بولو تو ماجرا کیا ہی
چپ ہو کیون کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے	آدمی سے بت نہ بن جاؤ خدا کیواسطے

دیکھو پھر مین رونے لگون گی تمھارے ساتھ اپنی بھی جان کھونے لگون گی اگر ہم کو چاہتے ہو تو سچ سچ کہدو ہماری منت و سماجت مان لو شہزادہ نے جب یہ صورت دیکھی دل مین سوچا کہ ملکہ کو ملال ہوگا اصل حال نہ کہنے مین اس سے زیادہ غیر حال ہوگا یہ سوچ کر بولا ملکہ مجکو وطن چھوڑے گھر بار سے منھ موڑے اتنا زمانہ گذرا معلوم نہین میری مفارقت مین ماں باپ کا کیا حال ہی اُنکے جینے مرنے کا حال پیش نظر دل کو ہر دم خیال ہی اور اُسکے سوا دانشمند وزیرزادے کی مفارقت دیکھیے کیا دکھاتی ہی ہر چند اسباب راحت و آرام مہیا ہین مگر ہر وقت طبیعت گھبراتی ہی جب سے وہ ساتھ کا کھیلا مفقود الخبر ہی عجیب حالت قلب و جگر ہی جس دن سے اُس بچپنے کے رفیق کا ساتھ چھوٹا فلک مصیبت مجھ پر ٹوٹا ہی اب اُس کی تلاش مین جاؤن گا اگر زندہ رہا تو پھر آؤن گا ہمت مردانہ نہین چاہتی کہ مین عیش و آرام سے بسر کرون جو اپنے ساتھ کھیل کود کر بڑا ہوا اُسکی خبر نہ لون اُسنے بھی تو میرے واسطے اپنا گھر بار چھوڑ ماں باپ سے منھ موڑ کر میرا ساتھ دیا ہی جو شایان رفاقت تھا وہ کام کیا ہی مین خوب جانتا ہون میری جدائی مین اُسکا بھی حال تغییر ہوگا سراپا رنج و غم کی تصویر ہوگا جب مین تمھارے عشق مین گھر سے نکلا تھا وہ بھی میرے ساتھ ہو لیا تھا ایک جنگل مین دو ہرن ملے تھے ایک کے پیچھے مین نے گھوڑا ڈالا دوسرے کے پیچھے وہ چلا راہ مین چھوٹ گیا مین کہین وہ کہین ہوگیا اُسدن سے آج تک نہ ملا معلوم نہین وہ جیتا ہی یا مرگیا اگر خدا نخواستہ کوئی امر ناگزیر پیش آیا تو وہ میرا حق نمک ادا کرگیا مین کچھ نہین کہہ سکتا جو میرے دل کا حال ہی اب مجکو

ایک دن ایک سال ہی ملکہ خورشید جبین یہ سُنکر بولی ہی ہی اب تم ضرور جاؤ گے ہماری جان پر جدائی کی آفت
لاؤ گے اگر یہی قصد ہی تو مین کون اباجان سے رخصت لو اُنسے اپنا حال بیان کرو مین نہ کہون گی کہ تم جاؤ اباجان
اور امی جان کو رولاؤ فریدون شوکت نے کہا کہ مین کل قبلۂ عالم سے رخصت لون گا اگر وہ رضامند نہونگے
تو اپنی جان دونگا شب کو خورشید جبین نے اپنی مان سے کہا کہ اُنکا یہ ارادہ ہی آپ اباجان سے یہ ذکر کیجیے
حتی الامکان اُنکو جانے نہ دیجیے اُسنے بیٹی سے یہ حال سُنکر فغفور چین سے کہا کہ اب فریدون شوکت کا یہ
عزم ہی وہ صبح کو تم سے رخصت کے لیے آئیگا آپنے دل کا حال زبان پر لائے گا تم بلطائف الحیل سو کنا
رخصت ندینا اپنے پرائے کی بدنامی نہ لینا علی الصباح جب فریدون شوکت بادشاہ کے سلام کو آیا حرف
مطلب زبان پر لایا بادشاہ نے گلے سے لگاکر کہا کہ بابا یہ کیا بیجا خیال تمھارے دل مین آیا وہ کمبخت
تمھاری مفارقت مین مر جائیگی ہرگز یہ مصیبت نہ اُٹھائیگی ابھی تک وہ دنیا کے رنج و غم سے آگاہ
نہین داغ فراق کیسا ہوتا ہی اُس سے واقف وہ ماہ نہین دفعۃً کیونکر اس صدمہ کی متحمل ہوگی تمھارے
غم مین گھٹ گھٹ کر مر جائیگی ہمارے دل پر داغ جدائی دھر جائیگی فریدون شوکت نے کہا خدا یہ
دن نہ دکھائے ایسی منحوس وبد گھڑی نہ آئے اگر میری حیات منظور ہی تو ہنسی خوشی رخصت کیجیے بہت رنج والم
ندیجیے میری ہمیشہ سے یہ عادت ہی جو کہا جو کیا ہر چند آپ کے نزدیک سراپا قصور ہون مگر کیا کرون
اپنی طبیعت سے مجبور ہون آپ اس مقدمے مین زیادہ اصرار نہ کیجیے للہ رخصت دیجیے چندے صبر کیجیے
دل پر جبر کیجیے انشاء اللہ تعالی عنقریب بامراجعت کرکے شرف آستان بوس حاصل کرون گا پھر آپ کی زیارت
سے مسرور دل عقیدت منزل ہوگا سلطان ازبسکہ مرد فہمیدہ وجہاندیدہ سرد وگرم دوران چشیدہ تھا سمجھا کہ
شاہزادہ اپنی بات کا دھنی ضرور ہی جائیگا جوہر شمشیر جوانمردی ودلیری دکھائیگا زیادہ روکنے مین
ہمیشہ کا ملال ہوگا بارور غم واندوہ کا نہال ہوگا شاہزادہ کے خلاف مرضی کرنے مین خوف فساد ہی
خانہ بربادی کی بنیاد ہی کہا اچھا بابا جو تمھاری خوشی بحفظ حافظ حقیقی سپردم اللہ معکم اینما کنتم یہ کہکر گلے
سے لگایا طوہاً وکرہاً رخصت فرمایا ملکہ نے بھی صبر کیا دل پر اختیار جبر کیا دل پردرد سے ٹھنڈی سانس
کھینچکر دوپٹہ سے آنسو پونچھ کر چپ ہو رہی پھر کوئی بات نہ کہی ملکہ کی مان نے اشرفیان امام ضامن کی بازو پر
باندھکر گلے لگایا سر سے پاؤن تک بلائین لے کر یہ کلمہ سُنایا امام ضامن کی ضامنی دہی بھلی اللہ نگہبان سدھارو
مُنہ پھیر کر گھر کو دیکھ لو لیکن اپنے وابستہ دامن دولت کا خیال رکھنا فراموش نہ کرنا ورنہ وہ تمھاری یاد مین
گھٹ گھٹ کر مر جائیگی پھر ہمارے ہاتھ نہ آئیگی لو مین نے تمکو امام ضامن کی ضامنی مین دیا کہہ دو قبول کیا
اُسوقت محل مین عجب تلاطم پڑا چھوٹا بڑا رونے لگا ہر شخص اشکون سے دامن بھگونے لگا رنڈیونکی آنکھون سے
دریاے اشک رواں تھا ہر طرف کہرام کا سامان عیان تھا کوئی کہین بیہوش پڑی تھی کوئی حیرت کے عالم مین
تصویر کی صورت آبدیدہ کھڑی تھی آخر نواب ناظر نے پردہ اُٹھایا شاہزادہ بسم اللہ کہکر باہر آیا

جانا فریدون شوکت کا دانشمند وزیرزادہ کی تلاش مین راہ مین ایک جوگی کا ملنا اُس سے کام نکلنا ایک اژدہاے خونخوار کا شاہزادہ کو نگل جانا بمدد دیو سیاہ رہائی پانا پھر شہر عجائب مین ورود فرمانا وہان نخل زرین کی تاثیر کا آزمانا

بادیہ پیمایان دشت غربت و مسافران منازل کربت و مصیبت باصد ہزار غم و محنت قلم مصائب رقم سے جریدۂ روزگار پر یون تحریر کرتے ہین عجیب و غریب تقریر کرتے ہین کہ وہ ہماے اوج شہریاری نونہال گلشن خلافت و تاجداری صاحب ہمت و جرأت یعنی فریدون شوکت باخاطر حزین و ملول بے رہبر و مددگار گم کردہ راہ باحال خراب و تباہ توکل بخدا ایک طرف کو چل نکلا نہ جوگنی دیکھی نہ رجال الغیب کا خیال کیا نہ دساسول دیکھا مصرع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے درکار نیست ۔ دو چار منزل تک تو فوج سلطانی اراکین سلطنت اعیان مملکت ہمراہ رہے مطیع و منقاد حکم بادشاہ رہے آخر ایک منزل مین فریدون شوکت نے سب کو اپنے سر کی قسم دے کر رخصت کیا اور ایک عرضداشت مین حضرت ظل سبحانی کو لکھدیا کہ مین نے ان سب خیرخواہون کو اپنی خوشی سے رخصت کیا ہے امیدوار ہون کہ غضب سلطانی سے جو نمونۂ قہر ربانی ہے یہ لوگ محفوظ رہین تفضلۂ عالم کے دامان عاطفت مین ہمیشہ مسرور محظوظ رہین جب یہ لوگ قسم سے مجبور ہوئے چار و ناچار ملول و محزون گھر کو پھرے اُسنے توکلت علے اللہ کہہ کر اپنا رستہ لیا یہ شعر آتش مرحوم کا پڑھکر چلتا دھندھا گیا ؎ تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہے ۔ ایک دن ایسے مہیب سنسان جنگل دشت ہولناک صحراے لق و دق بیابان آفت خیز مصیبت انگیز مین کہ جسکے دیکھنے سے دیو کا مُنھ کافق ہو رستم سے پہلوان کا کلیجہ شق ہو گذر ہوا پہلے تو بمقتضاے بشریت حال نوع دگر ہوا پھر جی کڑا کر کے آگے بڑھا ابھی تھوڑی سی راہ طے کی تھی کہ ایک پہاڑی نظر آئی طبیعت جو بہت گھبرائی جی مین آیا کہ وہان چلکر آرام کرین یہ تھوڑا دن امید سلام مین تمام کرین یہ سوچ کر اُس پہاڑی پر آیا اتفاقاً وہان ایک جوگی کو پایا دیکھا اپنے استھل مین ایک پتھر کے سنگاسن پر آسن مارے دھونی رمائے بیٹھا ہے سامنے ایک لکڑ سلگ رہا ہے اُس آفت کی دھوپ قیامت کی گرمی مین گرد کنڈون کا اسرا لگا ہے شعلہ تا چرخ چنبری پہونچتا ہے تپشیا کر رہا ہے شاہزادہ اُس کے قریب جا کھڑا ہوا جب وہ تپشیا کر کے باہر نکلا اسنے جھک کر سلام کیا وہ بولا بچہ آنند رہو کہان سے آنا ہوا فریدون شوکت نے کہا آپ پہونچے ہوئے فقیر ہین روشن ضمیر ہین مین کیا کہون اپنا مطلب کیونکر عرض کرون جوگی بولا کہ بابا یہ جنگل ویران سنسان ہو کا مکان جس مین منزلون آبادی کا نشان نہین کوئی امن و امان کا مکان نہین ریچھ اور شیرون کا مسکن ہے یہانتک کیونکر سلامت پہونچا کوئی جانور درندہ نہ ملا تو خوش قسمت معلوم ہوتا ہے اچھا بیٹھ جا میرا اگر و تیرے

آنے کی خبر دے گیا تھا کہ فلان سن فلان مہینے فلان دن مین ایک شاہزادہ فریدون شوکت نام اپنے وزیرزادے کی تلاش مین اس مقام پر آئیگا تجھ سے اُسکا بگڑا کام بن جائیگا آج گرو کی بات سچی ہوئی ہر کی کرپا سے تیرے درشن ہوئے یہ بات اچھی ہوئی دو چار دن قیام کر یہان مقام کر اب تو ہمارا مہمان ہی اس مہیب خوفناک جنگل مین بھی امن کا مکان ہی الغرض ایک ہفتہ تک شاہزادہ وہان مقیم رہا خوب سا موہن بھوگ چکھا آٹھوین دن جوگی سے کہا کہ باباجی مین یہان رہنے کو نہین آیا ہون مجکو رخصت کیجیے جو کچھ عنایت کرنا ہو عنایت کیجیے اُسوقت جوگی نے زمین لیپ پوت کر کھریی سے کچھ نقش کیے دیر تک سوچ بچار مین رہا کچھ انگلیون پر گن حساب لگایا منھ سے نہ بولا پھر ایک ٹھیکری پر کچھ لکھکر اُسکو دیا اور کہا کہ پیپل کا درخت جو سامنے لگا ہی مین نے اُسکو دودھ سے سینچا ہی وہان جاکر اُس کی جڑ کے پاس زمین کھودکر یہ ٹھیکری دفن کر دے پھر ایشر کی قدرت دیکھے فریدون شوکت نے وہ ٹھیکری لے کر سلام کیا پھر کچھ نہ کلام کیا اُسی درخت کے پاس جاکر تھوڑی سی زمین کھودی وہ ٹھیکری اُسمین دفن کر دی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ زمین خود بخود شق ہوئی ایک سفید پتھر کی مورت نہایت خوبصورت نکلی اُس کے ہاتھ مین ایک سونے کی تختی تھی اُسپر کچھ ایسے حروف لکھے دیکھے جو خط قسمت کیطرح پڑھے نہ جاتے تھے اُس مورت نے ہاتھ بڑھاکر وہ تختی شاہزادہ کو دی پھر زمین مین غائب ہو گئی یہ اُس تختی کو لے کر جوگی کے پاس آیا اُسنے اپنے قریب بلاکر بٹھایا اور کہا کہ بچا فقیر کے پاس کیا ہی جو تجکو دے خیر اچھا اب مجھ سے یہ تختی لے میرے گرو نے پانچ سو برس سے تیرے لیے رکھ چھوڑی تھی اب اسکا وقت آیا کہ تو یہان تشریف لایا یہ تیرا حق ہی اپنے داہنے بازو پر باندھ لے تیرے بہت کام آئیگی اسی سبب سے تیری امید اور آرزو بر آئیگی اسکی یہ تاثیر ہی جبتک تیرے پاس رہیگی جانورون کی بولیان سمجھا کریگا اور اُنھین کی زبان مین جواب دیا کریگا خبردار اسکی حفاظت مین اہتمام کرنا میرے احاطۂ بیان سے قدم باہر نہ دھرنا یہان سے دو طرف کو دو راہین پھری ہین گو مین نے نہین دیکھی ہین لیکن گرو بتا گیا ہی سب کیفیت سنا گیا ہی داہنے طرف کی راہ بے خوف و ضرر ہی بائین جانب کی راہ مین بڑا خطر ہی اکثر باتون کا ڈر ہی بائین طرف کی راہ چھوڑ کر داہنے سمت کی راہ اختیار کرنا چالیس دن کے بعد تو شہر رنگین بہار مین پہونچیگا وہان ایک سوداگر کے مکان پر تجکو تیرا وزیرزادہ ملیگا یہ کہکر جوگی نے شاہزادہ کو رخصت کیا اُسنے پہاڑی سے اُترکر اُس طرف کا رستہ لیا دس بیس منزلون کے بعد ایک دشت پرخار صحراے آتش بار مین گذر ہوا عجب سانحہ ہوش ربا پیش نظر ہوا دن بھر چلا وہ میدان ہولناک طے نہ ہوا شام کو ایک درخت کے نیچے بیٹھ رہا اپنی بیکسی و تنہائی پر رونے لگا جب آدھی رات سے کچھ سوا آئی اُس بیابان لق و دق مین کوسون تک آگ لگی پانی تو دفعۃً ایک ایسا گرم ہوا کا جھونکا آیا جسنے جہنم کی بھی گرمی کو شرمایا فریدون شوکت کے بدن پر چھالے پڑ گئے

ابتو جان کے لالے پڑ گئے زمین پاؤن کے نیچے جلنے لگی روح جسم سے نکلنے لگی جی مین کہتا تھا الٰہی یہ کیا بلا ہی
مجھ پر کیسا غضب ٹوٹ پڑا ہی ناگاہ ایک اژدہا سے خونخوار اژدر آتش بار کو دیکھا کہ وہ شعلہ ہاے آتشین منھ سے
نکالتا چلا آتا ہی جب دم کھینچتا ہی جنگل کا شہر اُسکے پیٹ مین چلا جاتا ہی شاہزادہ کے بھی پاؤن اُٹھنے لگے
اُس ثابت قدم نے ہرچند زور کیا مگر کچھ کام نہ آیا جب وہ باب سقر کی طرح منھ کھول کر سامنے آیا ایک
ایسا زور سے دم کھینچا کہ فریدون شوکت اُسکے پیٹ مین چلا گیا مطلق زور نہ چلا گویا کسی نے آگ کے دریا
مین گرا دیا زندگی مین عذاب النار کا مزہ چکھا دیا یکایک ملکہ حسن آرا کے باپ کی انگوٹھی یاد آئی داہنے ہاتھ
سے اُتار کر بائین ہاتھ مین پہن لی فوراً ایک دیو سیاہ چنگھاڑتا حاضر ہوا بولا کہ شاہزادہ عالیجاہ کیا ارشاد
ہوتا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن ابھی اپنی قوت و چالاکی دکھاؤن فریدون شوکت نے کہا مجکو اس بلاے بے درمان
کے بطن سے یونس کی طرح نجات دے جان بخشی کا ثواب لے ماہی بے آب کی صورت تڑپتا ہون نہایت
بیقرار ہون جیتے جی جہنم کے عذاب مین گرفتار ہون اُسنے فوراً دونون ہاتھ اُسکے منھ مین ڈال کر بقوت تمام
دہن سے دم تک چیر کر پھینک دیا گویا احیاے اموات کا ثواب لیا شاہزادہ صحیح و سالم نکل آیا دیو سیاہ سے
فرمایا کہ میرا تمام بدن آنبوس کی صورت سیاہ ہی گرمی سے حال تباہ ہی جلد کوئی ایسا علاج کر کہ میری جان بچے خدا
کے واسطے کوئی سریع النفع کثیر التاثیر دوا دے دیو سیاہ نے فوراً روغن سلیمانی تمام جسم پر ملا
فریدون شوکت اپنی اصلی رنگ و صورت پر آ گیا سجدۂ شکر بدرگاہ خدا بجا لایا دیو سیاہ کو رخصت فرمایا
جب شاہزادہ نے اس بلا سے رہائی پائی دل مین یہ بات سمائی کہ یہان ٹھہرنا اچھا نہین آگے بڑھو
شاید کوئی شہر نظر آئے طبیعت آرام پائے یہ خیال کر کے آگے بڑھا چند فرسخ راہ طی کی تھی کہ ایک شہر پر فضا
دیکھا بے اختیار جی چاہا کہ یہان چند روز قیام کیجیے ذرا استراحت کیجیے جب شہر مین داخل ہوا اُس کی فضا
بھائی آبادی بہت پسند آئی سرا مین اُترا بھٹیاری سے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہی وہ بولی اسکو
شہر عجائب کہتے ہین یہان اچھے اچھے لوگ رہتے ہین پھر پوچھا کہ اس شہر مین کوئی مقام سیر و تماشا
بھی ہی اُسنے کہا بلاؤن شہر پناہ سے نکل کر ایک باغ نہایت دلچسپ و مرغوب ہی بہت خوش قطع
کمال خوش اسلوب ہی اُسمین ایک درخت زرین ہی روے زمین پر ایسا دوسرا نہین ہی کہتے ہین حضرت سلیمان
علی نبینا و علیہ السلام کے زمانہ مین آصف برخیا اُنکے وزیر کا لگایا ہوا ہی قربان جاؤن مین نے کیا بڑی
بڑی عمر والے لوگون نے ایسا عجیب و غریب درخت نہین دیکھا ہی جیتے سونے کے شاخین ہونگے
کی پھول زمرد کے پھل یاقوت احمر کے ہین آج تک کسی نے ایسے لذیذ و خوشنما پھل نہین دیکھے ہین جو شخص
اُسکے سایہ مین آرام لیتا ہی اُسکو تمام عالم کا تماشا دکھلائی دیتا ہی پھل تاثیر مین نہایت سرد ہی اُسکے سامنے
جام جہان نما گرد ہی جو مسافر دھوپ کی شدت آفتاب کی تمازت سے ایسا پیاسا ہو جو قریب الموت
ہو گمان فوت ہو وہ تھوڑا سا پھل کھائے سیراب ہو جائے کلیجہ برف کی صورت ٹھنڈا ہو یہ کچھ اودھے

ہوئے چین نہ آئے کیسی ہی گرمی ہو کچھ اثر نہو جہان چاہے چلا جائے کسی طرح کا ضرر نہو مگر ہر شخص نہین پاتا ہو کوئی ایسا خوش قسمت ہو تو اسکے ہاتھ آتا ہو فریدون شوکت نے جی مین کہا کہ وہان جا کر بہر کیف بھٹیاری کا جھوٹ سچ دیکھ لیجیے جب اُس مقام پر پہونچا بھٹیاری کا بیان سچ پایا وہ درخت اُسی صفات کا نظر آیا اُسکی بہار دیکھکر مسرور ہوا اب یہ منظور ہوا کہ ایک پھل توڑ لیجیے اور سایہ کا بھی امتحان کیجیے جب اُسکے قریب آیا پھل توڑنے کو ہاتھ بڑھایا وہ خود بخود اُسکے ہاتھ مین آ گیا جس وقت زیر سایۂ درخت بیٹھا تمام عالم کا تماشا دیکھا جب ملکہ حسن آرا کا خیال آیا اُسکو اُسکے باغ مین غمگین و ملول بیٹھا پایا انیسین جلیسین سمجھاتی تھین کہ ملکہ شاہزادہ کے فراق مین اتنی بیقرار نہ ہو جامع المتفرقین کو یاد کرو وہ بڑا ارحم الراحمین ہو ضرور اپنا فضل و کرم کریگا ایک دن تم کو اُس سے ملا دیگا پردیسی کے پیچھے رونا برا ہو تم نے شاید یہ شعر نہین سنا ہی

مؤلفہ — گریہ لازم نہین دل زلف سیہ فام مین ہی ہے رودنا اے چشم مسافر سفر شام مین ہی وہ کہتی تھی لوگون کیا کرون ان نگوڑے بے صبر دل کو کیونکر تسکین دون — فرض کردم کہ بیادِ تو دلم خرسند است لیکن این دیدۂ دیدار طلب را چہ علاج جی چاہتا ہو منہ لپیٹے پڑی رہون کسی کو صورت نہ دکھاؤن کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکل جاؤن جوگن بن کر ڈھونڈھ لاؤن معلوم نہین وہ اللہ کا بندہ کیسا ہو مر گیا یا جیتا ہی شیطان کے کان بہرے اگر اُسکے دشمنون کا بال بیکا ہوا تیری بدخواہ ہون کارونگا میلا ہوا تو یہ بندی کدھر کی ہو گی تمھین سب ہر وقت طعنے دے کر مجھ کمبخت کی جان لوگی رنڈیان بولین بی بی تم کو کچھ خبر ہو خدا نے چاہا تو ایک دن تمھارا پردیسی تم سے آملیگا ہر وقت رونے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے حال غیر کرنے سے کیا ملیگا فریدون شوکت جب یہ کیفیت دیکھ چکا ملکہ خورشید جبین کا خیال آیا اُسکو بھی اسی بلائے مفارقت مین مبتلا پایا دیکھا جو اہر نگار مسہری پر لیٹی پردے چھوڑے ہوئے چپکے چپکے رو رہی ہو اپنی جان زار میرے فراق مین کھو رہی ہو خواصین جب کام خدمت کو پاس آتی ہین دنیا کا نشیب و فراز سمجھاتی ہین از بسکہ نئی نویلی دلھن ہو چیخ چلا کر نہین رو سکتی ہو گھونگھٹ مین چپکے چپکے اشک گلگون چشم خونبار سے بہاتی ہو کوئی آواز نہ سن لے اس شرم سے جی ہی جی مین گھٹ گھٹ کر مری جاتی ہو ہمنشین بھی آہستہ آہستہ پتے پتے کی باتون سے اسکو سمجھاتی ہین جب وہ رونے لگتی ہو تو گدگدی کرکے ہنسانے کے لیے ٹھٹھے لگاتی ہین کبھی کہتی ہین واہ واہ ملکہ صاحب آپ بھی کوئی چیز ہین اگر ایسی ہی محبت تھی تو شاہزادہ کو کیون جانے دیا دامن پکڑ کر روک نہ رکھا اب آٹھون پہر آنسو بہاتی ہو ہم لوگون پر ناحق خفا ہوتی ہو جھلاتی ہو رو دکھتین خبر دکھتین تم رو دکھتین ہم کون تھے جو انکو نہ جانے دیتے ہان اگر پہلے سے تمھارا اشارہ پاتے تو ادھر کی دنیا ادھر ہو جاتی کبھی اس پہلو پر قدم نہ دیتے تم کو تو اتنا ہی خیال ہو کہ وہ تمھارے پاس نہین اس غم سے بجا ہوش و حواس نہین کوئی اُسکے جی سے پوچھے جو جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہوگا ہر روز نئی آفت عجب مصیبت مین پھنستا ہوگا تم سلامتی سے گھر مین آرام سے بیٹھی ہو اُسکا شکریہ نہین کرتی ہو اُسکا حال نہین معلوم کہان صبح کہان

تمام ہوئی ہی پایا مصیبتین کیسی کیسی صعوبتین اٹھاتا ہوگا کیا جانیے زندگی کیونکر تمام ہوئی ہی اس رونے سے
تو اسکی زندگی کی دعا کرو منتین مانو اُسکے نام پر کچھ دو محتاجون فقیرون کی دعاسے خیر لو وہ پاک پروردگار
بندہ نواز ہی ایک نہ ایک دن وہ سلامتی سے آئیگا رنج و غم تمھارا دور ہوجائیگا جب اس تماشے سے بھی
فرصت پائی مان باپ کی یاد آئی اُنکو سب سے زیادہ گریہ و زاری فریاد و بیقراری مین مبتلا دیکھا مردہ صد سالہ
سے بدتر پایا بے اختیار دل اُمنڈ آیا گھر کا انتظام ابتر پایا آنکھون مین آنسو بھر لایا یہ کیفیت دیکھکر اپنے فرودگاہ
کو چلا وہ دن تاریخ مہینا وقت سال لکھکر اپنے پاس رکھا کہ ایک دن یہ تحریر کام آئیگی یہ سبب کیفیت
عند الضرورت بیان کی جائیگی یہ خیال کرکے چندروز سیر و شکار سے دل بہلایا ایک دن جو حد سے
زیادہ جی گھبرایا بھٹیاری کو چند اشرفیان دے کر نور کے تڑکے بستر اُٹھایا ایک طرف کو چل نکلا سبحان اللہ
کیا قدرت رب غفور ہی جو بندہ یابندہ مثل مشہور ہی جب دن اچھے آتے ہین سب بگڑے کام خود بخود
بنجاتے ہین ؎ سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ مارئیے ◦ منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہارئیے

پہونچنا فریدون شوکت کا شہر رنگین بہار مین وہان دانشمند وزیرزادے سے ملاقات ہونا پھر دونون کا دُکھڑا رونا

مورخان سحر تحریر و دبیران عطارد نظیر اس حکایت دلپذیر کو قلم مصائب رقم سے صفحۂ قرطاس پر یون تسطیر
کرتے ہین عجب مزے کا بیان نہایت لطف کی تقریر کرتے ہین کہ جب وہ رہرو منازل غربت و مسافر مراحل
محنت و مصیبت یعنی شاہزادہ فریدون شوکت ہزار طرح کے مصائب و آلام اُٹھا کر بعد مدت مدید
و عرصۂ بعید شہر رنگین بہار مین پہونچا اُس نواح دلکشا مقام فرح افزا کی ہوا دلکش و دلآرام فضا پسند آئی طبیعت
نے طاقت دل نے قوت پائی چند روز کوچہ بکوچہ محلہ بہ محلہ دانشمند کی تلاش مین پھرا اگر شاہد مراد سے
ہم آغوش نہوا اتفاقاً ایک دن سر بازار ایک سوداگر مالدار تاجر ذی وقار کی دوکان عالیشان
نظر آئی ٹھہر کر دور سے اشیاے نادرۂ روزگار عمدہ عمدہ اسباب ہر شہر و دیار کا نظارہ کرنے لگا
ایک جوان رعنا شمائل عجب خصائل کو اُس دوکان پر بیٹھے دیکھا ؏ دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر
با اہل کینہ کینہ و با اہل مہر مہر ◦ ہمجنسی کی اُلفت ہم سِنون کی یکجائی ہر وقت کی صحبت نے جوش مارا خود بخود محبت
[illegible] کی اُلفت پیدا ہوئی سوداگر نے جو آثار کرّ و فر شاہی ناصیۂ اقبال شاہزادہ
سے معاینہ کیے سمجھا کہ بیشک یہ کوئی شہزادہ یا امیرزادہ ہی یا اور کوئی عالی خاندان بلند ارادہ ہی وہ مرد معقول
نہایت متین و مہذب خط و دکان سے اُتر کر قریب آیا مصافحہ کرکے یہ بات زبان پر لایا کہ آپ شاید اس
شہر مین مسافر ہین اس دکان پر تشریف لے چلیے ہم بسر و چشم خدمتگزاری کو حاضر ہین یہ کہکر بہزار منت و سماجت
فریدون شوکت کو وہ دکان پر لاکر بٹھایا مراسم تعظیم و تکریم بجا لایا دانشمند نے بہ سبب امتداد زمانہ

مطلق نہ پہچانا دیر تک نظر تعجب سے دیکھتا رہا۔ دل مین کہتا تھا کہ ہونہو یہ ضرور میرا شاہزادہ ہی اُسکی صورت وشکل کا نقشہ اسمین بہت ملتا ہی یہ دل مین خیال کرکے دانشمند نے کہا کہ مین نے کچھ کچھ آپ کو پہچانا ہی فرمایئے اسم مبارک کیا ہی وہ بولا فریدون شوکت میرا نام ہی سرزمین حلب دارالسلطنت مشہور انام ہی یہ سُنکر وہ بے اختیار چیخ مارکر رونے لگا بیقراری سے جان کھونے لگا دوڑکر پانؤن پر گر پڑا فریدون شوکت نے اُٹھاکر گلے سے لگالیا اُسنے کہا کہ آپ نے مجکو پہچانا غلام دانشمند ہی عفو تقصیرات کا خواہشمند ہی فریدون شوکت نے کہا کہ بھائی کیا گردش روزگار ہی تم نے ہم کو نہ پہچانا دو دن مین بھول گئے افسوس دنیا کا لہو سفید ہو گیا ہم نے تو حق محبت ادا کیا کہ مہینون مصائب و آلام سفر پیادہ پائی کے رنج تنہائی کے صدمے اُٹھائے تمھاری جستجو مین یہان تک آئے اگر مرجاتے کسی کو خبر نہوتی فقط اپنی بیکسی اپنے مردے پر روتی خدا جانے کفن بھی پاتے یا نہ پاتے کون تھا جو ہمارا گور گڑھا کرتا جانوران صحرائی ہڈیان چباتے طعمۂ زاغ و زغن ہوجاتے حیات مستعار باقی تھی کچھ دنیا کی ہوا کھانا قسمت مین لکھی تھی جو برسون کے بچھڑے تم سے آملے اس محنت و مشقت کا صلہ کیا ملے ؎ برسون مین راہ پہ اب آئی ہی قسمت میری ٭ شکر ہی آج ٹھکانے لگی محنت میری ٭ ؎ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ٭ آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید ٭ دانشمند یہ باتین سُنکر دیر تک روتا رہا اشکون سے رومال پر رومال بھگوتا رہا جب گریہ و زاری فریاد و بیقراری سے کچھ افاقہ ہوا ہاتھ جوڑکر کھڑا ہوگیا عرض کی کہ براے خدا حضور زیادہ کلمات جگر خراش زبان مبارک پر نہ لائین غلام کو بہت شرمندہ و خجل نہ فرمائین کلبۂ خانہ قریب ہی تشریف لے چلیے آرام فرمایئے کاشانۂ عقیدت نشانہ کو فیض قدوم میمنت لزوم سے رشک بہشت بریں بنایئے یہ کہکر نہایت خوشی کمال مسرت سے مکان پر لایا نذر دکھلائی شاہزادہ نے اُسکی خاطر سے قبول فرمائی دانشمند فرط نشاط و فور انبساط سے پھولا نہ سماتا تھا مثل گل شگفتہ و خندان ہوا جاتا تھا ایک ہفتہ تک بڑی دھوم دھام سے دعوت کی کمال احتشام سے ضیافت کی ہر روز آداب غلامی بجالاتا تھا بجاے فرش زیر قدم آنکھین بچھاتا تھا ایک دن بعد فراغ صحبت طعام و خاطرداری مالاکلام دانشمند نے دست بستہ عرض کیا کہ اب تمام کیفیت مفارقت جملہ سرگذشت مہاجرت زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایئے غلام کمال مشتاق ہی فریدون شوکت نے کہا بھائی یہ بہت دشوار نہایت شاق ہی مگر آزرون دل دوستان جہل و کفارت یکین سہل مگر اندک از بسیار و نمونہ از خروار مجملاً سُناتا ہون اگر کان لگاکر سُنو تو اپنے حال کثیر الاختلال کی تصویر دکھاتا ہون یہ کہکر منزل اول مین ہرن کے پیچھے گھوڑا اُڑانا تنہائی کی مصائب راہ کی صعوبت اُٹھانا ساحرہ کے قید مین پھنسنا بزور سحر اپنا طاؤس بنجانا پھر پیرمرد کی توجہ باطنی سے لوح کا ملنا سحر سے نجات پانا حرامزادی شیطان علیہ اللعن کی وادی کا فی النار ہونا اپنا صورت اصلی پہ آنا پھر زرافشان مین پہونچنا ملکہ حسن آرا کے باغ مین ٹھہرنا اُسکی ملاقات باہم کے حرف و حکایات ملکہ خورشید جبین کی ملاقات کے بعد

نکاح کا وعدہ کرنا ملکہ کے باپ سے انگوٹھی لینا وہان سے چلنا ملک چین مین آنا ملکہ خورشید جبین کے سوالون کا جواب دینا اُسکے ساتھ شادی کا ہونا راستے کی مصیبتین جھیلنا پھر وہان سے رخصت ہونا آپ کے تجسّس و تفحص مین نکلنا راہ مین جوگی کی ملاقات اُس سے حضرت کا پتا پانا اُسکا ایک سونے کی تختی دینا وہان سے اپنا رستہ پکڑنا ایک منزل مین اژدہے کا نگل جانا دیو سیاہ کی مدد سے نجات پانا پھر شہر رنگین بہار مین پہونچنا آپ سے ملنا بہ فصاحت و بلاغت ایسا بیان کیا کہ دانشمند کا دل بے ساختہ بھر آیا زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا ہچکی بندھ گئی غشی طاری ہوئی جب ہوش مین آیا سات بار شاہزادہ کے گرد پھر کر تصدق ہوا پھر دانشمند نے عرض کی کہ آپ نے غلام نوازی فرمائی خانہ زاد کے واسطے حضور کے دشمنون نے اسقدر محنت و تکلیف کیون اُٹھائی مجھ سے ہزار غلام لاکھ خانہ زاد آپ کے ایک ناخن پا پر قربان ہوتے یہ بھی کم تھا اگر ہم مدت العمر آپ کے ثنا خوان ہوتے ؎ چہ نامی کہ مولائے نام توام ٭ درم ناخریدہ غلام توام ٭ اور اب تو ؎ منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز ٭ چہ شکر گویمت اے کارساز و بندہ نواز ٭ القصہ اسیطرح چندروز گذرے ایک دن سوداگر باریاب ملازمت ہوا بہت سے تحف و ہدایا ہمراہ لایا شاہزادہ کی خدمت مین پیش کیے اُسنے علاوہ انعام کے کئی خلعت دیے وہ مرد معقول جہاندیدہ تھا سرد و گرم زمانہ چشیدہ تھا شاہزادہ کی ملازمت سے نہایت مسرور ہوا عجائبات ہر شہر و دیار کا مذکور ہوا جب وہ رخصت ہوا فرید دن شوکت نے پوچھا یہ کون شخص ذی احترام ہے اس سوداگر کا کیا نام ہے وہ بولا اسکا نام فرخ فال ہے نہایت مرد سنجیدہ و خوش خصال ہے غلام اسکی دختر نازنین رشک لعبت چین حور جمال پر فریفتہ ہے اُسی کا عاشق زار و شیدائے بیتاب ہے جب سے اُس ناہد کش عابد فریب کو دیکھا ہے خواب و خور حرام ہے شب و روز آہ و زاری فریاد و بیقراری سے کام ہے دن کو چین نہین شب کو آرام نہین اسباب عیش و راحت سے کچھ کام نہین ایک روز مین اسی سوداگر کی دوکان پر بیٹھا تھا کچھ اسباب خرید کر رہا تھا کہ قریب شام وہ رشک ماہ تمام آئی میری موت کا سامان لائی پہلے تو مین سمجھا کہ چودھوین رات کا چاند نکلا پھر جو غور سے دیکھا تو اُس غیرت بدر منیر کے حسن کا جھمکڑا تھا اب کیا عرض کرون جو دل کا حال ہوا گھر تک جانا محال ہوا ہر طرف دیوانہ وار بیقرار پھرتا تھا قدم قدم پر ٹھوکرین کھا کھا کر گرتا تھا عزیز آشنا اعتقادیس پایا حال دل بیتابی کس سے کہتا پھرون پلنگ پر منہ لپیٹے پڑا رہتا اُس دن سے ہر روز اسی وقت اس تاجر کی دوکان پر آتا ہون کہ شاید وہ سفاک عالم قتال جہان پھر آئے طالع خفتہ بیدار ہو ملاقات ہو جائے مگر اُس دن سے آج تک نہ آئی دوبارہ شکل رعنا صورت زیبا نہ دکھلائی ؎ للمؤلف

ہائے کیا جانتا تھا کیا ہوگا	عشق میرے لیے بلا ہوگا	مجبور ہوا کیا زمانے مین
ہو برا عشق کا زمانے مین	ایک پل بھی نہین قرار مجھے	مار ڈالے گا انتظار مجھے
جب سے اُس بیوفا پہ مرتا ہون	تارے گن گن کے صبح کرتا ہون	تھی مقدر مین بسکہ رُسوائی

زہر بھی کھا لیا نہ موت آئی ہائے ہائے
کون ہی کس سے اپنا حال کہون
عشق کا کیا مآل ہوتا ہی
کیا کہون مین عذاب کی باتین
زندگی ہو گئی وبال مجھے

آئے کیونکر وہ رشک ماہ منیر
شب ہی اسکا خیال ہی مین ہون
جذب دل گر نہ کھینچ لائے گا
عشق خانہ خراب کی باتین
گر وہ صورت نہین ہی دکھلاتی

اب کرون کیا وصال کی تدبیر
دیکھون کیونکر وصال ہوتا ہی
یان سے تابوت اُٹھ کے جائے گا
اُسکی زلفون کا ہی خیال مجھے
موت بھی تو مجھے نہین آتی

مشکل یہ ہی کہ تاجر نے شادی اسکی ایک شرط پر موقوف رکھی ہی جو شخص اُسکو بجا لائے گا اُسکے ساتھ اُس دختر نیک سیرت کا عقد کیا جائیگا شاہزادہ نے پوچھا وہ شرط کیا ہی اُس نے عرض کیا کہ گوہر ہفت رنگ کا قصہ ہی فریدون شوکت یہ سنکر چپ ہو رہا جب ایک دن سوداگر شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا پھر اتفاقیہ اسکا بھی ذکر آیا فریدون شوکت یہ حرف زبان پر لایا کہ مین نے سنا ہی کہ تم نے اپنی صاحبزادی کی شادی گوہر ہفت رنگ لانے پر مشروط کی ہی بندگان خدا کو یہ تکلیف کیون دی ہی اُس نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ جو حضور نے سنا ہی سب درست ذکا ہی شاہزادہ بولا کہ گوہر ہفت رنگ کیا عنقا ہی جسکو دیکھا نہین نام سنا ہی یہ تو بتلاؤ کہ وہ کہان ملتا ہی مین تنہا جاؤنگا جہان ملتا ہی اُسنے عرض کی کہ غلام کو نہین معلوم مگر اتنا سنا ہی کہ جنوب و شمال کے گوشہ مین ایک شہر کہکشان ہی وہان کے بادشاہ کے خزانہ مین رکھا ہی فریدون شوکت نے کہا اگر مین اُس موتی کو لے آؤن تو مجکو یہ اختیار ہوگا کہ جسکے ساتھ چاہون شادی کردون اُسنے کہا کہ مجکو کچھ عذر نہوگا آپکو اختیار ہی بندہ آپکا تابع و فرمانبردار ہی جب اقرار باہم ہو چکا سوداگر رخصت ہو کر اپنے گھر کو چلا فریدون شوکت نے دانشمند سے کہا کہ لیجیے آپکے واسطے مین نے یہ جبر دل پر اختیار کیا سوداگر سے اقرار واثق لے لیا یہ سنکر دانشمند رونے لگا کہ افسوس برسون کے بعد پھر سامان فراق ہونے لگا بڑا غضب ہوا شاہزادہ اپنی بات کا دھنی ہی ضرور جائے گا کسی کا روکنا نہ مانیگا میرا سمجھانا کچھ کام نہ آئیگا مگر بمقتضائے نمک حلالی پاؤن پر گر پڑا اور عرض کیا کہ خدا کے واسطے اتنی غلام نوازی فرمائیے آپ زیادہ مصائب سفر کہ ہم صورت سقر ہی نہ اُٹھائیے لہذا اُس طرف نہ جائیے اگر خدا نخواستہ حضور کے دشمنون کا بال بیکا ہوا تو پھر فدوی جان نثار کہان جائیگا بندگان حضرت ظل رحمانی خلیفۃ الرحمانی اور پرستاران علیا جناب مخدرہ عظمےٰ کو کیا منہ دکھائیگا اور قطع نظر اس سے حضور پر نور برسون کے بعد تشریف لائے ہین ابھی کسل راہ سے آرام نہین فرمایا دل مین یہ خیال تازہ آیا چندروز آسایش و آرام فرمائیے کچھ دنون سستا لیجیے پھر آپ مالک و مختار ہین ہم لوگ غلام فرمان بردار ہین فریدون شوکت نے کہا تم میری عادت سے آگاہ طبیعت سے خوب واقف ہو استغفر اللہ اب مین کب ماننے والا ہون جو بات منھ سے نکل گئی پتھر کی لکیر ہی ہمت کرنا میرا کام ہی آگے تقدیر ہی دانشمند نے جب شاہزادہ بلند ارادہ کو ایسا مستعد و آمادہ پایا بہت رویا مرشدزادہ ولیعہد کو نہایت سمجھایا آخر بہ ہزار مشکل تمام دو مہینے کے قیام پر راضی

کہا جلد مراجعت کا وعدہ لیا ایک دن دانشمند نے عرض کی کہ خداوند نعمت اگر یہی امر حضور کی رائے صواب اندیش
مین آیا ہے تو اس سرفروش خیر اندیش کو بھی ساتھ لیجیے تنہا اُس طرف کا قصد نہ کیجیے غلام ہرگز تاب مفارقت نہ لائیگا
گھُن پیجیے گا خانہ زاد ایک دن مر جائیگا شہزادے نے کہا ہم جہان گئے تنہا گئے جہان رہے تنہا رہے رفیق
و رفقا جدا رہے سیر و سیاحت کا تنہائی مین مزہ ہے دشت غربت صحرا ے آفت کا رفیق فضل خدا ہے دانشمند
دل مین کہتا تھا کہ افسوس ہزار افسوس مین نے یہ کیا کیا ہائے شہزادے سے یہ حال کیون کہدیا مفارقت
گوارا نہین روک رکھنے کا یارا نہین کیا کرون کیا نہ کرون جی مین آتا ہے کھا کر مر رہون سے دوگونہ رنج و عذاب است
جان مجنون را بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ ؎ ہر طرح کی مشکل ہر طرح کا عذاب ہے شہزادہ اتنی مدت کے
بعد آیا ابھی تو آب پا بر کاب ہے جب رو کنے کا زمانہ تمام ہوا شہزادہ دانشمند سے یون ہمکلام ہوا اب ہم کل
ضرور جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ سوداگر کی شرط بجا لائینگے المختصر فریدون شوکت کسی صورت سے
نہ رُکا دانشمند کو روتا بیٹھتا چھوڑ کر منزل مقصود کا رستہ پکڑا

روانہ ہونا فریدون شوکت کا گوہر ہفت رنگ کی تلاش مین راہ مین عجائب عجائب مصائب اُٹھا کر شہر کہکشان مین پہونچنا حکیم بنکر دختر سلطان کہکشان کا علاج کرنا اُسکا صحت پانا گوہر ہفت رنگ لیکر پھر مع الخیر شہر رنگین بہار مین آنا فرخ فال سوداگر کی بیٹی سے وزیرزادے کی شادی بیان عروسی و دامادی

رہروان منازل غربت و طے کنندگان مراحل محنت و مشقت کا بیان ہے عجیب حیرت انگیز وحشت خیز داستان ہے
جب شاہزادہ سلیمان بارگاہ یعنی فریدون شوکت خورشید کلاہ شہر رنگین بہار سے باہر نکلا توکل بخدا
نادیدہ راہ ایک طرف کو روانہ ہوا مدت تک جنگل جنگل تباہ و پریشان پھرا کیا منزل مقصود کا کہین پتہ نہ ملا
ایک روز ایک دشت بے آب و گیاہ مین گذر ہوا جب آفتاب مسقط الراس پر پہونچا گرمی کی فصل تھی زمین شعلہ خیز
تھی آسمان سے آگ برستی تھی ٹھنڈے پانی کے واسطے روح ترستی تھی باد سموم سے بدن مین چھالے پڑ گئے
یہ عالم تھا ایک ذرہ اُس گرم زمین کا رشک آتش جہنم تھا وہ ٹھیک دوپہر جس مین چیل انڈا چھوڑے پیاس
نے غلبہ کیا گلے مین کانٹے پڑے خشکی سے زبان اینٹھ گئی آواز بیٹھ گئی دھوپ کی تیزی آفتاب کی تمازت
سے اور آگ لگ گئی نہ چاہ نہ چشمہ نہ تالاب نہ کوئی ندی نظر آئی آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہر نفس نفس واپسین
تھا ہرچند دوڑ دھوپ کی مگر کیا کرے پانی ہی نہین تھا جنگلی جانور بھی پانی کی جستجو مین کوسون نکل گئے
یکہ مرتے بکے جل جل گئے اُس بیابان آتشبار مین جو پہاڑ تھا کوہ آتش فشان تھا کرۂ نار زمین
پر اُتر آیا ہے ہر دم یہی گمان تھا جب شاہزادہ کی جان پیاس سے نکلنے لگی شمشیر عطش گلے پر

چلنے لگی اُسوقت ثمرِ نخل زرین یاد آیا فوراً جیب سے نکالکر مُنھ مین رکھ لیا اُس نے اُسی دم اپنا اثر دکھایا
پیاس کی شدت گرمی کی حدت معدوم ہوگئی کلیجہ برف ہوگیا دانت کڑکڑانے لگے ہاتھ پانون تھرانے لگے
لحاف اوڑھنے کی ضرورت ہوئی آخر یہ صورت ہوئی خدا خدا کر کے دن تمام ہوا سوادِ شب نظر آیا شاہزادہ
نے کچھ آرام پایا جون تون شب غم بسر کی عجب عالم مین سحر کی دوسرے دن خدا کی قدرت سے ایک دریائے
زخار نجر ناپیدا کنار دیکھا جس مین ناو کا پتہ نہ بیڑا ہاتھ پانون پھول گئے ہوش اُڑ گئے کہ یا الٰہی یہ کیا بلا پیش
آئی قسمت نے گردش دکھائی اُسی فکر مین لب ساحل بیٹھا رو رہا تھا کہ دور سے ایک جہاز نظر آیا اسکی
جان مین جان آئی شکر خدا بجا لایا جب وہ جہاز قریب پہونچا اُسنے دور سے پکار کر پوچھا کہ بھائی
یہ جہاز کہان جائیگا کہان مال اوتارے گا کہان سے بار لائیگا ایک شخص بولا تم اپنا مطلب
بیان کرو کیا خواہش ہے عیان کرو شاہزادہ نے کہا کہ مین ایک مسافر آوارہ وطن خانمان خراب بے یار و
آشنا یکہ و تنہا اس صحراے پرخار و دشت قنت بار مین آنکلا ہون از بسکہ ستم دیدہ آفت کشیدہ مصیبت
کا مارا ہون اگر تم رحم کھا کر جہاز پر بٹھا لو ایک بندۂ خدا کا کام نکلا تو ثواب سے خالی نہوگا یہ امر لاؤبالی نہ ہوگا
اُس نے جو اسکی صورت دشکل دیکھی منت و سماجت پر نظر کی سمجھا کہ یہ مقرر کوئی شریف و عالی خاندان ہے
اتفاقات زمانہ سے مبتلاے گردش آسمان ہے اسیر دام مصیبت مسافر بے یار و دیار پر رحم کھانا
ثواب عظیم ہے موجب رضامندی خداے کریم ہے بولا کہ اچھا آئیے جہاز پر تشریف لائیے اُس نے
جلدی جلدی ہرطرف دوڑائی جب وہ ناو لب ساحل آئی یہ اُسپر بیٹھکر جہاز پر سوار ہولیا ارحم الراحمین
کا شکر ادا کیا تھوڑی دیر کے بعد لنگر اُٹھا جہاز چل نکلا دن بھر بادِ مراد تھی جہاز منزلون نکل گیا جب شام
قریب ہوئی قسمت نے اپنی خوبی دکھلائی دفعتہً ہوا تیز چلنے لگی سامنے کی ہوا نے دریا مین جوش و خروش
پیدا کیا منجدھار تا سرآسمان اُچھلنے لگا جہاز کو تلاطم ہوا باد مخالف سے طوفان عظیم اُٹھا ایک جھونکا ہوا
کا ایسا تیز و تند چلا کہ پناہ بخدا معلم کپتان کا جی چھوٹ گیا موٹی موٹی آہنی زنجیرین ٹکڑے ٹکڑے
ہوگئین مستول ٹوٹ گیا جا شو ملاحون نے ہرچند تدبیرین کین پردے باندھ دیے شراعین
اوتارین مگر کچھ فائدہ نہوا ہوا کا زور بڑھتا گیا اُسوقت جو لوگ جہاز پر سوار تھے اُن سے ناخدا نے
پکار کر کہا کہ بھائیو اب ہمارا تدبیر نہین چلتا سر کھول کر دعائین کرو مالک الملک مجری الفلک مسخر الریاح
فالق الاصباح سے مدد خواہ ہو اب جہاز ڈوبا چاہتا ہے مرکب عمر الٹ پلٹ ہو رہا ہے یہ سنکر جو لوگ جہاز پر
سوار تھے سب نے رو رو کر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات خداوند قاضی الحاجات بلند کیا کوئی آیہ وافی
ہدایہ بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ان ربی لغفور رحیم پڑھنے لگا کوئی انبیاے مرسلین و ائمہ طاہرین علیہم السلام
کے واسطے دینے لگا کوئی حلال مشکلات علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے مدد لینے لگا کوئی
سگر و سنسار پکارت ہین جبریل کو انجبر تھین بڑھایو ہے تین سو برس نبی جی کے آگے تاہر سے سلمان

کو بچا یو؛ جب بھیڑ پڑی گڈھ کھیر کی مار کے اندر سین ہٹا یو+ مین فتح کرون سنگھ الہ کہ میری بیڑ بیر لگا یو؛ کوئی رو رو کر ڈھارین مارتا تھا کوئی جناب حضرت عباس علم بردار علیہ السلام کو اسطرح پکارتا تھا طوفان کی بلا رو ہو ہی اب ہمین کد ہر + یا حضرت عباس علی وقت مدد ہر + ہنوز اس آفت ناگہانی بلائے آسمانی سے نجات نہ ہوئی تھی کہ دوسری مصیبت پیش آئی مرگ مفاجات نے صورت دکھلائی پانی کے اندر ایک پہاڑ سے جہاز نے ٹکر کھائی معاذ اللہ دھنکی ہوئی روئی کی طرح جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو کر پاش پاش ہو گیا کیکا بھل بیڑا نہ ملا معلوم نہین کون ڈوبا کون بچا یہ بیچارہ آفت کا مارا ایک تختہ شکست کے کنارہ پر تھپیڑے کہا کہ آب و دانہ پانچوین دن ادھر اُدھر بہتا بہتا جزیرہ فلسطین کے کنارے پر پہونچا ابھی وہ ساحل دور تھا کہ وہ تختہ بھی ٹوٹ گیا تو اسکا جی چھوٹ گیا لیکن کچھ ڈھب ڈھبانا آتا تھا کہین گھڑے پاؤن لگائے کہین ملاحی کاٹی کبھی اور کوئی پیرائی پیرا اسی طرح وہ شناور بحر وفا خدا خدا کر کے کنارے پر پہونچا زندگی کی رسی مضبوط تھی زورق حیات طوفانی نہوئی بچگیا دن بھر بھٹکا بھٹکا پھرا نہ کوئی بستی ملی نہ کوئی شہر دیکھا شب کو جانوران درندہ کے خوف سے ایک درخت کی گھنیری چھاؤن جو دیکھی اس کے نیچے بیٹھ رہا وہین بستر کر دیا جانوروں کے خوف سے درندون کے ڈر سے رات بھر نیند نہ آئی جاگا کیا بیٹھے بیٹھے صبح کر دی آدھی رات کو یہ قدرت خدا دیکھی جس درخت کے نیچے یہ بیٹھا تھا اُسی درخت کے اوپر ایک مور اور مورنی نے بسیرا لیا تھا جب رات زیادہ آئی مورنی کی طبیعت گھبرائی مور سے کہا کہ اجی سنتے ہو آج نیند نہین آتی کوئی کہانی کہو وہ بولا کہ اچھا سنو آج اس درخت کے نیچے ایک نیا گل پھولا ہے یہ مسافر جو اس کی جڑ مین بیٹھا ہے راہ بھولا ہے یہ عالی خاندان بڑا بلند ارادہ ہے فریدون شوکت نام ہے ملک حلب کا شاہزادہ ہے ملکہ خورشید جبین جو چین کی شہزادی ہے اُسپر عاشق ہو کر گھر سے نکلا تھا اسکے وزیر زادے نے بھی اسکا ساتھ دیا تھا مفصل حال کہنے مین دیر ہو گی اب صبح قریب ہے ہم تم باغ کی راہ لین گے خیر باقی کیفیت اور منزلون کی اسکی مصیبت پھر کہدین گے اب اتنا سُن لو کہ دانشمند اسکا وزیر زادہ فرخ فال تاجر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے اُسنے بیٹی کا عقد گوہر ہفت رنگ لانے پر اُٹھا رکھا ہے جو شخص وہ موتی لائے گا وہی اُس دُر ناسفتہ کو پائے گا یہ اپنے وزیر زادہ کی طرف سے اس شرط بجا لانے کو نکلا ہے راستے کی صعوبتین منزلون کی مصیبتین جھیل کر بڑے پاپڑ بیل کر آج یہان پہونچا ہے یہ دُرۃ التاج سلطنت اسی کی تلاش مین چلا ہے مورنی نے کہا کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ وہ موتی کہان ہے کیونکر اسکے ہاتھ آئے گا یہ بیچارہ اُس کو کہان پائے گا مور نے کہا کہ اسی جزیرے مین ایک شہر کہکشان واقع ہے وہان کے بادشاہ کے خزانہ مین رکھا ہے چشم فلک نے بھی آج تک ایسا گوہر بے بہا نہین دیکھا ہے اُس بادشاہ کی ایک بیٹی ہے وہ برص کے مرض مین مبتلا ہے سیکڑون حکیمون نے اسکا علاج کیا ہے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اُنیس بیس کا بھی فرق نہ دیکھا ہے نہین امید سلطان کو شفا کی؛ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی؛ مورنی نے کہا پھر وہ کیونکر اچھی ہو گیا تدبیر

کیجائے کس طرح صحت پائے کوئی نسخہ سریع النفع مجرب و آزمودہ اگر تم کو معلوم ہو تو بیان کرو شاید اُسکو
شفا حاصل ہو طاؤس نے کہا حکیم مطلق و شافی برحق نے میرے پرون مین یہ اثر عنایت کیا ہی کہ ہر مرض کی
سریع التاثیر دوا ہی اگر یہ شخص ہمارے ایک پر کو لیکر مشک و زعفران و گلاب مین حل کر کے تمام بدن پر
ملے پھر قدرت حکیم علی الاطلاق دیکھ لے سارا روگ دوگ دھو جائے خدا چاہے تو ایک ہفتہ مین شفا ہو جائے
یہ شخص پہلے بادشاہ سے یہ کہہ لے کہ اگر میرے علاج سے فائدہ ہوا اور اُس کو ہر چہرۂ عصمت و عفت نے
غسل صحت کیا تو جو چیز طلب کرونگا وہی لونگا سلطان اپنی بیٹی کو بہت چاہتا ہی جان و مال سے زیادہ
عزیز رکھتا ہی یہ شخص اگر سلطنت بھی طلب کریگا تو وہ بے عذر نذر کر دیگا جب یہ بادشاہ کی زبان سے
اقرار لے لے اُسوقت علاج شروع کرے یہ کہکر اُسنے پر یال کر کے ایک پر زمین پر گرا دیا شاہزادہ
تو جانورون کی بولیان سمجھتا تھا فوراً وہ پر جسپر صحت موقوف تھی اُٹھا لیا جب مور نے یہ رام کہانی تمام کی
طاؤس زرین بال آسمان یعنی آفتاب عالمتاب قفس مغرب سے چھوٹ کر افق مشرق سے نمایان ہوا وہ جوڑا
اُڑ گیا اُسنے بھی اپنا رستہ پکڑا کئی دن کے بعد ایک شہر وسیع الفضا مین پہونچا اُسکا سواد بہت خوشنما دیکھا
آب و ہوا معتدل پائی جی مین یہ بات آئی کہ چند روز یہان رہکر آرام کرین پھر منزل مقصد کا رستہ لین مکانات
رفیع و وسیع راستے صاف سڑکین شفاف دو راستہ رنگین دوکانین محلے آباد رعیت خرم و شاد لوگ
باوضع مہذب خوش اخلاق ہر طرف علم و ہنر کا چرچا دیکھا دل مین کمال مسرور ہوا پھرتے پھرتے ایک کوچہ
مین گذر ہوا وہان پیر مرد با محاسن سفید کو اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا دیکھا شاہزادہ نے پاس پہونچکر
سلام علیک کی اُسنے وعلیک السلام کہکر پوچھا آپ کون صاحب ہین کہان سے تشریف لائے ہین
مجھے آپ اس شہر مین مسافر معلوم ہوتے ہین اُسنے کہا بجا ہی بندہ کل اس شہر مین وارد ہوا ہی اگر یہان
کوئی مسافر خانہ ہو تو بتا دیجیے وہان جاکر مقام کرون یہ دو پہر ون وہان تمام کرون وہ بولا کہ مہربان آپ
سرا کی کیون تکلیف اُٹھائیے فقیر خانہ حاضر ہی وہان آرام کیجیے مجکو سرفراز فرمائیے خانہ بے تکلف سمجھ کر
جب تک جی چاہے تشریف رکھیے کچھ وسوسہ و اندیشہ نہ کیجیے خانہ خانہ شماست مین خدمت گذاری مین
ہر وقت حاضر رہونگا آپ کی خاطر داری مین فرق نہوگا حمایت حالات کا ناظر رہونگا فریدون شوکت
کو یہ باتین پیر مرد کی بہت پسند آئین دل مین کہا کہ یہ بھی فضل خدا ہی جو بیگانے دیس مین غیر شخص ایسی
محبت کا ملا ہی پھر فریدون شوکت اُسکے نزدیک گیا وہ تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا رات دن مہمانداری مین
مصروف ہوا ایک دن اُسنے پوچھا کہ آپ اپنے نام اور حسب و نسب سے مطلع فرمائیے
یہان تشریف لانے کی وجہ زبان پر لائیے فریدون شوکت نے کہا مین شہر حلب کا
رئیس زادہ ہون ہر چند اس لباس فقر مین ہون لیکن بلند ارادہ ہون پیشہ طبابت کرتا ہون حکیم
مسیحا نفس نام ہی بیمارون کا علاج کرنا میرا کام ہی ہر چیز کے تجربہ کا ذوق ہی اسی سبب

سے سیاحی کا شوق ہی ملکون ملکون شہرون شہرون پھرتا کل یہان بھی وارد ہوا آج آپ کی خدمت مین پہونچا آپ نے مسافر نوازی فرمائی دل نے آرام طبیعت نے راحت پائی اب فرمایئے اس شہر کا کیا نام ہی یہان کا فرمان روا کون ذی احترام ہی وہ بولا قبلہ اس شہر کا نام کہکشان ہی یہان کا بادشاہ نصفت و عدالت مین مشہور جہان ہی اس بادشاہ کی ایک دختر مہ لقا ہی کئی برس سے وہ برص کے مرض مین مبتلا ہی اگر آپ اُسکے علاج کا اقرار کرین تو ہم آپ کو بادشاہ کی خدمت مین لے چلین حکیم صاحب نے کہا کہ بہت اچھا میرا تو یہی کام ہی جب آپ سا مرد شفیق ذی احترام ہی تو بسم اللہ میری تقریب بادشاہ سے فرمایئے اپنا بندۂ لطف و احسان بنایئے ایک دن پیر مرد دربار شاہی مین بیٹھا تھا بادشاہ کو متردد و متفکر پایا ہاتھ جوڑ کر یہ بات زبان پر لایا کہ غلام اسوقت قبلۂ عالم کو بہت پریشان پاتا ہی کیا سبب ہی نصیب دشمنان اسقدر کیون رنج و تعب ہی بادشاہ نے بیٹی کا حال کہا اسنے عرض کیا اگر خانہ زاد جان کی امان پائے تو ایک امر مفید مطلب سلطانی زبان پر لائے فرمایا ہان جان کی امان ہی بیان کرو وہ کیا ہی اُسنے گذارش کی کہ ایک حکیم حاذق نباض کامل فن طب مین بے عدیل و نظیر رشک بقراط غیرت سقراط غلام کے مکان پر اُترا ہی وہ شاہزادی کے علاج کا بیڑا اُٹھاتا ہی یہ حرف زبان پر لاتا ہی کہ اگر اعلیٰ حضرت قدر قدرت مجکو طلب فرمائین تو مین علاج کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتہ مین نہلا دونگا مگر بعد حصول صحت کامل و شفاے عاجل جو چیز طلب کرونگا وہ لونگا بادشاہ نے اقرار فرمایا کہ اچھا دونگا جلد جاؤ حکیم صاحب کو لے آؤ پیر مرد یہ حکم پاکر مکان پر آیا حکیم صاحب کو پاس بلاکر یہ مژدہ سنایا وہ اُسی وقت حکیم صاحب کو لے کر در دولت فلک صولت پر حاضر ہوا عرض بیگی نے بادشاہ کو خبر کی اُسنے اجازت حضوری دی بادشاہ نے حکیم صاحب کو مع پیر مرد خلوت مین طلب کیا ابتدا سے انتہا تک بیٹی کی بیماری کا حال طبیبون کا علاج مفصل کہہ دیا حکیم صاحب نے اُسی شرط کا ذکر کیا بادشاہ نے کہا مجکو قبول ہی آپ زیادہ گفتگو کرنا فضول ہی بسم اللہ علاج شروع کیجیے بعد حصول صحت جو چاہیے لیجیے حکیم صاحب نے کہا اب رخصت ہوتا ہون کل صبح دم آؤنگا دوا تیار کر کے ساتھ لاؤنگا دوسرے دن عرض بیگی نے استادگان پایۂ سریر خلافت مین عرض کی کہ حکیم صاحب آئے ہین وہ ابھی ہمراہ لائے ہین حکم ہوا آنے دو ہرگز نہ روکو جب حکیم صاحب دربار مین پہونچے باریاب مجرا ہوئے کہا کہ قبلۂ عالم یہ نسخہ برص کا نہایت کثیر النفع سریع الفائدہ بہت مجرب و آزمودہ حکمی بکمال لطیف و پاکیزہ خوشبودار ہی قابل استعمال شاہزادی حور کردار ہی پرہیز کچھ نہین جو چاہین نوش فرمائین مگر ایک ہفتہ سے کم استعمال مین نہ لائین بادشاہ دوا لیکر اندر آیا حکیم صاحب کو رخصت فرمایا شاہزادی کی مان سے کہا لو صاحب یہ دوا بیٹی کے بدن پر ملو خبردار استعمال مین غفلت نہ کرنا عدم فائدہ کا الزام حکیم صاحب کے سر نہ دھرنا اُسنے دوا لگانا شروع کی خدا کے فضل سے پہلے ہی دن تاثیر دکھلی جو داغ نظر آیا اُسمین زمین آسمان کا فرق پایا بادشاہ سے حال کہا وہ بہت خوش ہوا

جب حکیم صاحب حال سننے کو آئے بادشاہ نے کلمات تحسین و آفرین فرمائے پہلے دوا کی عمدگی بیان کی پھر کہا
حکیم صاحب سچ فرمائیے یہ دوا تھی یا اکسیر تھی اب حکیم صاحب کا اعزاز و اکرام بہت بڑھا اور دربار مین بلا قید کا حکم ہوا اصلاح
و مشورہ مین شریک ہونے لگے شب و روز مین جب چاہا آنے جانے لگے دونون وقت بادشاہ کے دسترخوان
پر خاصہ نوش فرمانے لگے حکیم علی الاطلاق کے فضل و کرم سے شہزادی کو یوماً فیوماً صحت ہونے لگی نسخہ بدلنے
کی ضرورت نہ ہوئی جب وہ ہفتہ تمام ہوا مرض کا نام و نشان باقی نہ رہا بعینہٖ چندن سا ہو گیا سارا روگ دھو گیا
حکیم صاحب نے بادشاہ سے کہا مبارک ہو غسل صحت کا اہتمام کیجیے نذر و نیاز ادا فرمائیے امیدوارون
مستحقون مسکینون کو انعام اکرام دیجیے بادشاہ نے بہت تیاری نہایت تزک احتشام کمال دھوم دھام سے
غسل صحت کا سامان کیا جناب باری کے فضل و کرم سے حکیم صاحب نے آٹھوین دن نہلا یا دیا بادشاہ
نے حکیم صاحب کو خلعت فاخرہ کے سوا زر و جواہر بیش بہا دینے کا قصد کیا مسیحا نفس نے استغنا کو کام فرمایا
کچھ نہ لیا جب سلطان نے بہت اصرار کیا حکیم صاحب نے کہا کہ قبلۂ عالم الکریم اذا وعد وفا اسکے صلہ مین
اتنی عنایت ہو جو کچھ مین طلب کرون وہ مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا وہ کیا ہے حکیم صاحب نے کہا گوہر ہفت
رنگ کی تمنا ہے یہ سنکر وہ سن ہو گیا اسوقت تو بلطائف الحیل حکیم صاحب کو بعنوان شائستہ رخصت کیا شب
کو خلوت مین وزیر صاحب کو بلوایا جب وہ حاضر خدمت والا ہوا ارشاد فرمایا کہ حکیم صاحب غضب کرتے ہین
گوہر ہفت رنگ طلب کرتے ہین تمھاری کیا راے ہے مین کیا کرون دون کہ نہ دون وزیر بولا غلام پہلے ہی
سن چکا ہے حکیم صاحب اقرار لے چکے ہین آپ زبان دے چکے ہین اب اگر نہ دیجیے گا تو کیا کیجیے گا پہلے آپ نے
خانہ زاد سے نہ پوچھا بے صلاح و مشورہ وعدہ کر لیا اب اپنے قول سے پھر جانا وعدہ سے انحراف کرنا
بادشاہون کی شان کے شایان نہین یہ بات ظاہر ہے کچھ مخفی و پنہان نہین سلاطین جس بات کا اقرار کرتے
ہین اس سے عدول فرماتے نہین سائل کو سلطنت دے ڈالتے ہین جب بات پر آ جاتے ہین اگر نظر انصاف
سے ملاحظہ فرمائیے تو حکیم صاحب نے کتنا بڑا کام کیا ہے آپ کی صاحبزادی کو کیسے صعب و سخت مرض
سے اچھا کر دیا ہے اگر حکیم صاحب بادشاہت کا نام لیتے تو کیا آپ نہ دیتے یہ تو گوہر ہفت رنگ ہے
اسکی حقیقت کیا ہے میرے نزدیک تو حکیم صاحب نے کچھ نہین مانگا ہے وہ اور بھی دے گا جس نے یہ
دیا ہے بادشاہ وزیر کی یہ باتین سنکر پہلے بحر فکر و تردد مین غوطہ زن ہوا جب غواص عقل رسا کو گوہر وفاے
وعدہ صادق ہاتھ لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ جی تو نہین چاہتا کہ ایسی نادر الوجود چیز کو جدا کرون مگر بخل
کی بدنامی کے خیال اور تمھاری فہمایش معقول کے باعث سے منظور کرتا ہون اچھا کل حکیم صاحب
کو بلوا کر دے دونگا اپنا مسلک بخیل ہونا ہر شہر و دیار مین منظور نہ کرونگا دوسرے دن
حکیم صاحب کو بلوا بھیجا جب وہ تشریف لائے داروغہ توشک خانہ کو حکم دیا کہ وہ تاج
جس مین گوہر ہفت رنگ نصب ہے جلد حاضر کر دو خبردار دیر نہو وہ حکم قضا شیم کو بجا لایا تاج

حاضر خدمت کیا سلطان ذی شان نے حکیم صاحب کو دیا بلکہ وہ خلعت فاخرہ اور جواہر بیش بہا جو پہلے تجویز کیا تھا
وہ بھی مرحمت فرمایا اعیان سلطنت اراکین مملکت کی نظر مین حکیم مسیحا نفس کا اعزاز و اکرام بڑھا یا حکیم صاحب
بادشاہ سے رخصت ہو کر مکان پر آئے پیر مرد سے قدر دانی سلطان کے کلمات زبان پر لائے دو چار روز
کے بعد پیر مرد سے کہا کہ اب مین شہر رنگین بہار کو جاؤنگا ایک شخص راہبر کو جو منازل و مراحل کے حال
سے بخوبی واقف اور آگاہ ہو تجویز کر دیجیے اور آپ بھی بخوشی رخصت کیجیے پیر مرد نے ایک راہبر کامل کو
ہمراہی کے واسطے تجویز کر دیا حکیم نے ہنگام رخصت بہ جلدوے مہمانداری وہی خلعت فاخرہ پیر مرد کو
عنایت کیا حکیم صاحب گوہر مدعا پاکر ایسے خوش ہوئے کہ منہ لال ہو گیا جلد پہونچنے کے خیال مین ایک دن
ایک سال ہو گیا جب چلنے کا دن مقرر ہوا دلیل کو ساتھ لیکر تیار ہوئے بسم اللہ کہکر سوار ہوئے ایکی
یار رہبر واقف کار کے سبب سے کسی منزل مین کیل کا کھٹکا نہ ہوا خدا کے فضل سے بال بیکا
نہ ہوا راستے مین سیر کرتے شکار کھیلتے جا بجا شہرون مین ٹھہرتے پانچ پانچ کوس کا کوچ مقام کرتے
بعیش و راحت تمام طے منازل و قطع مراحل کرتے دو مہینے کے بعد شہر رنگین بہار مین پہونچے دانشمند
استقبال کو آیا فریدون شوکت پر زر کثیر نثار کیا بہ فر و شوکت مالا کلام مکان پر لایا شاہزادہ نے راہبر کو
مال فراوان دے کر رخصت کیا دانشمند سے بھی کچھ دلوا دیا شب کو شاہزادہ نے تمام سرگذشت سفر کی بیان
کی دانشمند نے محجوب ہو کر گردن جھکالی دوسرے دن فرخ فال سوداگر کو بلوا کر فرمایا کہ بعنایات ایزدی
مین تمھاری شرط بجا لایا پھر وہ تاج جسمین وہ موتی نصب تھا دانشمند اور سوداگر کو دکھلایا اس کی آنکھین کھل گئین
شہزادے کی ہمت و جرأت کی بہت تعریف کی دیر تک وجد کی حالت مین رہا پھر فریدون شوکت نے کہا
اے تاجر ذی وقار اب تجکو وفاے عہد مین کیا کلام ہے اُسنے زمین ادب کو بوسہ دیکر کہا کہ فدوی تو حضور کا
ادنے غلام ہے جب فریدون شوکت نے اُس کو وفاے عہد پر راسخ پایا اللہ ری سیر چشمی وہ موتی
مع تاج گران بہا تاجر کو مرحمت فرمایا فرخ فال نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ وہ کنیز حاضر ہے قبول کیجیے حضور
کو اختیار ہے جس کو چاہیے دیجیے شاہزادہ نے کہا دانشمند میرا وزیر زادہ ہے اُسکے ساتھ
منعقد کرنے کا ارادہ ہے بہت جلد سامان شادی کا کرو دانشمند کو اپنی فرزندی مین لو وہ آداب بجا لاکر رخصت
ہوا اُسی وقت سے سامان شادی کا کرنے لگا یہان فریدون شوکت نے دانشمند کی شادی
کی تیاری کی ادھر کیا دیر تھی خدا کے فضل سے سب چیز موجود و مہیا تھی ایک دن بہ روز سعید و تاریخ
ساعت حمیدہ مین فریدون شوکت دانشمند کو دولھا بنا کر بہ کر و فر شاہانہ فرخ فال کے
مکان پر برات لیگیا شام کو بیاہ لایا اسباب بے شمار ملا فرخ فال نے کچھ عذر نہ کیا وہی موتی تاج سمیت
بیٹی کو جہیز مین دیا از بسکہ نئی نئی شادی تھی فریدون شوکت نے دانشمند کی خاطر سے دو مہینے اور
قیام کیا وہین مقام کیا ایک روز فریدون شوکت نے دانشمند سے کہا کہ اب سسرال مین

رہکر مزے اُڑا چکے نئی چیز کے لطف اُٹھا چکے ہو وہ پہلے پہل دل لگانا غضب ہی نئی چیز کا لطف پانا غضب ہی
کہیے اب کیا ارادہ ہی اُسنے کہا غلام تابعدار ہی حضور کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہی شاہزادے نے کہا مین خوب
جانتا ہون یہ سب اوپر کے دل کی باتین ہین ماشاء اللہ نئے نئے دن نئی نئی راتین ہین بھاوج تو ہم کو گالیان
دیتی ہون گی پردے پردے مین چھیڑ چھیڑ کر تمھارے چٹکیان لیتی ہون گی اُسنے کہا اگرچہ وہ ابھی کمسن جہان
نادیدہ ہین لیکن کمال فہمیدہ و سنجیدہ ہین وہ تو کہتی ہین تم ہر وقت شاہزادہ کے پاس رہو جو حکم دین اُسکی
تعمیل کرو فریدون شوکت نے کہا کہ خدا کے فضل سے تم کو پایا گوہر مطلب ہاتھ آیا تمھارا بیاہ رچایا
اب جی گھبراتا ہی پھر گھر ہم کو کاٹے کھاتا ہی ملکہ خورشید جبین اور حسن آرا کا خیال آتا ہی خدا جانے اُن دونون
کشتگان خنجر فراق کا میرے اشتیاق مین کیا حال ہوگا دم بھر کا جینا شاق اور وبال ہوگا دن بھر روتے روتے
جان جاتی ہوگی ہائے دل پر کیا گذرتی ہوگی جب رات آتی ہوگی مجھے یقین ہی نہ کھاتی نہ پیتی ہون گی فقط
امید وصال پر جیتی ہون گی اب مین کسی طرح یہان نہ ٹھہرونگا امروز فردا مین وہان کا رستہ لونگا

نزول اقبال شہزادۂ فریدون شوکت کا شہر زرافشان مین ملکہ حسن آرا کے باغ مین ٹھہرنا ملکہ سے نکاح کرنا

طے کنندگان منازل اشتیاق و دشت نوردان مراحل فراق تحریر کرتے ہین عجب حسن کی تقریر کرتے ہین کہ
جب شاہزادہ فریدون شوکت نے دانشمند سے یہ حال بیان کیا وہ زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا
پاؤن پر گر کر عرض کی حضور یہ کیا ارشاد فرماتے ہین میری ہزار جان آپ کے ایک ناخن پا پر نثار ہی خانہ زاد کو ہمراہ
چلنے سے کب انکار ہی مین غلام ہون وہ کنیز فرمانبردار ہی مین ابھی سے موجود و تیار ہون لیکن ایک ہفتہ
کی مہلت کا امیدوار ہون سواریون کا بندوبست کر لون پھر حضور کے ہمراہ رکاب ہون فریدون شوکت
نے یہ عرض منظور کی ایک ہفتہ کی مہلت دی اِدھر اُسنے اتنے زمانہ مین بعنوان شایستہ سواریون کا انتظام کرلیا
فرخ فال نے بھی بمجبوری اجازت دی شاہزادے نے انگشتری سلیمانی داہنے ہاتھ سے اُتار کر بائین
ہاتھ مین پہن لی دیو سیاہ حاضر ہوا فریدون شوکت نے کہا کہ ہم یہان سے شہر زرافشان کو جاینگے
تم ہمارے پاس رہو ہر طرح سے ہماری حفاظت کرو راہ راست بتلاتے ہوے چلو اُسنے عرض کی
خداوند نعمت مین تابعداری ہین ہر وقت حاضر رہونگا حضور کے حالات کا ناظر رہونگا جب مہلت کا زمانہ
تمام ہوا چلنے کا سرانجام ہوا فرخ فال رخصت کو آیا بیٹی کو گلے لگا کر پیار کیا اور کہا تم کو جدا کرنے کو
جی تو نہین چاہتا مگر شریعت کے حکم سے مجبور ہون اگر اُسکی پابندی نہ کرون تو کیا کرون شوہر کی اطاعت
فرض ہی خبردار اُسکے خلاف مرضی کوئی بات نہ کرنا جادۂ رضامندی شوہر سے قدم باہر نہ دھرنا مان نے بھی بہت پیار
کیا رو رو کر بلائین لین اور کہا کہ جانی تم کڑھنا نہین مین تم کو جلد ہی بلا لون گی سسرال مین بہت نہ رہنے دونگی

پھر داماد سے کہا کہ میان یہ کوئی کام تمھارے خلاف مزاج نہ کریگی تمھاری فرمان برداری مین حاضر رہے گی
اسکو کسی طرح کی تکلیف نہ دینا یہ پہلے پہل مجھسے چھوٹتی ہی میری جان پر مفارقت کی بجلی ٹوٹتی ہی دور دیس مین
بیاہنا اچھا نہین کسی نے بیٹی کا نصیب کھول کر دیکھا نہین اگر مین خوش نصیب ہوتی تو یہ خبر سنکر مر نہ جاتی
بیٹی کی جدائی مین مچھلی کی طرح سے کیون تڑپتی تلملاتی ہے یہ مثل سچ ہی سچ کسی نے کہا ہی دھن ہی ہوتا ہی
کنیا کا برا! وہ بولا آپ خاطر جمع رکھین مین فرمان بردار ہون اپنی جان سے عزیز رکھونگا مین بھی اُنکی خلاف مرضی
کوئی فعل نہ کرونگا اگر میرا مالک ابھی نہ جاتا تو مین کبھی حرف رخصت زبان پر نہ لاتا مگر مجبور ہون کیا کرون اُن کا
نمک کھایا ہے تنہا کیونکر چھوڑ دون ابھی راستے کی جدائی کا ٹیکا مٹا نہین شہر فروشی و جانبازی کا کوئی کام کیا نہین
شرم کے مارے شاہزادے سے چار آنکھین کرتا نہین افسوس کتنا سخت جان ہون کہ مرتا نہین چلنے وقت
فرخ فال نے کچھ اشیاے عجیب و غریب ہر شہر و دیار کے فریدون شوکت کی خدمت مین بطور نذر
پیشکش کر کے عرض کی کہ یہ ہدیہ محقر قبول ہو غلام کو بھی اپنے اماثل و اقران مین فخر سعادت حصول ہو شاہزادہ
نے بخیال دلشکنی منظور کیا خلعت فاخرہ عطا فرما کر مسرور کیا القصہ فریدون شوکت اور دانشمند دونون
سوار ہوئے حور جمال کے مان باپ بہت اشکبار ہوئے دیو سیاہ بلدراہ ہوا شاہزادہ اقبال مند راہ
کی صعوبتون سے محفوظ رہا طی مراحل و قطع منازل کے بعد بخیر و عافیت تمام شہر زر افشان مین پہونچے باغ دلکشا سے
ملکہ حسن آرا مین دائرۂ دولت کا نزول ہوا خدا کے فضل و کرم سے مدعاے دلی حصول ہوا شہر مین فریدون شوکت
کے آنے کی خبر مشہور ہوئی خلقت شاد رعیت مسرور ہوئی ملکہ کی ایک خواص خاص جو بہت منھ چڑھی تھی
حسن آرا سے بولی حضور مین آج ایک خوشخبری لائی ہون کچھ انعام دیجیے تو بیان کرون راز مخفی کو ظاہر
و عیان کرون ایسی اچھی خبر ہی کہ آپ سنکر اُچھل پڑین گی ہنستے ہنستے بُرا حال ہوگا مدتون کا دور رنج و ملال
ہوگا پہلے تو میرا منھ موتیون سے بھر دیجیے پھر مجھ سے مژدہ روح افزا نوید دلکشا لیجیے ملکہ نے خوش ہو کر فوراً
اقرار کیا اُسنے یون ہنس ہنس کر اظہار کیا کہ خدا نے آپ کے دن پھیرے شاہزادہ تشریف لایا ہی جس باغ مین پہلے
ٹھہرا تھا اُسی مین قیام فرمایا ہی حضور مین اپنی آنکھون سے دیکھ آئی ہون سچ فرمایئے کیا خوشخبری لائی ہون
مگر پہلے شاہزادہ یکہ و تنہا تشریف لایا تھا اب ایک اور جوان مرد ابھی ہمراہ ہی ایک زنانی سواری بھی ساتھ
ہی خدا جانے یہ کیا بات ہی ایک موا مونڈی کاٹا کالا دیو آبنوس کا لٹھا معلوم نہین نگوڑا کہان سے آیا ہی
سنتی ہون شاہزادہ ساتھ لایا ہی باغ کے دروازے پر ہر وقت بیٹھا رہتا ہی نہ کسی کی سنتا ہی نہ اپنی کہتا ہی
اے بی بی وہ روسیاہ دیو جب چنگھاڑتا ہی سارا باغ ہل جاتا ہی رنڈیان ڈر جاتی ہین جیتے جی مر جاتی ہین
سنتی ہون وہ قربان گیا پہرے کے کام پر مقرر ہی اُسی کا بندوبست اندر باہر ہی باغ کے باہر چارون طرف
بھی کچھ لوگ پڑے ہین معلوم نہین کون ہین کہان سے آئے ہین مین تو جانتی ہون شاہزادہ صاحب ساتھ
لائے ہین یہ بات سنکر قریب تھا کہ ملکہ غش کھا کر گر پڑے مگر استقلال کو کام فرمایا منھ بنے تو

کچھ نہ بولی لیکن بے اختیار مسکرا دی جب ملکہ کی مان نے سُنا خوش ہوکر بولی اچھی دوڑی ہوئی جا فریدون شوکت
کو میرے پاس بلا لا کہنا کہ حسن آرا کی مان گھبراتی ہین جلد چلیے آپ کو محل مین یاد فرماتی ہین جب اس خواص نے
پیغام پہونچایا فریدون شوکت نے فرمایا میری طرف سے آداب عرض کرکے کہنا آج معاف رکھیے کل حاضر
خدمت ہونگا شرف قدمبوسی حاصل کرونگا دوسرے دن شاہزادہ حسب وعدہ سوار ہوا جسوقت مکان پر پہونچا
حسن آرا کی مان نے اندر بلا لیا سر سے پاؤن تک بلائین لیکر کہا میان تم یہان کیون نہ اُترے باغ مین
کس واسطے ٹھہرے فریدون شوکت تسلیم عرض کرکے بولا پہلے مین تنہا تھا اب میرے ساتھ دانشمند
میرا وزیرزادہ اور اُسکا ناموس ہے اسلیے مین نے وہین قیام مناسب سمجھا پھر ملکہ کے باپ نے بلوا بھیجا کہا کہ
فقیر کے حال پر کرم کرو یہان تشریف لاؤ اپنے دیدار مسرت آثار سے مسرور و شادکام فرماؤ شاہزادہ یہان
سے اُٹھکر ملکہ کے باپ کے پاس گیا وہ اُس کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا یہ آداب بجا لاکر سامنے باادب بیٹھ گیا
وہ گلے لگاکر مصروف استفسار حال ہوا فریدون شوکت نے سب کیفیت تمام سرگذشت سفر کی
مفصل و مشرح بیان کی اُسنے بہت دعا دی شہزادہ کی ہمت و جرأت پر تحسین و آفرین کی شب کو ملکہ نے
خلوت مین طلب کیا جب وہ آیا ملکہ کا مزاج پوچھا یہ تیوری چڑھاکر بولی بس بس الگ بیٹھے رہو مجھ سے نہ بولو
یہ نخرہ کہین اور رگھارو جسکو ساتھ لائے ہو اُسکا مزاج پوچھو فریدون شوکت نے کہا ملکہ کچھ خیر ہے کیا
کہتی ہو معلوم ہوا تم مجھسے بدگمان رہتی ہو وہ میری بھاوج ہے دانشمند جو میرا وزیرزادہ ہے اُسکی بی بی ہے تمھاری
جان کی قسم مین نے سوا تمھارے اور ملکہ خورشید جبین کے دوسری عورت نہین کی ہے ملکہ بولی اچھا جس دن
سے تم اُدھر گئے ہماری خبر نہ پوچھی کہ وہ کشتہ خنجر فراق جیتی ہے یا مر گئی تمھاری بلا سے مجھپر جو گذرنی تھی گذر گئی میرا
حال یہ تھا کہ مین تصویر آزردگی صورت پلنگ پڑی رہتی تھی نہ کسی کی سُنتی تھی نہ اپنی کہتی تھی اگر کوئی بولتا
تھا خفا ہوتی تھی دن بھر اکیلی دوپٹے سے منھ ڈھانپے روتی تھی آٹھون پہر کے رونے سے آنکھین لہو
کی بوٹی ہو گئی تھین یہ ہے جو میری حرکتین تھین نئی نئی تھین اچھی خاصی سڑن دیوانی تھی جی چاہتا تھا کپڑے
پھاڑکر گھر سے نکل جاؤن نہ کوئی میری صورت دیکھے نہ مین کسی کو اپنی صورت دکھاؤن ہمجولیان چھیڑ چھیڑ کر جان
لیتی تھین ہزارون طعنے لاکھون تشنے دیتی تھین کھانا پینا ہنسنا بولنا تو ایسا چھوٹ گیا کہ جیسے کبھی ان دونون
سے آگاہ نہ تھی ایسی کبھی میری حالت تباہ نہ تھی ؎ جیسی اب ہے مری حالت کبھی ایسی تو نہ تھی ۔ جیسی اب ہے
مری صورت کبھی ایسی تو نہ تھی ۔ خدا کے واسطے تم میرا حال تو دیکھو مین وہی حسن آرا ہون جس کو پہلے تم نے
دیکھا تھا جب کیا شکل تھی اب کیا صورت ہے خفا نہو تو کہون یہ ساری کیفیت تمھاری بدولت ہے ناسخ مرحوم
؎ یہ جسم زار بے حرکت پیرہن مین ہے ۔ سب مجکو جانتے ہین کہ مردہ کفن مین ہے ۔ فریدون شوکت
نے کہا یہ شکایت تمھاری درست و بجا ہے مین نے ایسا ہی قصور کیا ہے ہمارا حال تم نے نہ پوچھا کہ تم پر کیا
گذری اتنی مدت کیونکر بسر کی کہان کہان رہے کس کس جنگل مین پھرے کیا کیا مصیبت اُٹھائی

کس کس آفت مین گھرے باانیہمہ ہم تم کو نہین بھولے کسی وقت تمھاری یاد دل سے فراموش نہ ہوتی تھی یہ چاندسی صورت ہر دم پیش نگاہ تھی ہم تھے اور گریہ وزاری و فریاد و آہ تھی ملکہ تم یقین نہ مانو گی جھوٹ جانو گی جب مین شہر عجائب مین پہونچا تھا وہان ایک دن تم کو دیکھا تھا ملکہ یہ سنکر اُچھل پڑی بے اختیار ہنس کر بولی اے لو اور سنو یہ تم کیا کہتے ہو ہوش مین آؤ حواس پکڑو تمھارے جو کلام ہین وہ افسانے ہین خدا نہ کرے کیا تمھارے دشمن دیوانے ہین لوگو خدا کے لیے انکی باتین تو سُنو اپنے ساتھ مجکو بھی دیوانی سمجھا ہے کہتے ہین مین نے شہر عجائب مین تم کو دیکھا ہے بھلا پوچھو تو مین کہان شہر عجائب کہان کیا میرے دشمن ان کے ساتھ ساتھ پھرتے ہین ہان خواب مین دیکھا ہو تو دیکھا ہو اگر تمپر وحی آئی ہو تو مین جانتی نہین ورنہ ایسی واہیات باتین تو مین مانتی نہین شہزادے نے کہا تمھاری جان کی قسم مین نے تم کو ظاہر مین دیکھا ہے ملکہ وہ دن تاریخ لکھ رکھا ہے ملکہ بولی بس بیٹھے رہو میری جان کی جھوٹی قسم نہ کھاؤ تم نے کیا میری جان کھیر اکگڑی بنائی ہے اور سنو یہ اچھی سنائی ابھی سفر کی گرمی دماغ مین چڑھی ہے اُتری نہین یہ کیا ہے شاید تمھارے بیری بدخواہ گھڑی بھر کے بُرا چیتنے والون کو مالیخولیا ہے مین آج ضرور تمھاری فصد لون گی دیوانے پن کا علاج کرون گی لو صاحبو انکی حماقت دیکھو آج انکی ساری باتین لکھ رکھو فریدون شوکت نے کہا ملکہ مین سچ کہتا ہون مین نے تم کو اسی باغ مین مسہری پر لیٹے منھ کو ڈوپٹے سے لپیٹے دیکھا ہے تمھاری انیسون جلیسون کو بھی تمھارے پاس بیٹھے دیکھا ہے پھر اپنا اُس شہر مین پہونچنا نخل زرین کے سایہ کے نیچے بیٹھنا یہ کرشمہ دیکھنا اُسکی تاثیر کا امتحان کرنا مفصل بیان کر کے کہا اب تو تم کو یقین ہوا میرا جھوٹ سچ کھل گیا دنیا مین ہزارون عجائب غرائب چیزین ہین آدمی کو سیاحی سے تجربہ ہوتا ہے یہ سب اُسکی قدرت کے کرشمے ہین خدا جانے مین نے کیا کیا عجائب و غرائب عالم دیکھے ہین ملکہ یہ باتین سُنکر حیب ہو رہی شاہزادہ باغ مین آیا دانشمند کو طلب فرمایا اُس نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور سسرال مین خوب رہے آج کیا تھا جو کئی روز کے بعد حضور تشریف لائے اچھے اچھے خاصے نوش فرمائے بڑے بڑے مزے اُڑائے فریدون شوکت بولا الامر یقیس علے نفسہ تم اپنا سا مجکو بھی سمجھے اب وہ بھی دن آتا ہے میری طرف سے ایفائے وعدہ کا پیغام جاتا ہے یہ کہکر فریدون شوکت نے کسی اپنے معتمد خاص کو حسن آرا کے باپ کے پاس بھیجا اُسنے بطرز شائستہ اس مطلب کو ادا کیا سلطان زرافشان نے بعد دعا کے کہلا بھیجا بہت اچھا مجکو عذر کیا ہے مین نے تمھاری مرضی پر موقوف رکھا ہے یہ جواب بھیج کر درستی سامان شادی مین مصروف ہوا دو مہینے کے بعد بکر و فر شاہی و احتشام نامتناہی حسب شرع شریف عقد ہو گیا جہیز خورشید جبین کے جہیز سے کم نہ تھا طول تحریر کے خوف سے مفصل حال نہ لکھا الغرض دو دولھا دُلھن ہنسی خوشی رہنے لگے رات دن وصل کے مزے اُڑانے لگے آتش رشک و حسد سے دشمنون کے دل جلانے لگے

لموٴلفہ

شب و روز راحت کے سامان تھے
وہ سب نکلے جو دل کے ارمان تھے

نامہ لکھنا خورشید جبین کا فریدون شوکت کو اور پہونچنا قاصد کا شہر زر افشان مین فریدون شوکت کے پاس پھر اُس کا جواب لکھکر قاصد کو روانہ کرنا اُسکا منزل مقصد مین قدم دھرنا

ازخون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ؏ انی رایت دہرا من ہجرک القیامہ ؏ جب ملکہ خورشید جبین کو فریدون شوکت کی خبر نہ معلوم ہوئی نہایت اندوہگین و مغموم ہوئی جی مین آیا کہ ایک نامہ لکھون حالات فراق و اشتیاق تحریر کرون یہ سوچکر قلم اُٹھا لیا ایک نامہ منظوم یون تحریر کیا

نامہ

ای شہنشاہ کشور اقبال
درۃ التاج افسر اجلال

شمع افروز بزم شوکت و جاہ
عرش تخت و خدیو مہر کلاہ

گوہر افسر جہانبانی کے
جان آفاق ظل سبحانی

آفتاب سپہر جاہ و حشم
شاہ کیوان پناہ مہر علم

ای مہ آسمان مہر و وفا
خلد اللہ ملکہ ابدا

بعد شوق وصال ہو معلوم
اندنون رہتی ہون بہت مغموم

درگہ حق سے التجا ہے یہی
تم سلامت رہو دعا ہے یہی

خیر سے پھر تمھین دکھائے خدا
جلد تم سے مجھے ملائے خدا

جس قدر ہین شکایتین تم سے
غیر ممکن ہے وہ قلم سے لکھے جا

حق الفت ادا کیا تم نے
خوب وعدہ وفا کیا تم نے

کہہ گئے تھے کہ جلد آؤن گا
نہ زیادہ تمھین کڑھاؤن گا

خوب تم نے کیا سخن کا نباہ
مرحبا مرحبا جزاک اللہ

گئے جس دن سے تم اُدھر صاحب
پھر نہ پوچھی مری خبر صاحب

زندگی کس طرح سے کرتا ہے
کوئی جیتا ہے یا کہ مرتا ہے

کوئی خط بھی نہ اس طرف بھیجا
یہ بھی تقدیر کا مری لکھا

کیا نہ تھی ڈاک اس جگہ موجود
کیا اِدھر کا تھا راستہ مسدود

یا دوات و قلم کا کال پڑا
یا تو کاغذ ہوا ہے عنقا

یا تو تھا نامہ بر پر جبریل
یا طبیعت تھی دشمنون کی علیل

درد فرقت سے اب یہ صورت ہے
دمبدم غیر میری حالت ہے

اب نہ کھاتی ہون کچھ نہ پیتی ہون
روز مرتی ہون روز جیتی ہون

رات بھر ٹھنڈی سانسین بھرتی ہون
تارے گن گن کے صبح کرتی ہون

ہمہ تن شکل اشتیاق ہون مین
کشتۂ خنجر فراق ہون مین

روگ جب سے لگا ہے فرقت کا
نام عنقا ہوا ہے صحت کا

دیکھکر مجکو ہجر مین بیمار
لوگ کہتے ہین ہے برا آزار

ہوش جب یان سے اُٹھ کے چلتا ہے
غش عیادت کو سیری آتا ہے

دن جو ہین زندگی کے بھرتی ہون
رات بھر آہ آہ کرتی ہون

نام الفت ڈبو نہین سکتی
چیخ چلا کے رو نہین سکتی

اپنی بدنامیون کا ہے وسواس
ہائے کیونکر نکالون دل کی بھڑاس

مسی کاجل کا کچھ ملال نہین
کنگھی چوٹی کا کچھ خیال نہین

مہندی چوڑی کا مجکو شوق نہین
اچھے کپڑون کا دل کو ذوق نہین

نام کو بھی نہ جان جان مین ہی
گھر مین جسدن سے تم جمی جم ہو
نہین پوشاک کو بدلتی ہین
مین یہ کہتی ہون کیا اُتارون خاک
آگ لگ جائے ایسی باتون کو
چپکے چپکے اکیلی روتی ہون
سوے دررو آنکھین رہتی ہین
ہمہ تن چشم انتظار ہون مین
گل نرگس جو خط مین ہی ملفوف
تم نے کوئی محل کیا ہو گا
یہ تو ہوتا جہان مین اکثر ہی
ختم اب خط دعا پہ کرتی ہون
اور میرا نہین ہی کچھ مطلب
لکھ چکی والسلام والاکرام
خط یہ لکھ کر بلایا قاصد کو
خلعت فاخرہ تجھے دون گی
ایک دم بھی نہ راہ مین رہنا
جلد پھر نا دعا کی صورت سے
ہی رسول خدا ترا حافظ
وہ اُسی دم چلا بصد سرعت

بند گھنا سنگار دان مین ہی
مجھسے ہر دم بناؤ سے ہی بگاڑ
وہی کپڑے ہین گئے مین اب تک ہین
خبر اُن کی ابھی تک آئی نہین
نیند آتی نہین ہے راتون کو
جس پہ سوتی ہون یہ پلنگ مرا
ندیان آنسوؤن کی بہتی ہین
گر مرے دیکھنے کا ہی ارمان
یعنی ہی زیست دید پر موقوف
رنج اسکا بھی کچھ ہوا مجکو
یہ تو مردون کا عین جوہر ہی
تم سلامت رہو رہو آباد
بھیجتی ہون یہ خط جواب طلب
ہی یہ اے شاہزادہ جمہور
مطلب دل سنایا قاصد کو
تو جہان راہ مین بہت پانا
ہان مرے شیر تیرا کیا کہنا
بس کہ چالاک ہی تو حد سے سوا
جا مرے نامہ بر خدا حافظ

میرے لکھنے کو تم یقین سمجھو
راتین فرقت کی ہو گئی ہین پہاڑ
اُجلی کہتی ہی دیجیے پوشاک
ایک مدت ہوئی نہائی نہین
جان فرقت مین اپنی کھوتی ہون
ہی پلنگ درندہ سے بھی سوا
اب نہت زار و بیقرار ہون مین
کھانا دان کھاؤ ہاتھ دھوؤ یہان
کہہ رہا ہی یہ دل مرا الجندا
خیر اسکا نہین گلا مجکو
ہی جو جل مین کہان تلک لکھون
دوست تو شاد ہون عدو ناشاد
تم کو یہ خط باشتیاق تمام
نامۂ ہجر دختر فغفور
بولی خط کا جواب جب لوگی
بس وہین خط لیے چلے جانا
اُڑتا جاتا ہوا کی صورت سے
مجکو اعجاز طی ارض دکھا
کہہ کے یہ دیکے خط کیا رخصت

القصہ بیک سریع السیر خلعت رخصت پاکر مع نامۂ محبوب دلنواز کمر ہمت محکم باندھکر اشک روان کی صورت روان تھا واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم کا وظیفہ ورد زبان تھا کبھی اہدنا الصراط المستقیم پڑھکر دست دعا بجناب باری عز اسمہ بلند کرتا کہ اے رہبر مسافران گم کردہ راہ تیرے بھروسے پر گھر سے نکلا ہون تیرے ہی لطف و کرم کے آسرے پر وطن چھوڑکر چل کھڑا ہوا ہون فریدون شوکت کو کہان پاؤن کدھر ڈھونڈھون جسکا پتہ نشان نہ معلوم ہی اُس تلک کیونکر پہونچون تو چارہ کار سازِ بندہ نواز ہی مجکو تیری ذات پاک پر بڑا ناز ہی اپنے خضر توفیق کو اس نادیدہ راہ کے ساتھ کر دے میرے دامن یاس و ناامیدی کو گوہر مراد سے بھر دے یہ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرتا کبھی اسطرف کبھی اُسطرف جاتا تھا جس شہر و دیار مین پہونچتا تھا شاہزادہ کا پتا لگاتا تھا اسیطرح جنگل جنگل شہرون شہرون

پھرتا رہا کہین اُس یوسف گم گشتہ کا پتا سراغ نہ ملا ایک دن خضر توفیق الٰہی نے رہبری کی کسی نے اُسکے جی مین یہ بات ڈال دی کہ اب شہر زرافشان کی راہ لے شاید وہ گوہر مراد ‌‌ــــ کچھ وہان ملے یہ سوچ کر شہر زرافشان کی طرف چلا بعد تلاش بسیار و تفحص و تجسس بے شمار اُسی شہر مین پہونچا لوگون سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام و نشان ہے وہ بولے کہ اس شہر کا نام زرافشان ہے قاصد نے کہا کہ مین ملک چین سے آتا ہون شاہزادۂ فریدون شوکت کے تلاش مین جاتا ہون پھرتا پھرتا آج یہان آنکلا کل چلا جاؤنگا اور کسی شہر مین پتہ لگاؤنگا لوگون نے کہا کہ یہ تو ہم جانتے نہین مگر یہان اسی نام کا ایک شاہزادہ ملکہ حسن آرا کے باغ مین اُترا ہے بلکہ اُسنے ملکہ حسن آرا کے ساتھ اپنا عقد بھی کیا ہے قاصد یہ بات سنکر دل مین مسرور ہوا شکر خدا ادا کر کے کہا کہ اب سارا رنج و تعب سفر دل سے دور ہوا جو یندہ و یابندہ یہ مثل ٹھیک ہے اب آج تو جاتا نہین کل جاؤنگا ملکہ حسن آرا کے باغ کا پتا لگاؤنگا یہان کا حال سنیے کہ شاہزادہ فریدون شوکت ملکہ کے ساتھ خاصہ نوش فرما کے باغ مین چہل قدمی کرتا تھا خورشید جبین کی یاد مین آہ سرد دل پُر درد سے بھرتا تھا اتفاقیہ یہ شعر آتش مرحوم کا یاد آیا بے ساختہ بطور فال زبان پر لایا ؎ الطاف نامہ یار کا ہے کر کرم کرے ؛ صورت دکھائے ہُد ہُد فرخندہ فال دوست ؛ ابھی یہ شعر پورا نہ پڑھا تھا کہ چوبدار نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اسوقت ایک قاصد کہین سے آیا ہے کسی کا خط لایا ہے بظاہر مرد عاقل و ہوشیار ہے باریاب ہونے کا امیدوار ہے فرمایا خبردار نہ روکو جلد حاضر کرو جب قاصد بارگاہ مین آیا مجرا گاہ سے آداب بجا لایا زمین ادب کو لب عبودیت سے چوم کر عرض کیا کہ غلام ملکہ خورشید جبین کا نامہ بر ہے بعد خرابی بصرہ کل یہان پہونچا آج حاضر خدمت بندگان عالی ہوا پھر یہ مصرعہ ناسخ مغفور کا پڑھا مصرعہ خط لیجیے دلوائیے انعام ہمارا ؛ پھر پگڑی سے محبت نامہ نکال کر بہ کمال ادب دونون ہاتھون پر رکھکر پیش کیا فریدون شوکت نے نہایت مسرت و خوشدلی سے لیکر قاصد کو انعام وافر دیا خط کھول کر حرف بحرف پڑھا ہر مرتبہ فرط مسرت سے جھومتا تھا بار بار نامۂ معشوق دلفریب کو چومتا تھا جب بہت اشتیاق ملاقات ستاتا تھا بے اختیار یہ شعر زبان پر لاتا تھا ؎ دل واند و من دانم در نامہ چہا دیدم ؛ صد بار ربیتابی وا کردم و پیچیدم ؛ جب دانشمند کو خبر ہوئی حاضر ہو کر مبارکباد دی خطہ بزر گشتہ نثار کیا قاصد کو انعام بیشمار دے کر مالا مال کر دیا فریدون شوکت خط لیے ہوئے محل مین داخل ہوا ملکہ نے پوچھا یہ خط کس کا ہے کہان سے آیا ہے وہ بولا ملکہ خورشید جبین نے مجکو لکھا ہے ابھی ابھی نامہ بر لایا ہے ملکہ نے کہا جلدی پڑھو مین بھی سنون کیا لکھا ہے شاہزادہ بولا فقط اشتیاق ملاقات تحریر کیا ہے اُسنے بھی خوش ہو کر مبارکباد دی قاصد کو ڈیوڑھی پر طلب کیا محلدار کے ذریعہ سے سب حال مفصل پوچھا ہنگام مراجعت خلعت دیا ایک دن قاصد نے ہاتھ باندھ کر عرض کی خداوند نعمت جب خانہ زاد چلنے لگا تھا شاہزادی صاحب نے کہہ دیا تھا کہ خبردار دیر نہ لگانا بہت نہ رہنا جلد آنا اب غلام کو رخصت فرمائیے مکتوب محبت اسلوب کا جواب باصواب مرحمت فرمائیے شاہزادہ

نے کہا کہ کمال شوق ملاقات اُسنے لکھا ہی ہا چلون مین آپ ہی قاصد جواب کے بدلے ہا وہ زمین ادب چوم کر عرض پیرا ہوا کہ حضور کے تشریف لے چلنے مین ابھی بہت عرصہ ہی خانہ زاد زیادہ نہین ٹھہر سکتا ہی فریدون شوکت نے کہا ایک ہفتہ اور ٹھہر جا پھر جواب ملے گا القصہ شاہزادہ جب اُس خط کے مضمون ملال وغم مشحون کو پڑھتا اشکبار ہوتا جواب کا مضمون دل مین سوچ سوچ کر سخت بیقرار ہوتا آخر چین نہ پڑا قلمدان منگواکر قلم برداشتہ یہ جواب لکھا

جواب نامۂ ملکۂ خورشید جبین

ای مہر آسمان رعنائی
شمع افروز بزم غنج ودلال
باعث عشق عاشق صادق
زید اللہ حسنہا ابدا
شوق دیدار حد سے افزون ہی
تم سلامت رہو صد وسی سال
قاصد آیا ہزار شکر خدا
تھے مضامین رقم کمال شگرف
دائرے تھے نہ خط اُلفت کے
وصل کا اُس مین سب مزا دیکھا
جب مجھے وہ تمھارا خط پہونچا
دل غمگین پہ لگ گئی برچھی
دل کی رگ مین جو ڈوب جاتی تھی
وہ لگاتے تھے میرے دل پر تیر
تمنے خط مین جو حال ہی لکھا
حال اپنا اگر تمھین لکھتا
سانحہ روز ایسے ہوتے تھے
مین نے جو جو مصیبتین جھیلین
مجھ پہ جو آفتین پڑین دلبر
صبح جنگل مین تو پہاڑ مین شام

نوگل بوستان زیبائی
سرمۂ چشم نازو شرم وحیا
مفتی خون ناحق عاشق
بعد اظہار شوق وحسرت وصل
حسرت وصل مین جگر خون ہی
ای سپہر وفا کی ماہ منیر
خط جو تمنے لکھا تھا وہ پہونچا
کیا عبارت سلیس تھی تمھی
طوق تھے گردن محبت کے
تھا کسی حرف سے جو حرف جدا
سر پہ سینہ پہ آنکھون پر رکھا
خوب رویا مین اُسکو پڑھ پڑھ کر
کیا کہون کیا مزہ دکھاتی تھی
شب کو اکدم نہین مین سوتا ہون
سب تمھاری شکایتین ہین بجا
ایک دم بھی نہ تاب تم لاتین
راہ چلتے ابھی مجھ پہ روتے تھے
مجھ پہ جو کچھ گذر گئی واللہ
نہ اٹھی پڑین وہ دشمن پر
یہ بھی ڈر تھا مجھے جو پا جائین

یوسف مصر ناز حسن وجمال
جوہر تیغ ظلم جور وجفا
تاج دار جہان مہر ووفا
آرزوے حصول دولت وصل
یہ دعا ہی خدا سے ماہ جمال
مین بھی زندہ ہون تا دم تحریر
مین نے سارا پڑھا وہ حرف بحرف
بوے اُلفت ہر ایک حرف مین تھی
حرف سے حرف جو ملا دیکھا
ہجر کی شکل اُس سے تھی پیدا
اپنی صورت جو تم نے لکھی تھی
نوک ہر حرف کی تھی اک نشتر
تھے جو مضمون فراق کے تحریر
خط کو پڑھ پڑھ کے روز روتا ہون
خط اسیوجہ سے نہین بھیجا
ہی یقین مجکو پڑھ کے مرجاتین
مین نے جو جو اذیتین جھیلین
مین ہون یا ہی مرا خدا آگاہ
ہوتا تھا دن اسیطرح سے تمام
وحشت کے جانور نہ کھا جائین

حال پردیس کا مین لکھون کیا
کہین پانی پیا کہین نہ پیا
حال اپنا لکھون مین کیا دلبر
کہین وو دن نہین رہا اک جا
اس طرح سے گذرتے تھے دن رات
قبر ملتی نہ مین کفن پاتا
کہین ٹوٹا جہاز یا دلقا
مختصر خط مرا ہے دفتر
سیر سے اپنے دل کو بہلاتا
مختصر خط اسی سبب سے ہی لکھا

روز تھا سامنا بلاؤن کا
چلے بیدل تو یہ مزے لوٹے
کہین مجکو نگل گیا اژدر
یہ الم دل کو توڑ دیتا تھا
مین تھا جنگل مین اور خدا کی ذات
سب کو بھولا ہوا تھا مین ناشاد
کہین دریا مین ڈوب کر نکلا
دل مین کچھ اضطراب پاتا ہون
میرے سر کی قسم نہ گھبرانا
لکھ دیا یون لفافہ پر یہ تعب

کہین کھانا ملا کہین نہ ملا
کہین چھالے پڑے کہین پھوٹے
ستمزدون کی نئی نئی ایذا
شب کو سایہ بھی چھوڑ دیتا تھا
گر کسی دشت مین مین مرجاتا
ایک مونس تھی بس تمھاری یاد
گر مفصل لکھون مین حال سفر
گر خدا چاہے جلد آتا ہون
تم کو پڑھنے مین ہو نہ رنج سوا
نامۂ اشتیاق شاہ حلب

جب نامہ تمام ہوا قاصد کو بلوا کر خط دیا انعام کثیر دے کر رخصت کیا نامہ بر طی مراحل و قطع منازل کے بعد دارالملک فغفور مین پہونچا خورشید جبین کو خبر ہوئی اُسنے دردولت پر طلب کیا تھا قاصد نے عتبۂ سپہر رتبہ کو بوسہ دیکر سلام کیا مخدرۂ عظما نے دعا کے بعد فرمایا میرے خط کا جواب لایا اُسنے عرض کی پیرومرشد خانہ زاد ہر شہر و دیار مین ڈھونڈھتا پھرا آخرش بعد تلاش بسیار دو مہینے کے بعد شہر زرافشان مین پتا پایا حضور اقدس کا نامہ پہونچایا نہایت خوش ہو کر پڑھا غلام کو مہینہ بھر نہین آنے دیا جب خانہ زاد نے نہایت اصرار کیا اُسوقت مجبوری بدستخط خاص جواب تحریر فرما کر بہ عطاے انعام فراوان و خلعت بیش بہا غلام کو رخصت کیا شوق آستان بوسی نے راہ مین کہین ایک دن نہ رہنے دیا ہنگام تحریر جواب کے یاد مضمون غم جو آتے تھے لکھتے جاتے تھے روتے جاتے تھے بسم اللہ خط حاضر ہی ملاحظہ فرمایے غلام کو انعام و جاگیر کثیر دلوایے ملکہ خورشید جبین خط پڑھکر بہت مسرور ہوئی بلاے مہاجرت دور ہوئی کچھ کچھ آنسو پیچھے فی الجملہ تسکین حاصل ہوئی خط کے آنے خبر کے ملنے سے اتنا تو ہوا کہ چندروز مین چلنے پھرنے کے قابل ہوئی کہ وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد روز دن گن گن کر بسر کرتی تھی اسی امید مین شب انتظار سحر کرتی تھی

روانہ ہونا فریدون شوکت کا ملک چین کو شہر زرافشان سے بڑے سازوسامان سے

اب وہان کا حال سنیے بعد روانگی قاصد کے ایک دن فریدون شوکت نے دانشمند سے کہا کہ تمنے دیکھا ملکہ خورشید جبین نے جو مضمون خط مین لکھا ہے اُسنے عرض کی کہ حضور ہان اُنکا لکھنا سب بجا ہے میرے نزدیک تو اب

آپ کا چلنا مناسب ہی رہنا فضول ہی مین دیکھتا ہون جب سے خط آیا ہی حضور کی طبیعت حق طوبیت زیادہ تر ماول ہی جلد چلنے کا سامان کیجیے ملکہ کے باپ سے باصرار تمام رخصت لیجیے شاہزادہ نے کہا میرا ابھی یہی ارادہ ہی آج تو نہین کل رخصت طلب کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ اسی ہفتہ مین دیار محبوب کا رستہ لونگا یہ کہکر پہلے ملکہ حسن آرا سے کہا کہ اب ہم ملک چین کے عازم ہین تم بھی چلو کچھ دنون وہان بھی ہمارے ساتھ رہو وہ بولی مین سمجھی اب خورشید جبین کا عشق رنگ لایا ہی مین دیکھتی ہون کئی دلون سے تمھاری عادتون مین فرق آیا ہی دم بھر میرے پاس نہین ٹھہرتے ہو ہر وقت باغ مین رہا کرتے ہو خورشید جبین کے خط کا بہانہ ہی آج کل دانشمند سے گرم یارانہ ہی اب جو سسرال جانے کا خیال آیا ہی مین خوب جانتی ہون اُسی نابکار نے بھڑکایا ہی اچھا چلو مین بھی چلتی ہون مگر ابا جان سے رخصت لینا ضرور ہی بے اُنکی مرضی کے جانا عقلمندی سے دور ہی تم کل اُن کے پاس جاؤ حرف رخصت زبان پر لاؤ فریدون شوکت دوسرے دن ملکہ کے باپ کے پاس آیا پہلے تسلیم عرض کی پھر اِدھر اُدھر کی باتین کر کے حرف مطلب زبان پر لایا اُسنے کہا بابا ابھی جلدی کیا ہی مین نے تم کو جی بھر کے نہین دیکھا ہی شاہزادہ نے کہا یہ سب حضور کا ارشاد بجا ہی لیکن خورشید جبین کا حال میری مفارقت مین بہت تغیر ہی اب میرے حق مین زہر سے بدتر تاخیر ہے امیدوار ہون بخوشی تمام رخصت کیجیے اس امر مین اب میری ہٹ رکھ لیجیے وہ بولا بس خوشامد کی باتین نہ کرو میرے دل پر بہت نشتر نہ اردو مین نہین روکتا اچھا سدھارو حسن آرا جو تمھاری کنیز ہو وہ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہی اگر اُسکو آرام دوگے ہر وقت اُسکا خیال رکھوگے دل سے دعا نکلے گی میری رضامندی کا سبب ہوگا تم سے خوشنود تمھارا رب ہوگا فریدون شوکت نے کہا کہ قبلہ آپ یہ کیا ارشاد فرماتے ہین اگر ملکہ آپکی کنیز ہی تو مین غلام ہون آپ کا فرمانبردار صبح و شام ہون حسن آرا کی مان سے بھی یہی باتین رہین جبرا قہرا اُسنے بھی رخصت منظور کی بیٹی کی محبت دل سے دور کی سواریون کا اہتمام ہونے لگا راہ کا انتظام ہونیلگا سفر کا سامان مدنظر ہوا مہینہ دن تاریخ مقرر ہوا جب شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہزادہ فریدون شوکت کل سوار ہوگا عازم دیار دلدار ہوگا صبح سے رعایا برایا امیر فقیر وضیع و شریف اہل حرفہ شاگرد پیشہ سب رخصت کرنے آئے متفق اللفظ یہ شعر زبان پر لائے ؎ بسفر رفتنت مبارکباد ؎ بسلامت روی و باز آئی ✦ ملکہ کی مان دامادکی خوشی سے ناچار تھی بیٹی کی مفارقت سے اشکبار تھی بیٹی کو گلے سے لگاکر خوب پیار کیا پہلے کچھ نصیحت کی کچھ سمجھایا پھر بلائین لے کر سکھپال مین سوار کیا داماد کے بازو پر امام ضامن کی اشرفی باندھکر سر سے پانون تک بلائین لیکر زر کثیر نثار کیا فریدون شوکت زنانی سواریون سمیت دانشمند کو ساتھ لیکر چین کی طرف روانہ ہوا دم بھر مین ایوان بادشاہی ویرانہ ہوا لو سیاہ بلدراہ تھا آرام تمام وآسایش مالاکلام سے چیلا از بسکہ تعجیل منظور تھی منزلون مین کم مقام کرتا تھا جلد پہونچنے مین بہت اہتمام کرتا تھا توفیق الٰہی خضر طریق تھی دو مہینے کے بعد بخیر و خوبی ملک چین مین پہونچا بادی حقیقی کا شکر ادا کیا جب شہر مین جستہ جستہ ورود عام ہوا کہ خلقت مسرور

وشادکام ہوئی اراکین سلطنت اعیان مملکت استقبال کو آئے فوج کثیر جم غفیر ہمراہ لائے سواری صورت
باد بہاری بہ کروفر شاہی شہر مین پہونچی فریدون شوکت نے ملکہ حسن آرا اور دانشمند کو باغ دلکشا مین اُترنیکا
کا حکم دیا خود بنفس نفیس ایوان خلافت و جہانداری کا رستہ لیا جسوقت در دولت پر پہونچا فغفور داماد کا منتظر
کھڑا تھا شاہزادہ فرس پری پیکر سے کود پڑا جھک کر تسلیم بجا لایا اُسنے خوش ہو کر گلے سے لگایا فریدون شوکت
نے نذر دکھلائی بادشاہ نے ہاتھ رکھکر معاف فرمائی تھوڑی دیر دربار مین ٹھہرا پھر خورشید جبین کی مان
نے محل مین طلب کیا جب اُسکی نظر شاہزادہ کے چہرۂ بے نظیر غیرت بدر منیر پر پڑی داماد کی بلائین لیکر
چھاتی سے لگا لیا زر و جواہر بیشمار جو نثار کیا تھا وہ سب فقرا و مساکین کو تقسیم کیا محل مین نذرین نیازین رت جگے
صحنکین ہونے لگین کوئی منت نہ اُٹھا رکھی پاک پروردگار نے رحم کیا سب کی منہ مانگی مراد ملی دن بھر شہر و دیار
کی باتین رہین سب سے لطف کی ملاقاتین رہین شب کو ملکہ خورشید جبین نے اپنے حجلۂ عروسی مین بلوایا مسند
جواہر نگار پر بٹھایا دیر تک کچھ منھ سے نہ بولی روٹھی بیٹھی رہی فریدون شوکت نے کہا شاید تم کو ہمارے آنے کا
ملال ہوا ہم دیر سے منا رہے ہین تم بولتی نہین آزردگی کے سبب کا عقدہ کھولتی نہین ہماری جان کی قسم ہنسو بولو غصہ
تھوک دو اچھا ہمین خطاوار سہی یہ سُنکر وہ بولی کہ خدا نے یہ دن دکھایا تمھارا جمال نظر آیا کوئی دن ایسا نہ تھا جو مین تم کو یاد
نہ کرتی تھی چپکے چپکے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چھپر کھٹ کے پردے چھوڑ نیند کا بہانہ کر کے ڈوپٹے
سے منھ چھپا کر لیٹ رہتی تھی اپنے دل کا حال کسی سے نہ کہتی تھی لوگون کی باتون سے نفرت تھی جی چاہتا تھا منھ
نوچ لون یہ صورت تھی کسی کا آنا جانا ناگوار تھا پانی کا اُترنا حلق سے دشوار تھا آٹھوین ساتوین کچھ کھا لیتی تھی بیدرد
رنڈیون کے طعنے تشنے اُٹھا لیتی تھی تمھاری جان کی قسم مین جینے سے بیزار تھی موت نہ آتی تھی اس سے
ناچار تھی آٹھون پہر دل پر ہجوم رنج و ملال میری محبت کی یہ صورت تمھاری چاہت کا وہ حال کہ ہمین بھلا دیے
سے بھی کبھی نہ یاد کیا آنا تو کیسا خط بھی نہ لکھا یہ نہ سمجھے کہ جو ہمارے دامن سے بندھی ہے اُسکا کیا
حال ہوگا ایک دم کا جینا وبال ہوگا جب بیجا بنکر مین نے خط لکھا تو آپ آئے ہین میری زور ازوری سے
تشریف لائے ہین فریدون شوکت بولا یہ تو تم نے کہا ہمارا حال نہ پوچھا کہ تم پر کیا گذری کون کونسی
مصیبت جھیلی اگر مین سب سرگذشت مفصل بیان کرون امیر حمزہ کی داستان ہو جائے سنتے سنتے
تمھارا حال پریشان ہو جائے تھوڑا سا حال خط مین لکھا تھا وہ تم نے پڑھا ہوگا یقین ہے دل مین درد اُٹھا
ہوگا خورشید جبین بولی نوج میرے دل مین درد اُٹھتا چوچلے کی خوبی لو اور سنو ہے ہے تم میرا بُرا چیتتے ہو
مین نے وہ خط پڑھ کر پھینک دیا مین ایسی جھوٹی باتین کب مانتی ہون اُڑتی چڑیا پہچانتی ہون تم جیسے ہو بہت
اچھے ہو تم کو کیا غم تھا کس بات کا ہراس تھا خدا کے فضل سے خرد محل پاس تھا اُسی کے لینے کو جانا تھا
وزیرزادہ کی تلاش کا بہانہ تھا اُس کے واسطے طرح طرح کی آفتون مین پھنسے اپنی جان کو جان نہ سمجھے
فریدون شوکت نے کہا ملکہ تمھاری یاد میرے دل مین بسی تھی مین نے شہر عجائب مین تمھاری شکل و

صورت دیکھی تھی یہ کہکر تخل زرین کی حکایت اور اُسکی تاثیر بیان کی خورشید جبین نے کہا پھر مین کیا کرون
دیکھی ہوگی اب ان باتون کو جانے دو حسن آرا کو بلوالو مین ضرور دیکھون گی اگر نہ بلواؤ گے تو مین تم سے نہ بولونگی
فریدون شوکت نے ملکہ حسن آرا کو مع دانشمند اور اُسکی بی بی کے باغ دلکشا سے بلوا بھیجا جب وہ
محل مین گئی خورشید جبین سے ملاقات ہوئی دیر تک آپس مین دل لگی رہی خورشید جبین حسن آرا کو چھیڑتی
رہی تو بولی رنڈی تو بڑی شہکارہ خام پارہ ہے تیرے دیدون سے ڈریے گھر بیٹھے کیسا ہمارا شکار مار لیا میلے تو
سلامتی سے سارا نیا مزہ تو آپ اُڑا چکی اب اولش ہم کو دیا حسن آرا مسکرا کر چپ ہو رہی جب اُس نے بہت چھیڑا تو
اتنا بولی ؎ کفر است در طریقت ما کینہ داشتن ٭ آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن ٭ خورشید جبین نے
کہا سنو میری جان روز کی تو تو مین مین دانتا کل کل گالی گلوچ جھوٹم جھاٹا کوسنا کاٹنا سوتیا ڈاہ چھوٹی اُمت پر
ختم ہے اشراف زادیون نیک زنون کا کام نہین خاطر جمع رکھو میرے پاس ان باتون کا نام نہین بقول حکیم نواب مرزا
صاحب ع ہم بہو بیٹیان یہ کیا جانین ٭ ہم سے تم سے ہمسری ہے رشتہ برابری ہے الغرض دونون مین محبت قلبی
اور اتحاد دلی پیدا ہوا کہ دیکھا نہ سُنا اسکے بعد حور جمال نے سامنے آکر باادب تسلیم کی نذر دی خورشید جبین
نے اُٹھالی پھر دانشمند نے باہر سے نذر بھیجی ملکہ نے وہ بھی قبول کی اتنے مین ایک آواز جنگھاڑنے کی
جیسے بادل گرگراتا ہے ڈیوڑھی سے محل مین آئی خورشید جبین ڈر گئی اُچھل پڑی گھبرائی بولی ادھر یہ
کون بولا فریدون شوکت نے کہا ملکہ ڈرو نہین یہ دیو سیاہ ہے تم کو سلام کرتا ہے میرے ہمراہ ہے مسخرا ہے
کبھی کودتا ہے کبھی ناچتا ہے قصہ کوتاہ فریدون شوکت بعادت قدیم دن بھر فغفور کی خدمت مین حاضر رہتا
مہمات سلطنت کو انجام دیتا شب کو محل مین آرام کرتا اسیطرح ہر روز عیش مین صبح عشرت مین شام کرتا سال بھر
یونہین بسر کی دل کی بات دل مین رکھی کسیکو نہ خبر کی ایک دن ماں باپ کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتے ہین
فریدون شوکت تو نے ہم کو اپنی مفارقت مین مار ڈالا ہمارے تڑپنے پھڑکنے کا خیال نہ کیا
؎ بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ٭ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ؎ بلبم رسید جانم تو بیا کہ
زندہ مانم ٭ پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ٭ ع تا تو بمن میرسی من بخدا میرسم ٭ ؎
اور بعد ہمارے اگر آئے تو ہمین کیا ٭ دو پھول بھی تربت پہ چڑھائے تو ہمین کیا ٭ شاہزادہ یہ خواب دیکھ کر
روتا اُٹھا خورشید جبین گھبرا گئی بولی خیر ہے آج صاحب کیون روتے ہو یہ کیا حال ہے خدا کے لیے مجھسے
تو کہو دشمنون کو کس بات کا ملال ہے ہچکیان لے لے کر روتے ہو ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو اپنے دل کا
حال ظاہر نہین کرتے ہو ہم کو رونے ہم کو پیٹے ہمارا مردہ دیکھے جو اپنا حال صاف صاف نہ کہدے کہتا ہو
تو کہدو نہین پھر مین بھی رونے لگون گی تمھارے ساتھ اپنا بھی بُرا حال کر دونگی شاہزادہ بولا ملکہ مین نے آج
والدین کو خواب مین دیکھا ہے اُنکا حال میری جدائی مین بہت بُرا ہے اب مین کسی طرح نہ ٹھہرونگا اگر تم کو میرا
ساتھ دینا ہے میرے ہمراہ چلنا ہے تو چلو ورنہ مین تنہا وطن کا رستہ لونگا خورشید جبین نے کہا بس

اسی واسطے روتے ہو میں تمھاری تابعدار ہوں ابھی چلتی ہوں چلو مگر چندے صبر کرو دل پر جبر کرو اب تم اباجان کے پاس سلام کو جاتا تو محل موقع دیکھ کر حرف رخصت زبان پر لانا پھر میں سمجھ لوں گی امی جان کو بیچ میں ڈال کر اجازت دلوا دوں گی یہ سُنکر فریدون شوکت کے آنسو پوچھے دل میں مسرور ہو خواب کا ملال کچھ کچھ دل سے دور ہوا

رخصت طلب کرنا شاہزادۂ فریدون شوکت کا فغفور چین سے بعزم وطن اور منظور کرنا التماس شاہزادہ کو بہ صد درد و محن

کہاں ہے تو اے ساقی گلبدن
لگاؤں وطن چل کے کچھ قہقہے
کہانتک سہوں سب کا رنج فراق
ملوں جا کے اہل وطن سے شتاب
بہت جلد ہوتا ہے اب یہ تمام
بہار آئے جیسے چمن کی طرف

کہ منظور ہے مجکو سیر چمن
ملاقات سے سب کی ہوں کامیاب
کہ ہے دید احباب کا اشتیاق
یہ قصہ جو ہے مایۂ حسن و زیب
پلادے مجھے آخری ایک جام

بہت رنج غربت کے میں نے سہے
پلا مجکو جام وطن میں شراب
ہوا آتش ہجر سے دل کباب
مسمی بہ افسانۂ دلفریب
چلا یوں مسافر وطن کی طرف

طے کنندگان منازل غربت و سیالکان مراحل مہاجرت و محنت اس حکایت رخصت و داستان مراجعت کو دو ورقۂ لیل و نہار پہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ بزم غم محل رنج و محن میں بڑی خوشی سے عیش و نشاط کی تقریر فرماتے ہیں کہ ایک دن فریدون شوکت بعادت قدیم دربار فغفور میں با دل حزین و خاطر غمگین خاموش بیٹھا تھا اظہار مطلب کا موقع دیکھ رہا تھا فغفور نے جو آثار حزن و ملال آئینہ جمال شاہزادے سے مشاہدہ کیے بولا بابا خیر ہے آج چپ چپ کیوں ہو مزاج کیسا ہے وہ بولا الحمدللہ اچھا ہے جب وہ بہت مصر ہوا اپنے سر عزیز کی قسم دلائی اُسوقت شاہزادے نے یہ بات فرمائی کہ مجکو وطن چھوڑے پانچ برس گذرے خدا جانے میرے والدین کا کیا حال ہے یہی امر باعث کثرت ملال ہے کئی روز ہوئے میں نے اُن کو خواب میں دیکھا تھا یہ شعر پڑھتے ہوئے سُنا تھا ؎ مسافرے نرسید از عدم گزد پرسم ؎ کہ بیرچرخ کجا برد نوجوان مرا ؎ جب سے یہ خواب دیکھا ہے عرض نہیں کرسکتا جو حال دل بیقرار کا ہے ؎ جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو ؎ یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو ؎ کیا عجب ہے جو روتے روتے اُنکی بصارت چشم زائل ہو گئی ہو میری اتنی مدت کی مہاجرت اُن دونوں کی قاتل ہو گئی ہو اگر میری خوشی منظور ہے تو ہنسی خوشی رخصت کیجیے وطن جانے کی اجازت دیجیے فریدون شوکت کی اس تقریر دل خراش کا یہ اثر ہوا کہ فغفور بے اختیار رو دیا یہاں تو یہ کیفیت تھی اب وہاں کی حکایت سُنیے ملکہ خورشید جبین اپنی ماں کے پاس آئی شہزادے کے خواب کی داستان سُنائی بولی کہ امی جان مجکو انکا ملال گوارا نہیں اب انکو بے وطن سدھارے ہوئے چارا نہیں آپ اباجان سے انکی سفارش کیجیے جس طرح ممکن ہو اجازت دلوا دیجیے وہ مجھے کہہ چکے ہیں

اگر تم نہ جاؤ گی تو مین تنہا جاؤنگا نہ کسی کی صورت دیکھونگا نہ اپنی صورت دکھاؤن گا آپ جانتی ہین کہ شاہزادہ اپنی
بات کا دھنی ہے جو کہتا ہے وہی کرتا ہے کسی بات سے نہین ڈرتا اگر وہ چلا گیا تو مین یہان رہکر کیا کرون گی گھٹ گھٹ کر
اپنی جان دونگی وہ تو بڑی عقلمند تھی سمجھی کہ بیٹی کو بھی اپنے خاوند کا ساتھ دینا منظور ہے فی الحقیقت رو کنے مین
بڑا فتور ہے کہا اچھا آج وہ محل مین آئین گے تو مین اُن کو سمجھا بجھا کر اجازت دلوا دون گی تمھاری اور اُنکی
خوشی سے کام رکھون گی جب فغفور گھر مین آیا بی بی کو پاس بلوا کر فریدون شوکت کے عزم کا حال سُنایا اُسنے
کہا پھر تم کو کیا منظور ہے مین نے بھی کل یہ مضمون سُنا ہے وہ بولی بشر امور تقدیر سے مجبور ہے روکنے مین ایک کی
جان کا خطر دوسرے عمر بھر کا ملال پیش نظر ہے مین داماد کے تیور بُرے دیکھتی ہون اُسکا مجھے بہت ڈر ہے اگر
تم نے نہ رخصت کیا اور وہ کوئی بات کر بیٹھا تو کیا ہو گا میرے نزدیک تو یہ امر بہت بُرا ہو گا اور اسکے سوا یہ بھی
تو سمجھو کہ بادشاہ سے وزیر امیر سے فقیر تک کسی کی بیٹی ہمیشہ گھر مین نہین رہتی ہمارا کیا زور ہے خدا کی مرضی پر
صبر کرو دل پر جبر کرو چندے غم مفارقت سہین گے اگر ہم تم جیتے رہے تو ایک دن بیٹی داماد سے
مل رہین گے خدا کو یاد کرو اتنے بیقرار نہو فریدون شوکت کو ہنسی خوشی رخصت کرو فغفور نے بی بی کی یہ باتین
سُنکر باہر گیا مان نے بیٹی کو چھاتی سے لگا کر کہا لو میری جان مین نے تمھاری اور تمھارے خاوند کی خوشی کر دی
اب تمھارے باپ اجازت دیدینگے کچھ عذر و حجت نہ کرینگے وہ بولی امی جان میری تو خوشی یہ ہے کہ تمھارے
قدمون کے نیچے پڑی رہون مگر اُنکی نازک مزاجی سے ڈرتی ہون اگر کہنا نہ کرون تو کیا کرون اُن کے
تو دامن سے بندھی ہون ؎ ادھر صیاد اُودھر کو باغبان ہے ہا دو عملہ مین ہمارا آشیان ہے ہا اگر تمھارا
خیال کرتی ہون تو اُنسے چھوٹتی ہون کیا کرون اس سے تو بہتر ہے کہ کچھ کھا کر سو رہون وہ رو کر بولی نہ واری
نہ میری جان ایسا خیال نہ کرو مین تم سے ناراض نہین ہون اپنی خوشی سے اجازت دیتی ہون تم کو اُنکے
ساتھ جانے کی رخصت دیتی ہون بس بہت میرے دل کو نہ کڑھاؤ جاؤ ہنسو. لو لو تھکے اُڑاؤ خورشید جبین
یہ بات سُنکر اپنے مقام پر آئی شاہزادہ سے یہ سخن زبان پر لائی کہ لو صاحب مین نے دونون کو
راضی کر دیا تمھارا دامن آرزو کو ہر مدعا سے بھر دیا دوسرے دن جو فریدون شوکت دربار
مین گیا فغفور نے اپنے پہلو مین بٹھا کر پیار کیا اس بات کا اظہار کیا کہ کل جو تم آئے تھے حرف رخصت
زبان پر لائے تھے تو مین خاموش رہا کچھ سوچ کر جواب نہ دیا اگر تمھارا گھر جانے کو جی چاہتا ہے تو بسم اللہ
جاؤ ہم نے تمھاری خوشی سے کام رکھا ہے اتنی مدت رہے ہو چھ مہینے اور رہ جاؤ اتنا جبر اور دل پر اُٹھاؤ کہ
مین سامان سفر مہیا کر دون پھر اختیار ہے تم کو اسقدر کیون اضطرار ہے وہ بولا بہت خوب مین بہر صورت
مطیع و فرمانبردار ہون آپکا ارشاد بجا لانے کو بدل و جان نثار ہون الغرض جب دربار برخاست ہوا فغفور
نے وزیر کو بلوا کر کہا کہ اب فریدون شوکت کا جی بہت گھبرایا ہے وطن جانے کا خیال آیا ہے مین نے
بھی بہ مصلحت منظور کر کے اجازت دیدی صبر کی سل چھاتی پر دھر لی بمشکل تمام اور چھ مہینے رہنے پر

روکا ہی لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہی کہ سب سامان سفر کا نیا تیار کرو کسی چیز کی کمی کسی بات کی دیر نہو وزیر یہ حکم پاکر
آداب بجالا کے رخصت ہوا تیاری سامان سفر مین مصروف بسرعت ہوا ہر طرح کا اسباب بننے لگا ہر قسم کا ہزارہا
کاریگر ہر کام پر بیٹھ گیا شاگرد پیشون کی زرین وردیان چوبدارون کے سونے چاندی کے عصے چیکنون مین
دستے ٹھلے لٹو دار پگڑیان خاص بردارون کی بندوقون کے باناتی غلاف ہاتھیون کی مغرق کار چوبی سرخ
بانات کی جھولین شفاف طلائی نقرئی ہودے فیلبانون کی پلکین مصفا چاندی کے زینے سوارون کے
گھوڑے برق رفتار حوض حاشیہ کے چار جامے تیار کوتل خاصہ کے ہزار گھوڑے وہ ادبیل ناگند بچھیڑے
عربی نژاد تہگی کاٹھیاوار کہ صل علے چابک سوارون کے بنائے کہ جنکا نظیر بخذ مین بھی نظر نہ آئے ان کے
ساز و یراق مرصع کار براق موتیون کی پاکھرین جواہر کار لجامین فولادی دہانین سنہری روپہلی رکابین پوزیان
دمچیان گنگاجمنی تسمون مین نقرئی طلائی کڑے سر پر بال ہما کی کلغیان خاصہ کا رسالہ از پا تا فرق سونے کے
زیورون مین غرق پلٹنین بے شمار انکا بھی نیا اسباب تیار کمیدان اُستادار تمندار نائب تمن سب کے لباسون پر
جوبن تخمینون کی پلٹنین ان کی بھی وردیان تیار سب پر نئی بہار ہندوستانی خواجہ سراؤن کے عمدہ لباس
تلوارین مصقل سقون کی اساوری کی لنگیان کہارون کی سبز باناتی معرکہ دار کرتیان کہاریون کے اطلس
و کمخواب کے لہنگے قیمت کے مہنگے سونے چاندی کے گھنگھرو دار مچھلیان سر پر نمودار ماہی بے آب کی
صورت بے قرار سانڈنیون کی کمخواب کی جھولین رتھون کی ناگوری بیلون کی لال لال وردیان طلائی سنگوٹیان
ایسے نیلی شتری وہ نکے سنہری روپہلی پانچ لاکھ فوج ظفر موج کا اجلا کارخانہ نادر روزگار نایاب زمانہ توپخانہ رعد
مہیب بند رشکوہ کا برق دم اسباب ایک سے ایک عمدہ و لاجواب بہت تھوڑے زمانہ مین تیار کیا گویا ہتھیلی
پر سرسون جمائی فغفور کو یہ کارگزاری بہت پسند آئی وزیر ارسطو تدبیر کو اکیس پارچہ کا خلعت فاخرہ دیا
ہاتھی مع پالکی نالکی عنایت کیا راقم نے بخیال ملال سامع اس مقام کو طول نہ دیا ہر چیز کا مفصل حال نہ لکھا
فقط چند فقرون پر مجملاً اختصار کیا جب رخصت کا زمانہ قریب آیا فغفور نے فریدون شوکت سے
فرمایا لو بابا سب سامان تیار ہی اب تم کو اختیار ہی اُسنے عرض کی پنڈت نجومی رمال آئین دن تاریخ مہینا
ٹھہرائین حسب الحکم شاہی وہ لوگ طلب ہوئے آتے اپنے قاعدون کے موافق دیکھنے بھالنے لگے
کسی نے قرعہ پھینکا کسی نے زائچہ لکھا کسی نے کچھ اور حساب کر کے کہا کہ قبلۂ عالم کا بول بالا ہو کمبخت حاسدونکا
منھ کالا ہو ایک مہینہ کے بعد دن تاریخ اچھا ہی سفر کیواسطے بھلا ہی القصہ جب وہ دن آیا کئی دن پیشتر سے محل مین
ضروری اسباب جو ساتھ جانے کے قابل تھا وہ علیحدہ ہو کر سیکڑون صندوقون مین مقفل کر کے رکھا گیا قطر ثانی کے
وقت کچھ دیکھا گیا مہرین لگا کر محلدارون کے سپرد کیا گیا محل کے باورچیخانہ مین طرح طرح کے ناشتے کے کھانے
پکنے لگے میوہ جات کمخواب کی تھیلیون مین رکھے گئے میٹھے سلونے کلچے پراٹھے شامی کباب پوریان کچوریان
سموسے حلوا سوہن پپڑی حبشی جوزی نہایت نفیس و عمدہ طیار رہا ہزارون من خستہ لذیذ کھجورون کے پکنے کا

گرم بازار ہوا باہر وزیر نے جدا سامان کیا ہر چیز افراط سے موجود کر دی جب اس سے بھی فرصت ہوئی جو دن چلنے
کا مقرر ہوا تھا اُس دن صبح سے جلوس شاہی حاضر در دولت فلک رفعت ہوا زنانی مردانی سواریون کا بندوبست اچھی
طرح کیا گیا شاہزادہ لباس سفر سے آراستہ ہو کر تاج زیب سر کر کے کمر مین بیش قیمت ولایتی لگا کر فغفور کے سلام
کے واسطے گیا اندر خورشید جبین کی مان نے بیٹی کو رو رو کر رخصت کیا اُسوقت سب رنڈیان اشکبار
تھین فرط محبت سے ملکہ کے ساتھ چلنے کو تیار تھین ملکہ کی مان بیٹی کو بار بار گلے لگاتی تھی بلائین لیکر ہر بار قربان
جاتی تھی اُدھر فریدون شوکت بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا وہ بھی گلے سے لگا کر بہت رویا بازو پر سورہ حمد
دم کیا وہان سے رخصت ہو کر شاہزادہ محل مین آیا ساس نے پیار کیا بلائین لین گلے سے لگایا روپیہ
اشرفیان امام ضامن کی بازو پر اسقدر بندھین کہ ہاتھ اُٹھایا نہ جاتا تھا شانہ سے کلائی تک شاخ گل نظر آتا تھا
ملکہ کی مان نے چلتے چلتے حد سے زیادہ خورشید جبین کی سفارش کی کہ میان یہ میری جان ہی میری روح
اسپر قربان ہی پھر رخصت کا بیڑا کھلا کر ماتھے پر دہی کا ٹیکا لگا دہی مچھلی کا شگون کہکر وداع کیا امام ضامن
کی ضامنی مین سونپا خدا کی حفظ و امان مین دیا پھر بولی سدھارو منھ پھیر کر گھر دیکھکر پھر ملکہ خورشید جبین
کو بھی اسیطرح رخصت وداع کر کے سکھپال مین سوار کیا جلد بلا لینے کا اقرار کیا پھر سب رنڈیان چلنے کو تیار
ہو مین اپنی اپنی سواریون مین سوار ہوئین فریدون شوکت مثل آفتاب تابان و ماہ درخشان محل سے برآمد
ہو کر انگلی سے خوشخرام کی گردن پر یا علی علیہ السلام لکھکر بسم اللہ کہکر داہنا پاؤن رکاب مین دیکر سوار ہوا ملکہ حسن آرا
حور جمال دانشمند کو ساتھ لیا فوج مین ڈنکا ہوا نقیب بولا جو بداَرن سے بڑھا یو عمر و دولت کی آواز لگائی
فرق پر بال ہما کا چنور ہوا چتر مرصع لگا شاہزادہ نے یہ کروفر سواری بڑھائی نشان کا ہاتھی مع ماہی مراتب جلوس
شاہی آگے بڑھا تو بچانون مین سلامی کی توپین چھوٹین گوش فلک کر ہوا پلٹنین رسالے آنے لگے باجے والے
عربی فارسی ہندی باجے بجانے لگے جب یہ بھی گذر گئے حبشی ترک سوارون کے رسالے خواجہ سراؤن کے
پرے نظر آئے پھر خاص بردار برچھی بردارون نے اپنے اپنے جوبن دکھائے جب یہ بھی نکل گئے خاصے کے کوتل
گھوڑے بہت نہ تھوڑے ایک ایک برق رفتار حور صورت پری شمائل براق خصائل از سم تا فرق مرصع زیورون
مین غرق چھل بل کرتے نتھنون سے فرفر کی آواز آتی ہنہناتے دہانے چباتے قاینرے کیے ہوئے شاطر
باگ ڈورن پر لیے ہوئے چھم چھم کرتے بن بن کر زمین پر قدم دھرتے شوقین سوار کا اُنکی خوبیان شوخیان کھڑی
کھڑی کنوتیان دیکھکر غش غش کرتے دیکھنے والون کی نظر سے گذر گئے اللہ رے اُنکی چستیان چابکیان نہ
معلوم ہوا کدھر آئے کدھر گئے پھر فوج ظفر موج کی آمد شروع ہوئی خلقت اُسکے تماشے کی طرف رجوع ہوئی
پانچ لاکھ سپاہ نے جو قواعد جنگی دکھلائی میدان کارزار دشت نبرد عرصۂ مصاف کی صاف صورت نظر آئی
شاہ شرق کو بھی اس سواری کے شوق دید مین رات بھر نیند نہ پڑی تارے گنتے گنتے صبح کر دی علی الصباح
آپنے معمول سے پیشتر جلوہ آرائے مسند لاجوردی ہوا اُجالا کن ٹھہرا تھا دہین دن بھر رہا سواری

کی شوکت باد بہاری کی بہار دیکھا کیا ایک قدم آگے نہ بڑھا دیکھتے دیکھتے نظر خیرگی کرنے لگی ایسا محو دید ہوا
کہ اپنی جگہ سے ذرا حرکت نہ کی اہل عالم کو روز محشر کا دہوکا ہوا خمسین الف سنہ کا مصداق پیدا ہوا جب یہ بھی
سیر لوگون کی نظر سے گذر چکی دو رسے کوس چھپا نظر آیا ڈوری پڑتی دیکھی شاہزادے کی سواری قریب پہونچی
دیکھا کہ شاہزادہ بلند ارادہ گلگون صبا رفتار شبدیز پری کردار پر سوار بگدہریان دکھاتا اشہب خوشخرام
کو اُڑاتا شہسواری کے ہنر ظاہر کرتا کروفر شاہانہ سے چلا آتا ہی دہنے بائین دو شاطر بال ہما کا مورچھل ہلاتے
ہین فرق پر چتر جواہر نگار لگا ہی ارا کین سلطنت اعیان مملکت جو بحکم فغفور چند منزل تک سواری کے ہمراہ تھے
شاہزادہ کے برابر چلے آتے ہین سرداران فوج ظفر موج ازپا تا فرق لوہے کے دریا مین غرق اپنی اپنی بہار
دکھلاتے ہین شہر کی رعیت صغیر و کبیر جوان و پیر جو دو نون طرف صف آرا تھی چشم مشتاق سے محو تماشا تھی جب
شاہزادہ اُنکے قریب پہونچا سب نے جھک جھک کر سلام کیا فریدون شوکت بکشادہ پیشانی مسکراتا اُنکے
سلام لیتا ہاتھ کے اشارے سے سب کا مزاج پوچھتا شادان و فرحان آگے بڑھا ہر شخص نے یہ شان و شوکت
دیکھکر بنظر دفع چشم زخم آیۂ وان یکاد پڑھا فغفور چین شہر کے ناکے پر ایک بلندی پر خیمہ کے آگے کرسی مرصع پر جلوہ گر
سواری کی سیر دیکھ رہا تھا جب فریدون شوکت کا رخش پری نژاد اُسکے قریب پہونچا گھوڑے سے کود پڑا البصد تعظیم
آداب و تسلیم بجالایا آگے بڑھنے کا قصد کیا فغفور چین نے رومال سے آنسو پوچھ کر فرمایا ہمارے سر کی قسم
گھوڑے پر سوار ہو کر چلے جاؤ ہمارا حال غیر ہی تم کو ملال ہوگا اگر پاس آؤ گے تو جوش محبت کمال ہوگا دن بہت
آیا دوپہر ڈھل گئی منزل کھوٹی ہوگی اب تمھارا الصراط مستقیم چلے جانا مصلحت ہی زیادہ ٹھہرنا مسافر کے حق
مین قباحت ہے بحفظ حافظ حقیقی سپردم اللہ حکم اینما کنتم فریدون شوکت دور سے تسلیم آخری کر کے آگے
بڑھا جب سواری نگاہ سے اوجھل ہوئی فغفور روتا ہوا اُٹھا در دولت سرا کا رستہ پکڑا شہر کی رونق جھیل بہل جاتی رہی
جلوخانۂ شاہی اُداس سُنسان تھا ہر قصر و ایوان ہو کا مکان تھا از بسکہ جانا بآرام تمام ٹھہرا پانچ پانچ کوس کا کوچ مقام
ٹھہرا لشکر کے آگے آگے نشان کا ہاتھی دیو سیاہ سترہ سو من کا گرز ہاتھ مین لیے جھینجتا چلا جاتا چنگھارتین مارتا
قلقاریان بھرتا اُچھلتا کودتا ناچتا مسخراپن کرتا اپنی زبان مین موزون ناموزون اشعار پڑھتا لوگون کو ہنساتا ہوا کوس
بھر آگے چلتا تھا ہر مقام پر گرگٹ کی طرح نئے نئے رنگ بدلتا تھا ہر روز سواری عجب شان و شوکت
دبدبہ و صولت سے روان تھی جنگل مین آبادی کی صورت عیان تھی لشکر کے لوگون سے کوئی بیدل کوئی سوار
کوئی آگے کوئی پیچھے کوئی اِدھر کوئی اُدھر جاتا تھا ہر شخص آپس مین دلگیان کرتا قصہ کہانیان کہتا مزے اُڑاتا قہقہے
لگاتا تھا کسی طرح سے راہ کٹے منزل پر پہونچین دم لین آرام کرین یہی خیال آتا تھا اسی دھن مین چلا جاتا تھا
کوئی سوار ادھر سے کوئی اُدھر سے گھوڑا نکال لے گیا کوئی کسی پیادہ کو جنگل کے نشیب و فراز نہٹر کے
چڑھاؤ اُتار کا پتہ دے گیا کہ بھائیو یہ راہ بیڈھب ہی راستہ خراب ہی ذرا دیکھ بھال کر آنا شتر بے مہار منھ اُٹھائے
نہ چلے جانا کوئی بیچارہ بوڑھا ضعیف کوئی کم چلنے والا افیونی ہر جگہ کسی درخت کے نیچے یا کسی کنوئین کی

جگت یا کسی کھیت کی مینڈ پر تھک کر بیٹھ جاتا حسکی پیکر تھوڑی دیر دم لے کر حقہ بھر لیتا کوئی کسی تالاب یا جھیل کے کنارے ٹھہر کر پانی پیکر ہاتھ منھ دھوکر آگے چل دیتا کسی نے گرمی کی شدت دھوپ کی تمازت سے باغون کی چھانون یا درختون کی آڑ مین لیٹ کر دم بھر کمر سیدھی کر لی کسی نے کسی مقام پر پہنچ کھانا کھا کر راہ پکڑی جسجگہ قافلہ کا مقام ہوتا وہان پہلے سے یہ اہتمام ہوتا کہ کچھ لوگ آگے بڑھکر کسی گنجان سایہ دار بہت بڑے باغ مین ٹھہر کر شاہی خیمے کے لیے جگہ تجویز کرتے بیلدار زمین صاف و ہموار کرکے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر ٹھیک دیتے فراش دل بادل سراپردہ وسیع خیمہ استادہ کرنے مین اپنے لوگون سے مدد لیتے پھر خیمہ پلٹین چھولداریان مارکیبان بیچوبی استادہ کرتے سقے آب پاشی کرکے زمین کو آئینہ کی صورت شفاف بنا دیتے شاہزادے کیخاص خیمہ کے آگے مالی فوراً باغ رو ان لگا دیتے ایک طرف لشکر مین ہر قسم کی بازارین لگائی جاتین فوج کے بنیے بقال آٹا دال چانول گھی شکر قند سیاہ نون تیل لکڑی رکھے ڈنڈی ترازو باٹ لیے خریدارون کے منتظر رہا کرتے دن بھر جو جنس خرچ ہوتی اُسکی بدھ ملا کر رات کو حساب لکھا کرتے کہین کسی طرف سودے والے آوازین لگاتے جنگل کو لکھنؤ کا مرقع بناتے جس طرف دیکھیے گھما گھمی چہل پہل نظر آتی جنگل مین منگل کی صورت پائی جاتی جب شاہزادہ عالی جاہ سیر کرتا شکار کھیلتا خیمہ خاص مین نزول اقبال فرماتا ہر شخص اپنے اپنے مقام پر جاتا جہان جسکا جی چاہتا بستر لگاتا باورچیخانہ کا داروغہ پہلے سے کھانا تیار کرکے رفیق مصاحب ندیمون کو اندر باہر بلکہ ساری فوج کو تقسیم کرکے فرصت پاتا جب شاہزادہ خاصہ طلب کرتا باداب شاہی لے جاتا تھوڑا دن رہے مہتمم روشنی کا سامان کرتے خیمون کی روشنی کے سوا دور دور گرد و پیش سیکڑون لالٹین نصب کرکے ٹٹیون پر ہزارون تیل پانی کے گلاس چڑھائے جاتے شام ہوتے ہوتے سب جلائے جاتے لشکر کے پڑاؤ سے دور آکاسی دیا صبح تک روشن رہتا جو کوئی بہیر بنگاہ سے اکا دکا بھولا بھٹکا پیچھے رہجاتا وہ اسکی روشنی مین بے کھٹکے چلا آتا شام سے کوتوال طلایہ پھرتا رات بھر نرسنگھا پھکتا خبردار باش بیدار باش ہوشیار باش آواز لگاتا اگر پتا کھڑکتا یا کسی کا کھٹکا پاتا خبردار اِدھر کون آتا ہے یہ کہکر ٹوک لیتا فرشتہ خان کو بھی روک لیتا مسافرون کی گری پڑی چیز اگر کہین ملجاتی صبح کو جاؤ نشان دیکر کوتوالی سے لے آؤ خیمون کے دروازون پر پہرے والے اپنے کام سے ہشیار کسی اجنبی کو پاس نہ آنے دیتے آنے جانے والے کی تلاشی ضرور لیتے فریدون شوکت کے خاص خیمہ کے پاس سنتری بندوق کاندھے پر دھرے شام سے صبح تک ٹہلا کرتا بیٹھنے کا حکم نہ تھا جب دوسرا سنتری آتا یہ وردی دکھلا کر نوکری بدلا کر اپنے بستر پر چلا جاتا رات بھر بڑی ہشیاری رہتی تمام لشکر مین بیداری رہتی کوس کوس پر چارون طرف پکٹ پہرے کھڑے رہتے گھوڑے بڑھا بڑھا کر دور کی خبر لاتے صبح کو نوکریان بدلا کر اپنے اپنے مقام پر جاتے اسی طرح جس جنگل مین ورود لشکر ظفر آمود ہوتا تھا خدا کی قدرت کا تماشا نظر آتا سپاہیون کے ڈیرے مین کہین خنجری بجتی کوئی بارہ ماسہ پڑھتا کہین آلھا گایا جاتا تھا جس گانون مین گذرے معاذ اللہ گویا ٹیری دل آیا جس پردے مین گھس پڑے چھپر تھونی ٹھمڑے اُٹھا لیا کسانون کے گھر ویران کر دیے

جو چیز پائی نے لی کسی کو آدھی نہ دی وہ لوگ چیخنے چلانے بلبلاتے ہاتھ جوڑتے پاؤن پڑتے خوشامدین کرتے مگر کوئی نہ سنتا گالی گفتار دیتے یہ بیچارے روتے پیٹتے اپنا رستہ لیتے ؎ کلیم از دست بیداد کہ نالم
بہ کشت من گذار لشکر افتاد

ورود موکب مسعود ایک لطیف و پر بہار جنگل مین وہان سردی کا پڑنا برف کا گرنا اُسکی کیفیت کا بیان بڑے مزے کی داستان

ایک روز نزدل لشکر ظفر پیکر ایک دلکشا جنگل مین ہوا عجب دشت پُر فضا دیکھا کوسون تک صحرائی رنگین رنگین بوقلمون پھول جو زمین پر پڑے تھے اُنکی بہار رنیا حسن دکھلاتی تھی ساری زمین سبد گلفروش نظر آتی تھی پھولون کی خوشبو سے سارا جنگل مہک رہا تھا پتا پتا شعاع آفتاب سے کندن کی طرح دمک رہا تھا پھولون پر شبنم کے قطرے نہین پڑے تھے گویا تختہ بلورین مین موتی جڑے تھے صرح ممرد کا گمان تھا قوار برین فضنہ کا مصداق عیان تھا جانوران صحرا کی کلیلین اُچھل کود خوش فعلیان وحش و طیر کا فارغ البالی سے ہر طرف پھرنا غزالون کا چوکڑیان بھرنا وحشت سے اِدھر اُدھر دیکھنا شہزادہ کو بہت پسند آیا تھوڑا دن رہے خیمہ مین تشریف لایا دونالی بندوق اُٹھالی دونون پاؤن پر چڑھالی شکار کی تلاش مین چلا اِدھر اُدھر ڈھونڈھتا پھرا سورج چھپتے چھپتے ہرن چیتے پاڑھے مار لیے کلنگ مرغابیان قرقرے ہریل شکار کیے اہل لشکر سے ارشاد فرمایا کہ ہم دو ہفتہ یہان ٹھہرین گے اسی مقام پر فضا مین مقام کرین گے اس لق و دق جنگل کی عجب بہار ہی چرند پرند جانورون کا شکار بیشمار ہی یہ فرماکر ہر روز اُس سُہانے جنگل کا لطف اُٹھایا گیا دونون وقت کوس دو کوس نکل کر شکار مار لایا جاڑے کا موسم تھا سردی نے اپنا رنگ جمایا بہت زور شور دکھایا ایک روز کچھ دن رہے قبلہ کی طرف سے ایک ٹکڑا ابر کا پیدا ہوا طرفۃ العین مین محیط آسمان ہوگیا اب تو جنگل کا کچھ اور ہی سمان ہوگیا ماگھ پوس کا مہینا چلّے کا جاڑا مشہور ہی سردی بڑھنے لگی ہوا بھی کچھ تیز ہوگئی کالی گھنگھور دھوان دھار گھٹا سے سارا بن تجلّی بن ہوگیا ایسا اندھیرا چھایا کہ معاذ اللہ ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آیا لشکر مین دن کو چراغ جل گئے بادل کی گڑگڑاہٹ بجلی کی چمک سے عورتین بچے دہل گئے دفعۃً پانی برسنا شروع ہوا اس زور سے برسا کہ العظمۃ للہ جنگل مین بارش کی آواز دور دور جاتی تھی ہوا اور ہان مین ہان ملاتی تھی پانی کہتا تھا آج برس کر پھر نہ برسونگا حضرت نوح کا طوفان اشک ندامت کی طرح چشم مردم سے گرادونگا ہوا کہتی تھی آج چل کر پھر نہ چلون گی صرصر عاد و ثمود کی صورت چشم زدن مین دکھادون گی بلکہ اُسکے بھی ہوش اُڑادون گی ہوا کا سناٹا درختون کے پتون کی گھڑگھڑاہٹ وہ ہیبت خوفناک تھی کہ خدا کی پناہ کانون کے پردے پھٹے جاتے تھے روئی کے گالونکی طرح بڑے بڑے تناور درخت جڑون سے اُکھڑ اُکھڑ کر اُڑتے نظر آتے تھے مگر خدا کی قدرت دیکھیے اُسکا فضل و کرم جو شامل حال تھا فریدون شوکت نے خیمہ کی ایک طناب

بھی نہ ٹوٹی قافلہ والون مین سے کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی جب پانی کا زور ہوا کا شور کچھ کم ہوا بڑے بڑے اولے پڑنے لگے لوگ سردی کے مارے اکڑنے لگے دانت کڑکڑاتے تھے ہونٹھ نیلے ہوئے جاتے تھے ؎ ولدگ دندان برہنہ نہان تا چون شعب چوبک جو یک زبان تا برف نے اور زیادہ قیامت کی سردست جاڑے سے بیعت کرلی آفتاب سردی کی تاثیر سے بید کی صورت تھراتا تھا برج جدی سے باہر نہ آتا تھا ماہتاب کرۂ نار کے لحاف سے منھ نہ نکالتا تھا یہ صورت تھی شعلۂ جوالہ کا بھی بدن کانپ کانپ اُٹھتا تھا یہ حالت تھی امرا لباس شال مین گرم نہوتے تھے سردی کی جان کو رات بھر بیٹھے روتے تھے غربا کے گھٹنے پیٹ سے لگے رہتے جدا نہوتے تھے گویا زمین گیر تھے رات بھر الاؤ لگا کرتا یا گرتی صبح تک نہ سوتے تھے ہندو دن بھر سورج دیوتا کے درشن کرتے تھے اشنان کے نام سے ڈرتے تھے انشاء اللہ خان ؎ ابکی یہ سردی پڑی ہر ایک تارا جم گیا ۔ کانسۂ چرخ برین سارے کا سارا جم گیا ۔ نگاہ حدقۂ چشم سے نکلتے ہی جم جاتی تھی بات منھ مین منجمد ہوکر نبات کا مزہ قند کی صورت دکھاتی تھی مرغ قبلہ نما تک اپنے آشیانے مین سردی سے کانپتا تھا لحاف آبگینہ مین ٹھٹھر کر منھ ڈھانپتا تھا انگلیان ناخونہ کی طرح انگشت پنج کا مزہ دکھاتی تھین سیدھی ہونے مین کیا کیا بل کھاتی تھین کسی کے ہاتھ بغلون سے جدا نہوتے منھ کیونکر دھوتے زمہریر کرۂ نار مین چھپتا تھا اس غضب کا جاڑا ابھی نہ سنا تھا روئی کا بھاؤ یہ گران تھا کہ کوئی چیز اس کے نرخ کو نہ پہونچ سکتی تھی اگر بہت ارزان ہوئی تو ایک اشرفی تولہ بکتی تھی

نظم راقم

جاڑے سے جو پڑ گیا ہے پالا
جاڑا یا لا بُری بلا ہے
سکے اُس کے پڑے ہوئے ہین
منھ سے نکلی کہ جم گئی بات
تاثیر سے سب نے منھ کو موڑا
جنبش کرتی نہین کوئی شے
گرمی جو ہوئی ہی آگ کی کم
نمدا کمل دوشالہ دُھستا
کیا اوج پہ ہی وقار آتش
رشک کشمیر لکھنؤ ہی
کیا لکھے کوئی دبیر و نثار
قلمی شورہ قلم بنا ہی
ہوتے ہین بشر جو خلق توام

افسردہ بہت ہی لکھنے والا
کہتے ہین خضر بھی ایسی سردی
جھنڈے اُسکے گڑے ہوئے ہین
اس طرح ہین دانت کڑکڑاتے
ہر چیز نے اپنا فعل چھوڑا
سردی کے سبب ٹھٹھر گیا ہی
کافر کو بہشت ہی جہنم
سردی نے بڑھا دی قدر ایسی
آغوش مین ہی نگار آتش
سردی کا ہی ذکر ناگوارا
شکل مفلوج ہاتھ بیکار
سردی کا جو ڈر سما گیا ہی
سردی کے سبب گئے ہین جم جم

بے شبہہ کسی نے سچ کہا ہی
اس سن مین کبھی نہ ہم نے دیکھی
یہ بات نہین ہی کچھ نئی بات
بادل جیسے ہین گڑگڑاتے
سردی کے سبب سے یہ کون ہی
دوزخ ٹھنڈا پڑا ہوا ہی
ہی صورت آب برف ٹھنڈا
ہی لال کے مول آگ بکتی
سردی کا جو شور چار سو ہی
لکھنے کا نہین کسی کو یارا
مضمون سردی کا جم گیا ہی
شعلہ کا بدن بھی کانپتا ہی
بجس ہین بشر یہ شکل تصویر

جسکو دیکھو وہ ہی زمین گیر
کیون نرخ نہ روئی کا گران ہو
دونون کا بجا ہی گرم بازار
باہر نہ دہن سے کچھ صدا آئے

ہوتا ہی سحر کو شکل حربا
جس جنس کا مشتری جہان ہو
گرصور بھی پھونک دین سرافیل
منھ کھول کے آپ صور رہجائے

منھ جانب آفتاب سب کا
سب روئی کے آگ کے طلبگار
سردی یہ اخگر کرے یہ تجمیل
لشکر کے ہر خیمہ سے برج آبی کیصورت

عیان تھی زمین کثرت خیام بلند سے جو اب آسمان تھی ہر طبقہ جہنم کلی بخ کیصورت برد تھا خود کرہ نار آتش ابراہیم کی طرح سرد تھا پہلے نہ آتش تھی نہ آتشکدہ تھا کیا قدرت خدا ہی آتش پرستی کا مذہب زردشتیون کا چلن مجوسیون کا طریقہ گبر و ترسا کا آئین اُسی زمانہ سے نکلا ہی طبیب سردی کے مرض کی یہ تدبیر کرتے تھے نسخون مین آگ کے درخت کے پتے اور دھوپ تحریر کرتے تھے بوڑھا بچا جوان لڑکا جسکو سُنیے سردی سے مرتا ہی ققنا کو بھی اچھا حیلہ مل گیا ہی اپنے گھر بیٹھے مین چین کرتی ہی ساری بدنامی سردی کے سر دھر دی ہی جب سے سردی نے اپنی پیشکاری کی کارگذاری دکھلائی ہی حضرت ع. رائیل نے چھٹی پائی ہی عنصر آبی نے ہر عنصر کو دبالیا ہی بڑی ہماہمی سے موت کا بیڑا اُٹھالیا ہی قصہ کوتاہ جب دو ہفتہ گذر گیا تمام ہوا اُس مقام سے کوچ کا اہتمام ہوا خیمے اکھڑنے لگے بار برداری پر اسباب بار ہوا ہر شخص چلنے پر طیار ہوا سپاہیون کا سب اسباب بر تل کے ٹٹوون پر رکھا گیا کوچ کا نقارہ بجا شاہزادے کی سواری کا ڈنکا ہوا دہی پانچ پانچ کوس کا کوچ مقام ہوتا چلا ہر منزل مین اسیطرح کا اہتمام ہوتا چلا جو زمین مضرب خیام فلک احتشام ہوتی تھی اُس میدان کی نئی صبح نئی شام ہوتی تھی

نزول لشکر ظفر آمود بفضل خدا سے و دو دنواح وطن مین وہان ایک غنیم کا سلطان حلب پر فوج کشی کرنا شاہزادہ فریدون شوکت کا خبر پا کر وہین قیام فرمانا جنگ عظیم کا واقع ہونا شاہزادہ کا بیاوری بخت بلند فتح پانا مان باپ سے ملنا تخت سلطنت پر جلوس فرمانا

کہان ہی تو اے ساقی شیردل
کہ منظور ہی ذکر جنگ عظیم
نیا وہ لکھون آج سامان جنگ
لڑا دون لڑائی مین آج اپنی جان
بدن پر نظر آئے یون خون ناب
گڑے اس زمین مین نشان قلم

پلا چند ساغر مجھے متصل
نہ باقی رکھون دشمنون کا نشان
ورق ہو فسانہ کا میدان جنگ
عدو کا لہو مین سبو مین بھرون
کہ جسطرح کیٹر ون پہ چھٹر کین شہاب
ہر اک بدگمان ہو دم دار و گیر

پلا بادۂ رزم بے خوف و بیم
قلم ہو مرا نیزۂ جانستان
نظر آئے بے سر صف دشمنان
گلابی نظر آئے اک طاس خون
طبیعت سے مضمون لڑے دمبدم
الف ہاے انا فتحنا ہو ن تیر

رہے سہرہ تشدید کا زیب سر
رہون اپنے دشمن پہ مین فتحیاب
گرے صورت مست ہر صف پہ صف
کہ ساقی یہی ہے دلیرون کا کام
لہو مین ہر اک حرف ہو تر بتر

بغل مین مری ہو عروس ظفر
دم رزم اے ساقی انجمن
سر اڑتے نظر آئین چارون طرف
قلم سے مرے اب دم کارزار
زمین شعر کی سُرخ آئے نظر

لڑون پی کے جسوقت جام شراب
صریر قلم ہو بگیر و بزن
دلیرانہ لکھون مضامین تمام
پڑے آج وہ رن کہ ہو یادگار
شناوران بحر دغا و شیران بیشۂ ہیجا

اس کارنامۂ جنگ وجدال کو اوراق لیل ونہار پر بطور یادگار یون رقم فرماتے ہین مشتاقان اخبار نبرد و کارزار کو مرآت تحریر مین تصویر فتح وظفر دکھلاتے ہین جب شاہزادہ عالیجاہ یعنی **فریدون شوکت** سلیمان بارگاہ نے بفضل جامع المتفرقین بخیر وعافیت تمام وشوکت وسطوت مالاکلام سال بھر کے بعد نواح فرح افزاے حلب مین جو اُسکا ملک موروثی تھا نزول اقبال بحشمت و اجلال فرمایا سلطان حلب کی دعاے نیم شبی وادعیہ سحری کی تاثیر سے تیر تمنا ہدف اجابت پر لب معشوق ہوا کریم کارساز کی بندہ نوازی نے یہ ساعت سعید اور روز حمید دکھایا کوسون فوج دریا موج کا پڑاؤ پڑ گیا فتح ونصرت کا جھنڈا گڑ گیا جنگل مین آبادی کی صورت نظر آئی سفر تمام ہوا مسافرون نے راحت پائی ایک دن **فریدون شوکت** خیمہ کے سامنے کرسی مرصع پر رونق افزا تھا فرق ہمایون پر بال ہما کا چنور ہو رہا تھا مغرق زیر انداز پر پیچوان جو اہر نگار جسکو حسن محفل کہتے ہین لگا تھا اُسکا پیچ ہاتھ مین لیے پی رہا تھا ناگاہ ایک جانب غور سے جو دیکھا کسی فوج کا سیاہہ نظر پڑا دانشمند سے کہا خبر تو منگواؤ یہ لشکر کس کا ہے کون نامرد یہان اُترا ہے دانشمند نے ایک ہرکارے کی جوڑی کو بلوا کر حکم دیا کہ بہت جلد جا کر اس فوج کی مفصل خبر لانا تھوڑی دیر گذری تھی جو ہرکارے گئے تھے واپس آئے عرض کیا کہ حضور ہم خانہ زاد خبر لائے سرکار کا بول بالا ہو اس گھر کے دشمنون کا منھ کالا ہو سے شاہا کرامت زقاف تا قاف رسید ٭ مثل تو نہ چشم دیدونی گوش شنید ٭ گر سایۂ تیغ تو فتد در دریا ٭ در بطن صدف لعل شود مروارید ٭ جب سے بندگان حضور لامع النور نے ترک وطن کیا تھا ملک غنیم کا رستہ لیا تھا حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کے دل پر غم مفارقت الم مہاجرت نے ایسا اثر پیدا کیا کہ گوشہ نشینی اختیار کی دربار فرمانا بالکل چھوڑ دیا ملک کے بندوبست نظم ونسق مین فرق آیا کسی کا دباؤ نہ رہا ہر چند وزیر نمک حلال نے خوش تدبیری سے گھر تھاما مگر وہ دبدبہ اور خوف جو حضرت جہان پناہ کے جلوس میمنت مانوس فرمانے مین تھا وہ گیا جب یہ خبر عام ہوئی کہ بادشاہ نے بیٹے کی جدائی مین اپنا بُرا حال کیا عزلت نشین ہوا ملک مین خرابی کی صورت پیدا ہوئی بد انتظامی حد سے سوا ہوئی قریب قریب کے صوبہ دار پھر گئے انھین صوبون پر اپنا قبضہ کر لیا سرکار کو خراج دباج کے نام سے ایک خرمہرہ نہ دیا وزیر سرکوبی کی تدبیرین انتظام کی فکرین کرتا رہا مگر کچھ فائدہ نہوا جب یہ خبر دور دور پھیلی چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤن نے دل مین کہا کہ ایسا موقع پھر نہ ملے گا یہ وقت ہاتھ سے

جاتا رہے گا مفت کا شکار دام اختیار سے نکل جائے گا اگر آپ نہ ملے گا تو یہ ملک وسیع الفضا پھر ہاتھ نہ
آئیگا جبتک وارث تخت و تاج شاہزادہ والاجاہ خورشید کلاہ آسمان وقار سلیمان جلال سکندر خصال سفر
مین ہی دور تر و اُسکے بوڑھے باپ سے ملک چھین لو پھر ہم سے کون لے سکتا ہی ملک کسی کی ملک نہین
نہ کسی کا ترکہ کا ہی ؎ عروس ملک کسے در کنار گیرد تنگ ۔ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ۔ ع ہر کہ شمشیر زند سکہ
بنامش خوانند ۔ یہ سمجھ کر ملک تاتار کے بادشاہ کا بیٹا غضنفر شاہ نام نوجوان ناعاقبت اندیش اسی ارادۂ فاسد
سے گھر چھوڑ کر تھوڑی فوج ہمراہ لیکر یہان اُترا ہی حرب و ضرب کا سامان جدال و قتال کا بندوبست کر رہا ہی
فریدون شوکت نے ہرکارون کا یہ بیان جرأت کی داستان سُنکر منھ پر ہاتھ پھیرا موچھون پر تاؤ دیکر کہا کہ
کہان جاتا ہی انشاء اللہ بہت جلد مار لون گا سر پر غرور اُس اجل گرفتہ کا تن سے اُتار لونگا اگر ایک حملہ شیرانہ
مین وارانیارانہ کیا تو مین **فریدون شوکت** نہین قابل تاج و تخت سلطنت نہین **دانشمند** سے کہا کہ تم جاؤ
شہر مین ہمارے ورود کی خبر فرحت اثر پہونچاؤ تاکہ فوج شاہی بددل نہو رعیت شاد و مسرور ہو ملک کے
بے چراغ رہنے کا خیال دل سے دور ہو اگر اباجان ادھر آنے کا قصد فرمائین تو ضرور نہ آنے دینا خدا کے
واسطے اُنکا کہنا نہ مان لینا اگر ایک شخص بھی شہر کا یہان آئیگا تو مین تم سے سمجھ لونگا اس لیے کہ مین ابھی کسی سے
ملاقات نہ کرونگا جبتک اس ناہنجار غنیم بدکردار کو سزائے معقول نہ دے لون گا شہر کے اندر قدم نہ رکھونگا ؎
بہ بینم کہ تا کردگار جہان ۔ درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ۔ نہ برد رگی تا نہ خواہد خدائے ۔
دانشمند یہ حکم پاکر فوراً روانہ ہوا جب اس اُجڑے شہر مین پہونچا پہلے در دولت فلک صولت پر آیا اُسکو
دیکھکر رعایا کا دل بھر آیا پھر تو تمام شہر مسرور ہوا ہر گھر مین شاہزادے کے تشریف لانے کا مذکور ہوا پھر
خبردارون نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ لیجیے اس ویران شہر خزان رسیدہ چمن مین نئے سر سے بہار آئی **دانشمند**
حضور کا وزیر زادہ آیا ہی **فریدون شوکت** بھی تشریف لایا ہی مگر بیرون شہر خیمہ زن ہی مشتاق ملازمت ہر مرد و زن
ہی بادشاہ یہ مژدۂ روح افزا نوید جانفزا سنکر قریب تھا کہ جوش مسرت فرط محبت سے شادی مرگ ہو جائے
مگر اپنے تئین سنبھالا یہ حرف شادی زبان سے نکالا کہ **دانشمند** کو جلد بلالو ہماری بیتابی کا حال کہو
جب یہ حکم **دانشمند** کو پہونچا پہلے عتبۂ سپہر رتبہ پر ٹھہر کر زمین ادب کو بوسہ دیکر دور سے آداب بجالاتا ہوا
آگے بڑھا جب قریب آیا قدم مبارک پر گر پڑا بادشاہ نے اسکا سر نیاز اُٹھا کر چھاتی سے لگایا پھر اُسنے نذر
دکھلائی بادشاہ نے قبول فرمائی خلعت فاخرہ تشریف لائقہ سے سرفراز کیا **دانشمند** نے دست بستہ ادب
جوڑ کر بآئین شائستہ **فریدون شوکت** کا پیغام زبانی یون دیا کہ حضور پر خدا نے رحم فرمایا پانچ برس کے بعد
غلام باوفا حاضر ہوا ہی ایک ضرورت سے بیرون شہر اُترا ہی وہ یہ ہی کہ ایک غنیم لئیم نے حضور کے شہر پر
چڑھائی کی ہی ملک لینے کی فکر پیش نہاد ہی مجکو میرے ہرکارون نے یہ خبر بہت صحیح دی ہی غالباً آپ نے
بھی سُنا ہوگا اخبار نویسون نے پرچون مین حضرت اقدس و اعلےٰ کو لکھا ہو گا جب تک غلام قرار واقعی اس کا

استیصال نہ کرلیگا شہر کے اندر قدم نہ دھریگا اگر حضور بجوش محبت پدری یہان تشریف لانے کی تکلیف فرماینگے
تو کمترین کو زندہ نہ پائین گے مین قسم کھاچکا ہون جبتک لڑائی نہ فتح کرلون گا حضور اعلےٰ کی زیارت و
ملازمت سے محروم رہون گا بادشاہ نے یہ پیغام سُنکر سر پکڑ لیا دیر تک چپ رہا کچھ جواب نہ دیا محل مین جاکر
گیتی آرا کو خوشخبری سُنائی یہ حکایت بیان فرمائی اُسنے خوش ہوکر زمین پر سجدہ کیا جامع المتفرقین کا شکر ادا
کیا محل والیون نے مبارکباد دی کہ پاک پروردگار کے کرم سے یہ خوشخبری سُنی پھر دانشمند اپنے گھر گیا
باپ سے ملا وہ بھی شاد و مسرور ہوا بیٹے کو گلے سے لگالیا ماں نے دیکھا بلائین لین پیار کیا دانشمند نے وہی
قصہ باپ سے کہا دو روز گھر مین رہکر فریدون شوکت کی خدمت مین حاضر ہوا تسلیم بجا لاکر وہان کا حال
مفصل گذارش کیا اب یہان کی کیفیت سُنیے فریدون شوکت نے بمشورہ اہل فوج ایک سردار خوش کلام
شیردل نام کو اُس اجل رسیدہ کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تم جس خیال سے یہان آئے ہو فوج گران ساتھ لائے
ہو مین وارث ملک و مال آپہونچا اپنے اس عزم بیجا سے باز آؤ بندگان خدا کا خون ناحق اپنی گردن پر نہ لو جہان
سے آئے ہو وہین چلے جاؤ ورنہ بڑا کشت و خون ہوگا تمھارا حال نہایت زشت و زبون ہوگا پہلے عقل مصلحت اندیش
سے کام لو پھر ہم سے مقابلہ کا نام لو جب شیردل نے حرف بحرف یہ پیغام ادا کیا پہلے تو وہ مست پندار کچھ نہ
بولا پھر بد دماغ ہوکر کہا کہ ہم کسی طرح مراجعت کا ننگ گوارا نہ کرین گے اس پیغام کا جواب زبان تیغ سے دینگے
کہدینا آج کے پانچوین دن لڑائی ہوگی طرفین سے قسمت آزمائی ہوگی شیردل یہ جواب پُرعتاب لیکر شاہزادہ
کے پاس آیا جو کلام اُس سے سُنا تھا مفصل سُنایا فریدون شوکت نے کہا کیا مضائقہ معلوم ہوا اُسکی موت
اُسکی گردن پر سوار ہے سر پر قضا کھیل رہی ہے عمر رواں منازل عدم کی مشکلین جھیل رہی ہے خیر اچھا ہمین بھی کچھ پروا
نہین فوج جرار تیار رہے ہر وقت آمادہ پیکار رہے جو بہادر تیغ سرفروشی کے جوہر دکھائیگا اس معرکہ
مین کام آئے گا یعنی مارا جائیگا اُسکے عیال بال بچون کی نسلاً بعد نسل پرورش کی جائیگی جاگیر معقول ہمیشہ کے
واسطے دیجائیگی سردارون نے یہ بات سُنکر عرض کی کہ ہم سرفروش و جان نثار ہین دل سے مرنے پر تیار ہین
برسون سے تمنا تھی کہ حضور کو شمشیر وفا کے جوہر دکھلائین جان دیکر حق نمک سے ادا ہوجائین ہم تو رئیس کی قدردانی
پر مرتے ہین جو انعام و دولت پر نثار کرتے ہین تلوار سپاہی کا دھرم ہے فوج مخالف کم ہو یا زیادہ کیا غم ہے برسون سرکار کا نمک
کھایا ہے ہزارون طرح کا عیش و آرام پایا ہے خداوند ہم لوگ نمک حلال ہین ہم سے کبھی نمک حرامی نہوگی خدا
چاہے تو کسی بات مین خامی نہوگی وقت پر دیکھیے گا جو کام کرینگے خدا نے چاہا تو میدان وغا کو لاشون سے
پاٹ دینگے جو سپاہی تلوار کا ڈورا کھولیگا مہینون رن بولے گا عرصۂ جدال میدان قتال ہین بڑھ بڑھ کر تلوارین
مارین گے سرون کے پل باندھ کر دشمنون کو تیغ کے گھاٹ اُتارینگے جب بہادر جان دینے پر تیار
ہون گے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہونگے فریدون شوکت نے کہا مین جانتا ہون تم
ایسے ہی جرار ہو بہادر و جان نثار ہو جب تمھاری جانفشانیان دیکھ لون گا تو بعد فتح نمایان ایک ایک

بہادر کو خلعت و جاگیر سے نہال کرونگا انعام وافر و دیگر زر و جواہر سے سیر بن بھر دونگا جب یہ وعدۂ قدردانی
سُن چکے سرداران فوج اپنے اپنے مقام پر آئے آپس مین یہ کلمات دلیرانہ و سخنان شیرانہ زبان پر
لائے کہ بھائیو یہ فوج کا بڑا ہی لڑائی ضرور ہوگی ہم کہے دیتے ہین تیغ آزمائی ضرور ہوگی دیکھو ایسا نہو تم مین
سے کوئی ادھر اُدھر ٹل جائے ہنگام نام و ننگ میدان جنگ سے نکل جائے اُسوقت ہم کو رئیس کے منھ سے
شرمندگی ہوگی و دشوار زندگی ہوگی جو باتین رئیس سے کر چکے ہو اُسکا ہر وقت دھیان رہے جان رہے یا
نہ رہے مگر آن بان رہے حافظ شیرازی ؎ شاہد آن نیست کہ موے و میانی دارد ٭ بندۂ طلعت آن باش
کہ آنے دارد ٭ باہم عہد و پیمان جدید کر لو وقت پر متفق ہو کر کام کرو اسمین بڑا مزا ہی کسی نے سچ کہا ہی ؎
دولت ہمہ ز اتفاق خیزد ٭ بیدولتی از نفاق خیزد ٭ تھوڑے لوگ بھی اگر ایک دل اور ایک زبان ہوجاتے
ہین بڑی بڑی فوج پر فتح و ظفر پاتے ہین کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ جو ارشاد رب العباد ہی وہ اسی اتفاق
سے مراد ہی ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را ٭ حکایت نقل ہی ایک بادشاہ
نے اپنے چند لڑکون کو پاس بلوا کر ایک ٹکڑا رسی کا دیکر کہا کہ تم سب ملکر اسکو توڑ دو جتنی طاقت جتنا زور
ہو اُس پر صرف کرو اُن لڑکون نے باہم ملکر زور کیا وہ رسی نہ ٹوٹی توڑنے کی کوئی تدبیر نہ چھوٹی پھر
بادشاہ نے اُس رسی کے ہر ایک بل کو کھول کر ایک ایک ٹکڑا بیٹون کو دیا اور کہا کہ اب تو توڑو
لڑکون نے لیا پھر جو زور کیا تھوڑی طاقت سے توڑ ڈالا سارا بل نکل گیا بادشاہ نے کہا دیکھو
جب تک اس رسی مین اتفاق تھا ایک لڑ دوسری لڑ سے ملی تھی تم سے کچھ نہ ہوسکا جب اُس مین
نا اتفاقی پیدا ہوئی ایک لڑ دوسری لڑ سے جدا ہوئی تم نے کیسی آسانی سے توڑ ڈالا سارا نا اتفاقی
کا بل نکالا پس اتفاق و نفاق کا بھی یہی حال ہی عقلمند کے واسطے کافی و وافی یہی مثال ہی بہادر سپاہی
موت سے نہین ڈرتا ہی جس بات مین نام ہو وہی کام کرتا ہی دنیا دار فنا ہی مقام رنج و عنا ہی اس سرا مین
کوئی مسافر نہین رہا آج آیا کل چلا گیا ؎ کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہی ٭ کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہی ٭
عجب سرا ہی یہ دنیا کہ جس مین شام و سحر ٭ کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہی ٭ جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم
و مغفور ؎ دنیا زندان ہی جاے آرام نہین ٭ گہوارہ بجز گردش ایام نہین ٭ آنکھون کی سفیدی
و سیاہی کی طرح ٭ جھپکی جو پلک صبح نہین شام نہین ٭ ؎ زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش
ست ٭ درین حدیقہ بہار و خزان ہم آغوش ست ٭ دنیا کا ہر روز نیا کارخانہ ہی کوئی کتم عدم سے شہرستان
وجود مین آیا کسی نے چند روز کی مہمان ہوا کھا کر عدم آباد جانے کے لیے بستر اُٹھایا کہین شادی کہین
غم کہین ایک گھر مین دونون توام کسی کا ایک طرف دروازے پر جہیز کا اسباب نکالا گیا کسی کا دوسری
طرف صندوق و شامیانہ رکھا گیا کسی گھر مین کسی کا بیاہ رچا کسی گھر سے کسی کا جنازہ اُٹھا بقول شاد
؎ کوئی عدم تو کوئی عیدگہ روانہ ہوا ٭ کہین نماز جنازہ کہین دوگانہ ہوا ٭ کسی نے اپنے

گھر مین شادی رچائی دُلھن بیاہ آئی کسی گھر سے رونے کی آواز آئی کسینے لاش اُٹھائی کسی کے بیاہ کا جوڑا بیوتا گیا کسی کا کفن قطع ہوا کسی نے غسل ولادت پایا کسی نے غسل خانہ مین میت کو نہلایا ناسخ مرحوم سے جب نہایا غسل میت کا مجھے آیا خیال ؛ قطع جب ہونے لگے کپڑے کفن یاد آگیا ؛ موت کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہی ہر فرد بشر جان کنی کے صدمے سہتا ہی امیر فقیر بادشاہ وزیر جوان بوڑھا بچہ کوئی ہمیشہ جیا نہین وہ کون ذی حیات ہی جسنے جام کل نفس ذائقۃ الموت سے شربت ممات پیا نہین سے ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید زجام دہر مے کل من علیہا فان ؛ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہین جو اپنے عزیز و اقربا کے ہاتھ سے غسل و کفن پاتے ہین وہ لوگ دھوم سے جنازہ اُٹھا کر قبر مین اُتار آتے ہین بہت ایسے بھی ہین جنکا کوئی رونے والا نہ دیکھا قبر کیسی جنازہ نہ دیکھا اگر کسی بندۂ خدا کو رحم آیا یہ خیال کیا کہ مسلمان کا مردہ ہی بے گور و کفن پڑا ہوا ہی اسکا گور گڑھا کر دو ثواب عظیم لو تو اسوقت گزی یا دھوتر مین لپیٹ کر کسی گڑھے مین جھونک دیا یہ بھی غنیمت ہی بھلا ثواب تو لے لیا بعضون کو یہ بھی نہین ملتا اگر کسی جنگل مین مر گئے دار فانی سے گذر گئے ہڈیان پڑی رہین گوشت زاغ و زغن چٹ کر گئے سے ای دل تو درین جہان چرا بیخبری ؛ روزان و شبان در طلب سیم و زری ؛ در قسمت تو ازین جہان یک کفن ست ؛ آن ہم بگمان ست بمی یا نبری ؛ بڑے بڑے سلاطین روے زمین جو کل تخت نشین تھے آج زیر زمین ہین نہ اُن کے تخت نہ طبل نہ نگین ہین آتش سے نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا ؛ مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے ؛ وہ آپ تو نہ ہے مگر نام نیک چھوڑ گئے جو اب تک باقی ہی ہمارے نزدیک تو بھی زندگی ہی رستم سا تہمتن گرد لشکر شکن اسفندیار سا روئین تن سام سا بہادر سہراب سا جوانمرد طوس سا تیغ زن بیجر سا جرار گیو سا جری بیلسم سا پہلوان گستہم سلوتنت زال سا سر فگن آج کہان ہی ہزارون برس کی داستان ہی مگر ان بہادرون کا نام اب تک چلا جاتا ہی گویا ان مین کا ہر شخص زندہ ہی سے رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ؛ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ؛ بقول مصرع آتش سے بڑی معراج ہی تلوار سے مرنا سپاہی کا ؛ جب سردارون کا کلام تمام ہوا ہر بہادر جوش شجاعت سے جویاے ننگ و نام ہوا جب لڑائی کا دن آیا طرفین سے سامان جنگ درست ہونیلگا ایک بڑا میدان تجویز ہوا بیلدارون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز درست کر کے زمین ہموار کر دی سنگریزہ تک باقی نہ رکھا سقون نے آب پاشی کر کے گرد و غبار بٹھا دیا ایک طرف میگزین کا اسباب لگا دیا پھر پہیون پر توپین چڑھائی گئین چھانکیان بنائی گئین مرحلے و مدمے تیار ہوئے گولہ انداز خلاصی اپنے اپنے کام سے خبردار ہوئے مورچے بنائے گئے سلامت کوچے کھودے گئے تلوارین صیقل بندوقین چقماقین تپھر کلے طپنچے رفل شیر بچے صاف ہوئے مردان کار آزما آمادہ مصاف ہوئے شجاعون کے چہرے سرور یادہ جرات سے لالہ رنگ تھے بہادرون کے اور ہی تیور اور ہی ڈھنگ تھے شوق جنگ مین کسی کو رات بھر نیند نہ آئی صبح تک جاگا کیے تن تن کر شجاعت

کسی پہ کلمے کہا کیے دیکھین کل صبح کو میدان رزم مین کسکا قدم سب سے آگے پڑتا ہی کس نامی و ناموری کے نام کا
جھنڈا اڑتا ہی پہلے کسکا تیرہ سینۂ دشمن کے پار ہوتا ہی کس کے تیر جانستان سے کسکا طائر دل مرغ جان شکار
ہوتا ہی کون بہادر صفون کو صاف کر آتا ہی کون بانکا شبنم کے انگرکھون پر تلوارین کھاتا ہی کون بڑھ بڑھ کر تلوارین مارتا ہی
کون سینۂ حاسد پر چڑھکر تن سے سر اتارتا ہی دشمن کے اقتل پر شعلہ کیطرح کون لپکتا ہی کس کی کہنی سے خون ٹپکتا ہی
کس ساونت کی ابر شمشیر سے لہو کا مینھ برستا ہی لڑائی رفتح کرنے پر کون کمر ہمت کستا ہی کس کے بدن سے خون کے
فوارے چھوٹتے ہین کس پہلوان کی کشتی سے حریف کے ہاتھ منھ ٹوٹتے ہین کون شناور محیط وغا و قلزم ہیجا لہو کے دریا
مین نہاتا ہی کونسا سور کون سانچلا بدھ بگیر بزن کی آواز لگاتا ہی کس رستم وقت کا نعرہ شیرانہ آسمان تک جاتا ہی
کون ثابت قدم پاے مقاومت عرصۂ جنگ مین گاڑ کر ہاے و ہوے مردانہ سے زمین کو گہوارے کی
صورت ہلاتا ہی کس کی تلوار کی جھنکار پر جھنکار کان مین آتی ہی کس کی برق شمشیر خرمن ہستی حاسد مین آگ لگاتی ہی
کون شیران آجام نبرد کے دلون کو بڑھاتا ہی کس کا سر خاک و خون مین لوٹتا نظر آتا ہی کون لاش پر لاش گراتا
ہی کسی کے غنچۂ پیکان سے گل فتح و ظفر شاخ تیر پر ہواے پرناوک سے کھل جاتا ہی کس کا سینہ ہر مرتبہ سینۂ دشمن
سے مل مل جاتا ہی کس کو آئینہ تیغ بید رتیغ مین صورت اجل نظر آتی ہی کس کی شمشیر قضا نظیر کی دھار زمین
مصاف پر سیل خون بہاتی ہی کون ساجیوٹ جوش شجاعت سے سر میدان نعرۂ رعد نہیب سے دشمن کو
بڑھکر للکارتا ہی کون اسوقت نام و ننگ مین اری دیا ہاے اماں جان پکارتا ہی بعضے نام کے شیر دل کے بھیڑ
بولے کہ بھئی ہمارا تو یہ بیان ہی جی ہی تو جہان ہی یہان تو ہر روز یہی کام ہی بس آج سے نوکری کو سلام ہی ہمیشہ
انڈے کے ملوک زادے بنے رہے بچپن سے جوانی تک عورتون مین بیٹھے رہے گھر کے باہر کبھی
قدم نہین رکھا اب تک خشلے کا کھیت نہین دیکھا لڑائی بھڑائی کے نام سے ڈرا کیے کبھی کسی سے بھڑ کر نہین
چلے جب کسی پر کوئی غصہ سے چلا کر بولا ہمارے کلیجے مین سنکھے لگے تھر تھر کانپنے لگے جب کبھی ننگی تلوار
دیکھی دامن سے منھ ڈھانپنے لگے تلوار کی صورت سمجھ کر کبھی چاندرات کا چاند نہین دیکھا عید قربان مین
کبھی بکرا حلال نہین کیا لڑکیون مین کھیل کر بڑے ہوئے لڑائی کے نام سے الگ کھڑے ہوئے جبتک
بچے رہے گڑیان کھیلین دسہرے مین جھنجھیا مانگی عیدگاہ مین تلوار کے بدلے ڈوئی ہینس مول لی جب خالہ جان نے
ہماری سنت کی تھی پہلے بھنگ اور فلک سیر کھلا دی تھی کسی کی فصد کھلی خون دیکھکر ہم کو غش آیا لڑکیون نے
کان ناک چھدوا کر نتھ بالیان بجلیان پہنین ہم نے بلاناق چھدایا خدمتگاری کرتے کسی کی چلمین بھرتے
باپ دادا کا نام ڈبوتے امیر کے لڑکے کھلا کر دلیا ڈھوتے آبرو رہنے کیلیے فوج مین نوکری کر لی
بزرگون کی آبرو تو نہ دی ہمین کیا اپنی جان دو بھر ہی جو لڑائی پر جائین کیا ہمارے ہاتھ پانون مفت کے ہین
جو تلوار کھائین اگر نوکری نہ ملیگی بھیک مانگ کھائین گے مگر لڑائی پر نہ جائینگے لال سی جان کہان پائین گے
ہم ایسے انعام و جاگیر سے درگذرے جب آپ ہی نرہے تو جورو کیسی لڑکے کیسے جسوقت جلاد فلک

خنجر گذار چرخ نے جنگ آزمائی گھوڑوں پر سوار ہو کر کمر سے شمشیر آفتاب کھینچ کر سپاہ قمر پر شبخون مارا فوج انجم بنات النعش کی صورت پراگندہ نظر آئی سپہ سالار کواکب حسن حصین مغرب میں قلعہ بند ہوا رومی روز نے زنگی شب پر فتح پائی شاہ مشرق نے تخت مشرق پر جلوس میمنت مانوس فرمایا یعنی رات گذر کر دن نکل آیا گھر بندی تو رات سے ہو رہی تھی طرفین کی فوج جنگی باجے بجاتی لڑائی کے انداز دکھاتی میدان رزم میں صف آرا ہوئی فوجوں کی کثرت سے رن میں عرصۂ محشر کی صورت ظاہر و آشکارا ہوئی سواروں نے پرے جمائے پیدلوں نے مورچوں کی طرف قدم بڑھائے سواروں کے گھوڑوں کا سر کنوتی سمٹی کنوتی پٹھے سے پٹھا دُم سے دُم سم سے سم ملا تھا ہر بہادر خود زرہ دستانے جھلم جوشن چار آئینے چلتے پہنے سلاح جنگ سے ازپا تا فرق دریائے آہن میں غرق آغاز جنگ کی راہ دیکھ رہا تھا سواروں کے گھوڑے رانوں میں بیچین بیقرار تھے مورچے اُڑ جانے پر تیار تھے جب میمنہ میسرہ قلب وجناح ساقہ و کمین گاہ آراستہ ہو چکا ہر جوان مرد اپنی حیات سے ہاتھ دھو چکا کمانیں کڑکیں تیر چلوں سے ملے اہل فوج مرنے پر لیس ہوئے علمداروں نے علموں کو جلوے دیے سواروں نے گھوڑوں کے تنگ خوب کسے کڑکیتوں نے کڑکا شروع کیا نقیب ایسے ایسے کلمہ زبان پر لائے جنگی تاثیر نے دلیروں کے دل بڑھائے کہ ہاں بھائیو آج روز نام و ننگ ہے جانبین سے گرم بازار جنگ ہے آج وہ کام کرو ایسا نام کرو کہ کارنامۂ رستم و اسفندیار گرد ہو جائے غنیم کی آتش کینہ و فساد سرد ہو جائے تمہارے باپ دادے کیسے کیسے دلیر و بہادر تھے ایسے ایسے صاحبان شجاعت و تہور تھے کہ آج تک ان کی نبرد آزمائیوں کی داستان لڑائیوں کا نام ہے الولد سر لابیہ تمہارا بھی یہی کام ہے مرحبا شاباش بہادرو حیدر صفدر اسد اللہ الغالب کا نام لیکر گھوڑے جم اٹھالو کاٹھیوں سے تلواریں کھینچ کھینچ کر فوج دشمن پر جا پڑو داد شجاعت و مردانگی دو ایک حملہ مردانہ میں میدان جنگ لے لو ناگاہ فوج مخالف نے بڑی دلیری سے حملہ کیا ادھر سے بھی مردان جنگ آزما نے ہر حربہ کا جواب ترکی بہ ترکی دیا پہلے جنگی سواروں سے مقابلہ ہوا ادھر سے بھی فارسان بیشۂ تہور نے گھوڑے سے گھوڑے ملا دیے انداز شجاعت و مردانگی دکھا دیے کاٹھیاں خالی کر کے تلواریں کھینچ لیں دم لینے کی فرصت نہ دی وہ تلوار کی کھنڈا کی بنا ڈالی ایسے ایسے ہاتھ مارے کہ الحفیظ کسی نے کسی کو صدر زین سے زمین پر گرا دیا کسی نے کسی کو برچھی کی نوک پر اٹھا لیا ع سر رمح بر ناف او کرد بند ، بہ نیزہ کے نیزہ عنان داد کند ، یکی کہ یک نیزہ بالای مرد کین ، بر آورد و ہوا رفت از پشت زین ، کسی نے کسی کو رقل مارا کسی نے شیر بچہ داغا کسی نے قربوس زین سے طپنچہ کھینچ لیا کسی نے کسی کے کمر میں ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھا کر پیوند زمین کر دیا کچھ پشت فرس سے زمین پر گرتے ہی دب دب کر مر گئے تھے جنگی گھوڑے سواروں کے ارادہ پر کام کرتے تھے ان کے چھل بل پھیر سے گرد جو اڑی تھی آسمان شیشہ ساعت کی طرح مکدر نظر آتا تھا ایک آسمان کے نیچے دوسرا آسمان بن جاتا تھا نظامی ع ز سم ستوران دران پہن دشت ، زمین شش شد و آسمان ہشت گشت ، جناب مرزا دبیر صاحب علیہ الرحمۃ ع غباروں کا ابر اک گنج پنہانی نکل آیا ، یہ گرد اڑی

رن مین کہ پانی نکل آیا + گولہ اندازون نے تاک کر جو گولہ مار غنیم کے لشکر مین اُتارا کبھی دمدمہ اڑایا کبھی جھانکی اُڑا دی کبھی پھر پہیے سے توپ گرادی زمین کارزار مین آگ لگادی توپون کے چھوٹنے سے دھوان جو اٹھا فضائے آسمان مین گھٹا روز روشن نے شب تار کی صورت دکھلائی موت سخت گھبرائی کہ الٰہی مین اس اندھیرے مین کیا کرون کس کو ڈھونڈھون کسکی جان لون فوج مین ہل چل پڑ گئی یہ صورت ہوئی آخر دن کو رن مہتاب جلانے کی ضرورت ہوئی آتش حرب و ضرب نائرۂ جدال و قتال نے زمین کو رشک گلخن کر دیا ہر شخص دانہ کی صورت بھنے لگا توپون کی آواز سے کانون کے پردے پھٹ گئے پیر فلک اسی دن سے اونچا سننے لگا بندوقون کی لڑائی نے تو قیامت ڈھائی دشت نبرد وادی مصاف مین رستخیزی کی شکل نظر آئی حکیم فردوسی طوسی ؎ چکاچاک خنجر بہ گردون رسید ؛ ز ہندوستان خون بہ جیحون رسید ؛ اس آفت کی لڑائی قیامت کے ہیر کے مین کسی جری کو کسی چیز کا ہوش نہ تھا ہر طرف بدھ بگیر بزن کا خروش تھا ہر سپاہی کو شجاعت کا جوش تھا گردان لشکر شکن بہادران تیغ زن نے اس لڑائی مین جانین لڑا دین لاشون پر لاشین گرا دین کسی نے صیف توڑی کسی نے دہ پر آتور امرتے دم بھی تلوار کا قبضہ ہاتھ سے نہ چھوڑا کمانداروں نے ابر بہار کمان سے تیرون کا وہ مینھ برسایا کہ سینہ دشمن کو تودہ بنایا کسی کو کمان پر چلہ چڑھانے نہ دیا اپنی طرف کے لوگون پر تیر لگانے نہ دیا جو تیر انداز زمین پر گرا زاغ کمان کا طعمہ ہوا سوفارون کے منھ کھلے رہ گئے خالی ترکشون کا لوٹ پیٹ ہی نہ بھرا مرغان تیر سہم سہم کر گوشون مین پھڑ پھڑاتے تھے مرغ قبلہ نما کی طرح آشیانہ ترکش سے باہر نہ آتے تھے وہ تہمتن دوران جہان پہلوان گرد لشکر شکن شیر دل جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ بہادر ایک طرف کو تنہا لڑ رہا تھا جوش شجاعت سے تن تن کر اکڑ رہا تھا ثابت قدمی کو یہ کام فرمایا ایسا جم کر لڑا کہ فوج مخالف سے غلغلۂ التحسین و آفرین بلند ہوا فردوسی طوسی ؎ بروز نبرد آن یل ارجمند + بشمشیر و نیزہ بہ گرز و کمند ؛ درید و برید و شکست و ببست ؛ یلان را سر و سینہ و پا و دست ؛ دلیران جنگ آزما شیران بیشۂ ہیجا نے دم بھر مین صفون کی صفائی دکھادی کسی کا سر کسی کا ہاتھ کسی کا بازو کسیکی کلائی اُڑا دی

مثنوی لمصنفہ

ہوا گرم جب عرصۂ کارزار
عرق نکلے ٹپکا شجاعت کا رنگ
چلی شن سے جب صارم سرفشان
تو اعدا کی جانین نکلنے لگین
نہاتے تھے دریائے خون مین جو اق
سپر کے بھی تھے پھول خندان وہان
تھی کہنہ جو وہ لو ارجمند رخ برین

لڑی فوج شہزادۂ ذی وقار
کھلا رن مین جب باب جنگ و ستیز
پرستان سے پریان اُڑین لیکے جان
سمندون کی نعلون سے وقت جدال
تھے مغفر حبابون کی صورت عیان
مہ نو سپر کے ہلالون سے مانند
اُڑی اسقدر گرد میدان مین

لڑے ایسے جم جم کے مردان جنگ
ہوئی بند راہ امان و گریز
شبا شب جو تلوارین چلنے لگین
زمین پر چمکتے تھے صدہا ہلال
فقط تھے نہ زخمون کے خندان دہان
شب تار تو ایک او رچار چاند
بنی پشتہ گردون کے دیوار کی

گرے گی نہ تا حشر جنبش کبھی
گری جب یہ برق اجل کوند کر
کمانین ہوئین سہم کر گوشہ گیر
بجے باجے جنگی میان دو صف
پرے پر پرا گر پڑا صف بصف
لہو سے بھرا دست ہر جنگ جو
جو آئی تو جھنکار تلوار کی
عدو کا گرایا زمین پر نشان
لہو سے ہوئی سب زمین لالہ رنگ
روان تھی ہر اک جسم سے خون کی دھار
تڑپتا تھا لاشہ پہ لاشہ پڑا
گھری تھی وہ ڈھالون کی کالی گھٹا
ادھر برق تیغ اور ادھر برق تیغ
نہ دیکھا کبھی زیر چرخ کہن
ابھی تک ہے آتی صدائے بزن

چمکنے لگین تیغون کی بجلیان
گیا وہ شفقی جل کے سوئے سقر
جو چھٹے لیس تیر افلکی پر وہان
جلا جل ڈہل بول شیپور دف
جراحت کے پھولونکا انبار تھا
ٹپکتا تھا کہنی سے خون عدو
وہ ہٹ ہٹ کے جانونکو ہار آگیے
لڑا ڈوب کر فوج مین ہر جوان
لہو کے یہ فوارے چھوٹے وہان
ہوا لالہ گون عرصۂ کارزار
نظر آیا برسات کا سب سمان
نہ تھا ہاتھ کو ہاتھ بھی سوجھتا
روان رن مین تھی ہر طرف خون کی جو
پڑا وہ غضب کا قیامت کا رن

سرون پر گرین صاعقہ سان وہان
تھی سوفار کے سخت مین انگشت تیر
کیا وہ تھی ہاتھون مین انکی کمان
لڑے یون دلیران خنجر بکف
بدن ہر بہادر کا گلزار تھا
صدا تھی نہ کانون مین آتی کوئی
نہ بڑھ بڑھ کے تلوارین مارا کیے
کیا عرصۂ زیست دشمن پہ تنگ
ہوا دامن چرخ تک خون فشان
نظر آئے سر لوٹتے جا بجا
دھنک تھی کمانون کی رن مین عیان
چمکتی تھی ہر برق پر برق تیغ
سرون کا برستا تھا مینہ چار سو
نئے شب کو جا کر کوئی تیغ زن

جب غضنفر شاہ نے فوج کا رنگ بے رنگ پایا قالب لشکر سے خود مرکب چھیڑ کر نکل آیا گھوڑے کو جولان کر کے مبارز طلبی کی فریدون شوکت جو دل کی طرح قلب فوج مین کھڑا تھا جب اسکے کان مین آواز پڑی جوش تہمتنی سے گھوڑا بڑھا کر سلحشوری کرنا شروع کی تھوڑی دیر دم لیکر آواز دی کہ ای غضنفر شاہ اگر مرد میدان ہے تو میرے سامنے آ جلد گھوڑا بڑھا ؏

بیا تا چہ داری ز مردی نشان | کمان کیانی و گرز گران
اگر مردہ از خانہ بر در نہند | گر اتاج اقبال بر سر نہند

یہ فرما کر حکم دیا کہ ان دلیر وفوج سے فوج جدا ہو بہادر واب ہاتھ روک لو ہماری لڑائی دیکھو یہ کہکر حریف کو دوبارہ للکارا وہ بھی بہادر تھا تاب نہ آئی تھی فی الفور گھوڑے کی باگ اٹھائی ادھر سے وہ ادھر سے فریدون شوکت بڑھا اس طرف اسنے اس طرف اس نے رجز پڑھا ادھر اسنے اپنے گھوڑے کو جولان کیا ادھر اس ہنر بر پیشہ وغا شہسوار معرکہ ہیجا نے بگدھریان دکھا کر ابرش خوشخرام کو سمند عنان کیا اسنے قریب پہونچکر گھوڑے سے گھوڑا ملا کر گرز گاؤ سر مارا اسنے گرز کو گرز پر روک کر اسکے ہاتھ سے ہر گز چھین لیا پھر اسنے نیزہ سنبھالا اسنے کبھی نہ دیکھا بھالا ذرا سے ہاتھ کے اشارے مین نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال جابند بند بکھرا گیا نیزہ بجز زمین خجالت مین گڑ گیا پھر تو اور بھی بگڑ گیا کمند کا پھندا پھینکا چاہا حلقۂ ہاے کمند مین اسیر کر لون کسی تدبیر سے زندہ دستگیر کر لون یہ شیر غضبناک کب چوٹ کھاتا تھا اسکے دام تزویر مین

نہ پھنسا فرنس زرین بجسام کو الگ کرکے اس وار کو بھی خالی دیا کچھ خوف نہ کیا پھر اس نے کمان کیانی کو دوش سے
اُتار کر چلہ چڑھایا تیر شست میں جوڑ کر داہنا ہاتھ بہنا گوش تک کھینچ کر بایاں بڑھا کر بقول فردوسی طوسی سے ستون
کرد چپ را و خم کرد راست ٭ خروش از خم چرخ چاچی بخاست ٭ چو سوفار آمد بہ پہنائے گوش ٭ بر آمد ز چرم
گوزنان خروش ٭ اسی طرح بیس تیر مارا اُسنے ترچھا ہو کر وہ بھی خالی دیا اُس برگشتہ بخت نے جھنجھلا کر کمان زمین پر
پھینک دی اُسنے جسقدر حربے کیے اُسنے سب خالی دیے اُسنے جھلا کر داب سے تلوار کھینچ لی
جھپٹ کر شہزادہ شیر صولت پر وار کیا جب تک ہاتھ دور رہتا دور رہتا جب سر کے قریب آیا اُسنے دست
شجاعت بڑھایا قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی اسکی جان نکل گئی اب اس رستم وقت نے اپنا نعرہ شیرانہ کیا آواز
بلند کہہ دیا سے تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی و غم فراموش کن ٭ یہ کہکر رخش پری نژاد کی باگ لی
رانوں میں داب کر ذرا جو اشارہ کیا حریف کے گھوڑے سے ملا دیا کہنے کی فرصت نہ دی دم لینے کی
مہلت نہ دی کاٹھی سے ولایتی تیغ کھینچ کر یا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کہکر کمر کا ایک ہاتھ
ایسا مارا کہ غضنفر شاہ کا نصف بدن گھوڑے پر رہا نصف زمین پر گرا سے گرتی ہوئی وہ برق بلا کب
نظر آئی ٭ جب خود پہ چمکی تو ہر کب نظر آئی ٭ سرداران لشکر کو جب ایسی فتح نمایاں و ظفر عظیم کی صورت نظر آئی
تحسین و آفرین کرکے یہ بات سنائی سے این کارنامہ ایست کہ آمد بروی کار ٭ این کار از تو آید و مردان چنین
کنند ٭ یا بہ دست اگر تن چنین و کمان جز بدست و بازوئے تو شہر اہ آفرین کنند ٭ جب فوج نے دیکھا
کہ ہمارا سردار مارا گیا لشکر شکست کھا گیا کچھ نوک تو سنبھال تا مرد ننگ سے کچھ جان بچا کر بھاگ نکلے شاہزادہ
نے اُنکا پیچھا نہ کیا جانے دیا بقیۃ السیف سے جس نے اطاعت قبول کی اُسکو امان دی دیو سیاہ
خرناس شخص کی اس دن بڑی شیخیوں کا کھوکا کھتا پیٹ بھر کھانا نہ ملا کھا تیغ سے فاقہ مردہ خلال ہوتا
ہجر یہ حال ہوتا ہے القصہ غنیم کی فوج سے جو مارا گیا جسکی لاش زمین پر گری آپ چٹ کر گئے ڈکار
نہ لی گیا گوشت کھا ہضم ہوا کھا سے کھاتے بچا گئی .. جبکہ تک ایسی گھمسان لڑائی رہی طرفین
سے تیغ آزمائی رہی خیمہ شکست میں ملکہ خورشید جبین اور ملکہ حسن آرا کے کلیجے دھڑکتے تھے
چہرے کا رنگ فق تھا منہ پر ہوائیاں اُڑتی تھیں دعائیں مانگتی تھیں بار بار خیمہ کے دروازے سے آتی تھیں لو سیاہ
سے گھڑی گھڑی کی خبر منگواتی تھیں جب بفضل فتاح حقیقی شاہزادہ کو ظفر نمایاں اور فتح عظیم حاصل ہوئی
فریدون شوکت نے مظفر و منصور میدان جنگ سے مراجعت فرمائی و اتشمند نے سیکڑوں روپیہ اس
پر نثار کیا پھر نذر پیش کی دکھائی فریدون شوکت صحیح و سلامت شاہانہ خیمہ میں تشریف لایا اور ملکہ
خورشید جبین اور ملکہ حسن آرا کے جی میں جی آیا محل میں شاہزادہ پر زر نثار ہوا ہر فقیر غنی اور مالدار
ہوا فریدون شوکت نے مجروحوں کی مرہم پٹی کے واسطے دو ہفتہ اور قیام فرمایا ہر فرد و بشر نے جلدی کے
سے فر بشی و جان نثاری جاگیریں پائیں انعام پایا جو سپاہی میدان کارزار میں کام آئے تھے جو ہر تیغ

مردانگی دکھائے تھے اُنکے بال بچون کی پرورش کے واسطے نسلاً بعد نسل وظیفے مقرر فرمائے جب زخمیونکا علاج
ہوچکا مہمان شاہزادہ نے بخیر و عافیت تمام کوچ کیا بفر و شوکت شاہی شہر کا رستہ لیا رعایا نے شہر کے ناکے
پر ٹھہر کر سواری دیکھی آمد باد بہاری دیکھی سے لشکر نہ جا بجا تشنہ نذر پیش ہا چو دیدند روئے خداوند خویش ہا جب
سواری شہر مین داخل ہوئی ہمایون شاہ کو کمال مسرت حاصل ہوئی فریدون شوکت نے باپ کو جو آتے
دیکھا فوراً گھوڑے سے کود پڑا نذر دکھلا کر آداب بجالایا ہمایون شاہ نے برخوردار کہکر قدم سے سر اٹھا کر چھاتی سے
لگایا محل مین ساتھ لایا گیتی آرا نے دوڑ کر بیٹے کی بلائین لین بہت دعائین دین پھر کلیجہ سے لگایا بہت پیار کیا
زر و گوہر بیحساب نثار کیا شاہزادہ مان سے بھی مراسم تعظیم و تکریم بجالایا گوہر مراد مشتاقون کے ہاتھ آیا اسکے بعد
گیتی آرا نے پردہ کا بند و بست کیا بہوؤن کو نہایت خوشی سے محل مین اُتروایا پہلے ملکہ خورشید جبین نے تسلیم کرکے
نذر پیش کی پانون پر سر جھکایا ساس نے بلائین لیکر چھاتی سے لگایا پھر ملکہ حسن آرا کی باری آئی وہ بھی نذر دکھلا کر
آداب بجالائی اسکو بھی پیار کیا مسرت کا اظہار کیا پھر ہمایون شاہ بہوؤن کے دیکھنے کو آیا دونون نے شرما کے
سر جھکایا اُسنے اُنکو گلے سے لگایا خلعت ہائے فاخرہ عنایت کیے پانچ پانچ صندوقچہ ہائے جواہر گران بہا اور زیور
مرصع کے مرحمت کیے امیران والا تبار ارکین و اعیان نامدار عزیزان ذی وقار کے گھرون سے تصدقات لاالقہ آنے
لگے فقرا و مساکین محتاج و نادار پانے لگے دانشمند بھی خوبرو جمال کو لیکر اپنے گھر گیا مان باپ سے ملا وہ بھی
مسرور ہوئے آلام مفارقت دور ہوئے محلات معلی مین فریدون شوکت کے ملنے کی عید ہوئی نوبتین رکھی
گئین شادیانے بجے وہ اُجڑا شہر از سر نو آباد ہوا رعایا برایا امیر و فقیر وضیع و شریف صغیر و کبیر برنا و پیر مسرور دل
شاد ہوا محل مین نذرین نیازین کونڈے صحنکین رتجگے ہونے لگے مسجدون کے طاق بھرے گئے مجلسین ہوئین
نوچندی جمعرات کو علم اُٹھے جناب حضرت عباس علمبردار علیہ السلام کی درگاہ گئے در دولت پر مبارک سلامت
کی دھوم ہوئی شہر مین خوشی علی العموم ہوئی ہمایون شاہ نے چھ مہینے جشن جمشیدی کیا ایک سال کا
خراج رعیت کو معاف کر دیا شاہزادہ کو سر دربار اپنی حیات مین تخت سلطنت دے کر بادشاہ بنا دیا گر سکہ
اُسکے نام کا جاری کیا آپ گوشۂ عزلت مین بیٹھا اللہ اللہ مین مصروف ہوا فریدون شوکت نے بڑے
عدل و انصاف سے سلطنت کی نہایت خوش انتظامی سے داد جہانداری و جہانبانی دی الٰہی جیسے اُن
سب کے دن پھرے اسیطرح سب اپنے دل کی مرادین پائین اس کہانی دل لگی کی نشانی کے لکھنے
والون پڑھنے والون سننے والون کی بھی امیدین بر آئین سب کا بخیر و خوبی انجام ہو عیش مین صبح عشرت
مین شام ہو بمحمد و آلہ الامجاد بحرمت النون والصاد آمین رب العالمین

مؤلف فسانہ کا عذر معقول قابل قبول

فقیر حضرات ذی علم و فہم ہوش و ارباب عطا پاش و عیب پوش کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ مجکو شاعری کا دعوے

نہین نثاری کا ادعا نہین میرا کلام عیوب سے پاک نہین پڑھا لکھا خاک نہین اگر اس فسانہ مین کہین عیب یا کوئی غلطی کسی قسم کی ملاحظہ فرمائین شوق سے اصلاح دین عیب پوشی کو کام مین لائین تیغ زبان طعن سے مجروح نہ کرین ہدف سہام ملام نہ بنائین ع کہ ہیچ نفس لبشر خالی از خطا نبود ؎ بر کریمان کارہا دشوار نیست

وما علینا الا البلاغ

تقریظ نفیس و بے نظیر

منشیٔ ابر گہر بار قلم اعجاز رقم شمس الشموس فلک سخنوری قمر الاقمار برج نکتہ پروری خدیو کشور سخندانی فرمانروائے ملک مضامین و معانی وحید الدہر وحید العصر زبان لوذعی دوران مولوی السید علی سجاد ہیڈ ماسٹر مدرسہ عالیہ اسلامیہ لکھنؤ و پرائیوٹ سکٹر سرکار فیض آثار امیر الدولہ سعید الملک آنریبل راجہ محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ دام اقبالہ والی ریاست محمود آباد و فرخندہ بنیاد

حیرت مین ہون کہ مین کم سواد اپنی ناچیز تقریظ کا کیونکر آغاز کرون جب انسان کچھ لکھنے بیٹھتا ہی تو پیشتر سے سوچ لیتا ہی یا سوچ کر گردش خامہ سے کام لیتا ہی یہان تو نہ خیال مین کوئی بات آتی ہی اور نہ کاغذ پر کچھ حرف لکھے جاتے ہین پھر لکھون تو کیا لکھون جب الفاظ ہی ہاتھ نہین آتے تو پھر کیونکر اپنے خیالات کو کاغذ کے سپرد کرون خیال مین ہون کون سی تدبیر نکالون اور اپنا وعدہ پورا کرون ۔ اس مین شک نہین زمانہ نے نئی تبدیلیان پیدا کردین جہان اور اور ترقیان ہوتی جاتی ہین وہان زبان کی بھی نرالی ترکیبین بدلتی جاتی ہین ۔ زبان انگریزی کی آمیزش نے تو ہماری زبان اردو کے رخسار پر اوبٹن بھی غازہ مل دیا مگر ساتھ ہی اُسکے یہ بھی کہنا ضرور ہی کہ افراط آمیزش نے اُسکے روپ کو بہت کم کردیا صفائی وہین تک ٹھیک ہی جہان تک موزون ہو نزاکتین وہین تک زیبا ہین جہانتک دلپسند ہون انگریزی زبان کے میل جول نے اثر تو بڑھا دیا مگر لطافتین اور نزاکتین کم کردین پھر جب نزاکتین نہین تو لطف کیا رہا ۔ زمانہ کے رنگ نے صدہا قصے صدہا ناولین آنکھون کے سامنے ڈالدین گلی کوچے قصون کی کتابون سے بھرے پڑے ہین ۔ مگر اُسپر بھی خدا رکھے ہمتین کم نہوئین اب بھی شعرون کی طرح صدہا افسانے ڈھلتے چلے جاتے ہین ۔ مگر اصلی زبان اور رنگینی کا لطف بہت کم آتا ہی جب تصنیفون کی حد نہ رہی اور زبان کا خون ہوا تو مزا کیا خاک آئے ۔ رونا اسکا ہی کہ اب کوئی زبان کا درست کرنے والا نہ رہا ۔ جو تھے وہ اپنے لب دہن کے ساتھ شیرینی زبان لیگئے ۔ اب جو باقی ماندہ ہین خدا اُنکی عمر مین برکت دے کہ اُنکے دم سے زبان کی زینت ہی مگر زمانہ کی رفتار اور گردشون نے اُنھین بھی ایسا پیسا کہ اپنی ہی حالت نہین سنبھال سکتے ۔ زبان کیا خاک سنبھالین اتھوالسون کے ہاتھون مین جا پڑی ہی جہان اُسکی مٹی خراب ہی اور چراغ سحر یا آفتاب لب بام کی حالت ہی خیر خدا رحمت کرے ظاہر ہی کہ زبان کا لطف اُسکی اصلی حالت مین ہی جب اُسمین فرق آیا پھر مزا جاتا رہا ۔ آج کل قصے یا ناولین جو انگریزی پرداز اور ڈھنگ پر لکھے جاتے ہین وہ بیشک عمدہ ہین مگر اُن مین زبان کی لطافتین

بہت کم ہین۔ غیر زبان کی ترکیبین ہماری زبان مین کھپ نہین سکتین اور اگر شیر و شکر ہو بھی جائین تو بھی وہ لطافتین اور
نزاکتین باقی نہ رہین گی لکھنؤ کی زبان کا کیا کہنا اسمین جو مزا ہی شاید آبحیات مین بھی ایسا ہی ہو مگر ناقدردانون نے
اسکی خوب خبر لی جسطرح سرور نے ترقی مین اسکا خاتمہ کیا اسیطرح ناقدرشناسون نے ناقدری مین اسکا خاتمہ کر دیا مگر
جو ڈھنگ اب زبان کا اختیار کیا ہی وہ اُنھون سے پایا جاتا ہی۔ ظاہر ہی نئی چیز پہلے زیادہ مرغوب ہوتی ہی مگر جب
شوق بجھ جاتا ہی تو قدر بھی کم ہو جاتی ہی اس نئی روش نے پہلے پہل خوب رنگ جمایا مگر افراط تصرف نے سے بالکل
بے نمک کر دیا۔ اب پھر جو پُرانی زبان مین مزا آتا ہی وہ کسی مین نہین اور پھر جو اس زبان مین مزا آئیگا وہ ہرگز کسی مین نہ آئیگا مہذب
بزم مین چاہے سرور کے فسانے کی قدر نہو۔ مگر اب بھی کوئی کرشمہ ایسا نہین جسے دیکھکر بے اختیار جی نہ پھڑک اُٹھے
مہذب اور تعلیم یافتہ اُسپر حرف رکھتے ہین۔ اور آج کل کے افسانون کو آسمان پر چڑھاتے ہین۔ مین یہ بھی کہتا ہون
اِن ناولون مین کونسی خوبیان کونسی لطافتین ایسی ہین جو اسمین نہین ہان فرق اتنا ہی وہ اس زمانہ مین تصنیف نہوئی
اگر اخلاق کا درست کرنا ہی اور کوئی مارل (نصیحت) اخذ کرنا ہی تو پھر خشک پتون اور مرجھائے ہوئے پھولون سے
بھی مارل نکل سکتا ہی۔ باوجودیکہ فسانہ عجائب کو ایک زمانہ گذرا اور ہر محفل اور ہر بزم مین کثرت کے ساتھ پڑھا گیا
مگر اب بھی سرور کا افسانہ گلدان قصص سمجھا جاتا ہی اس مین شک نہین کہ سرور نے ترقی زبان کا خاتمہ کر دیا۔ مگر زمانہ
اب بھی باکمالون سے خالی نہین۔ میرے پاس "دلفریب" کے چند اوراق رکھے ہوئے ہین۔ جناب عیش اس کے
مصنف ہین مین حیرت مین ہون کہان سے موزون الفاظ لاؤن کہ اس کی تعریف کرون۔ معلوم ہوتا ہی کہ فسانہ عجائب
ایک نیا خوبصورت اور زیبا لباس پہنکر آیا ہی یہ بالکل فسانہ کے پرداز پر لکھا گیا ہی۔ زبان اور خیالات ہو بہو
ویسے ہی ہین۔ صاف معلوم ہوتا ہی کہ مرزا سرور اپنی میٹھی اور بے تکلف زبان مین میٹھی باتین کر رہے ہین۔ بیان
نہایت ہی صاف۔ سادہ اور دلنشین ہی زبان کی لطافت اور رنگینی بھی نہایت ہی دلکش ہی کہین جی نہین
گھبراتا ہی۔ دل چاہتا ہی اس قصہ کو بے ختم کیے نہ رہیے۔ مدت کے بعد دل نے ایسی کتاب کا ذائقہ اُٹھایا ہی اور
اسمین شک نہین کہ یہ کمال دلفریب ہی جہان ملکہ حسن آرا کے باغ کا ذکر کیا ہی بس یہ معلوم ہوتا ہی کہ نیچرل حالت
کی تصویر کھینچ دی ہی۔ قدردانی رنگ آمیزیون کا ذکر لفظون کے ذریعہ سے نہایت دشوار ہو جاتا ہی۔ کمال
اسی مین ہی کہ جو چیز دیکھے یا بیان کرے اُسکی ہو بہو صورت لفظون مین بھی کھینچ دے مگر ہان یہ ہر شخص کا کام نہین۔
یہ جوہر خداداد ہی۔ بیان کی رنگینی اور شیرینی ایک وجدانی کیفیت ہی۔ جناب عیش ادائے مطالب اور فصاحت
کلام پر قدرت کامل رکھتے ہین۔ انکا بیان بہت ہی اثر خیز ہی۔ نظم کی روش بھی جداگانہ ہی۔ مین نے اپنی
خوش قسمتی سے آپ کا کلام اکثر سنا ہی۔ خدا جانے شعرون مین کہان کا درد لا کر بھر دیا ہی جو بیساختہ دل سے آہ اور
زبان سے واہ کھینچ لاتا ہی۔ مگر اسکا مزہ وہی خوب اُٹھاتے ہین جو کلام کی سادگی کے شیدا ہین اور شعر کی
تڑپ پر جان نثار کرتے ہین۔ جناب عیش کا افسانہ اس زمانہ مین یادگار رہیگا۔ لطافت بیان چاشنی زبان
شوخی عبارت۔ خوبی محاورہ۔ گرمی الفاظ نہایت ہی دلپسند ہین۔ اسمین شک نہین کہ "دلفریب" کے جلوہ

نے "فسانہ" کی گرمی بازار اور بڑھادی۔ بھلا جہاں سرور ہوں وہاں حضرت عیش نہوں۔ یہ دونوں دست و گریبان ہیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ "فسانہ" ہوتا اور "دلفریب" نہوتا خدا کرے جسطرح فسانہ نے محفل کا سرور بڑھایا اسیطرح "دلفریب" بھی بزم کا لطف و عیش بڑھائے!!!

قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک اعجاز سلک شاعر نازک خیال مورخ بیمثال بلاغت انتمای جناب منشی دھنپت راے صاحب خیر آبادی متخلص بہ محقق ساکن محلہ نوبستہ واقع شہر لکھنؤ خلف منشی جیسکھ راے آنجہانی فرمان نویس سلطانی متخلص بہ مقبول و مختار سرکار ذی اقتدار نواب وحید الدولہ عضد الملک میرزا مہدی حسین خان بہادر اسد جنگ

چون ز فضل ایزد و خوبی وقت مصرع سالش محقق نظم کرد	طبع شد افسانہ تالیف عیش لاجواب این قصۂ تصنیف عیش

ایضاً بقاعدہ زبر و بینات ۱۳۰۹ھ ہجری

گردید چو طبع این فسانہ مرغوب خلائق و دلاویز رنگین و سلیس خوب نثرش سالش پرسیدم ار محقق فی الفور بزبر و بینہ گفت	تصنیف نیمت عیش یکتا است دلچسپ و لطیف و روح افزا است چندانکہ کنند مدح زیبا ست از خضر کہ رہنما و دانا ست افسانۂ دلفریب اعلی است

۱۸۹۲ عیسوی

	الف	خا	سین	الف	نون	ہا	دال	لام	فا	را	ہ	—
جمع	۱۱۱	۸۱	۱۲۰	۱۱۱	۱۰۶	۶	۳۵	۷۱	۸۱	۲۰۱	۲	۵
	یا	!	الف	عین	لام	یا	الف	سین	تا	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	۱۱	۳	۱۱۱	۱۳۰	۷۱	۱۱	۱۱۱	۱۳۰	۴۰۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تاریخ طبعزاد ناظم بعدیل شاعر عدیم النظیر شیخ محمد جان صاحب تخلص شاد پیر و منیر

گفتش شیرین زبان چو کرد رقم سال طبعش بگفت شاد چنین	قصۂ دلفریب و جان سخن گل زیبا ہے بوستان سخن

تاریخ نتیجہ فکر شاعر نازک خیال سخنور بیمثال یادگار شعراے حال و سلف منشی اشرف علی صاحب متخلص باشرف

۱۳۰۹ ہجری

ہوئی زینت طبع تصنیف عیش دم فکر تاریخ دل نے کہا	ہر اک لفظ اشرف ہے کیا عشق خیز لکھو یہ فسانہ چھپا عشق خیز

۱۳۰۹

ایضاً

عیش کا جب ہوا فسانہ طبع — مشتری ہو گئے خواص و عوام

فکر تاریخ ہی اگر اشرف — کر رقم کیا ہی بے نظیر کلام

تاریخ تصنیف شاعر یکتا صاحب فکر رسا منشی گوبند پرشاد صاحب متخلص فضا

آنکہ از جان و دل فدائے علی — ہست مشہور او بنام عیش

داستانے بر از لطائف گفت — کرد گویا کہ انتظام عیش

خاصہ طبع او بداد از شوق — ناظرین را ہمین پیام عیش

دم نظارہ شائقانش را — لذتے داد ہر مقام عیش

گو فضا سال ہجری این مصراع — فرحت آگین ز بس کلام عیش

تاریخ تصنیف سخنور با ذہن و ذکا لالہ راج بہادر المشہور بہ تاج کرشن متخلص بہ تاج کاتب فسانہ ہذا خلف منشی پیارے لال صاحب خوشنویس ساکن محلہ لوبستہ

مالک خاص اودھ اخبار واہ — کیا ذکی و عاقل و فرزانہ ہی

خو میں اُسکی بالکل سخاوت گستری — دل میں یکسر ہمت مردانہ ہی

ہی مرا آقائے والا مرتبت — مجھ پہ چشم عاطفت روزانہ ہی

تھی جو منظور نظر تصنیف عیش — جسکے ہر صفحہ پہ دل دیوانہ ہی

چھپ گئی ہوتے ہی حکم انطباع — واہ یہ انداز کیا شاہانہ ہی

سال طبع اسکی تاج لکھ از روی جوش — دلپذیر و جانفزا افسانہ ہی

سنہ ۱۳۰۲ھ

ولہ

طبع شد چون این فسانہ دلفریب — بے نظیر و لاجواب و بے مثال

ہاتف غیبی ز روئے داد تاج — برق خرمن سوز دلہا گفت سال

سنہ ۱۳۰۲ھ

تاریخ تصنیف شاعر خوش کلام آسمان شعر و سخن را بدر منشی لچھمن پرشاد صاحب متخلص صدر

افسانہ نو کہ عیش نوشت — لاثانی ست بوصف او زبان گویا

صدر را بے سال او طبعش گفتم — افسانۂ دلفریب و نثرے زیبا

سنہ ۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ شاعر با ذہن و ذکا صاحب فکر صائب منشی کھنولال تائب مالک کارخانہ بزم تہذیب سیحے گنج لکھنؤ در صنعت زبر و بینہ و ذو وزنین

عیش جو ہین منشی یکتائے دہر — جن کا ہی مداح ہر اہل نگاہ

فکر کا اک گلکدہ اُنکے عجب — جو ہوا آراستہ ہم شکل ماہ

خامہ تائب نے لکھا سال طبع — چھپ گیا نایاب یہ افسانہ واہ

سنہ ۱۳۰۲ھ

تاریخ تصنیف سخنور نبیل شاعر نامی و جلیل سید مہدی حسن صاحب تخلص عقیل

افسانہ عیش چھپ چکا جب
ماشاء اللہ چشم بد دور
منقوط میں اسکی طبع کا سال

مین نے لکھی عقیل اسکو دیکھا
گویا ہے نگار ماہ سیما
نشتر زن قلب عشق لکھا

قطعہ تاریخ تصنیف اعلم العلما اکمل الکملا افضل الفضلا جامع علوم معقول و منقول حاوی فروع و اصول جناب مولوی محمد عبد العلی صاحب مدراسی متخلص بہ آسی

کیا چھپا ہے دلفریب افسانۂ عیش آج کل
ہاں اس افسانے کے آگے سب فسانے ہیچ و پوچ
ناظرین کیوں اسلئے اس داستان میں عیش نے
ہے بھری ہیں فصاحت اور بلاغت کوٹ کوٹ
آسی اسکا مصرع تاریخ کیا خوب آگیا

جس سے راہ وصل حسن و عشق ہو جاتی ہے طے
تہہ رزم دلیری یا ہو بزم جنگ و نی
عیش و عشرت کے لوازم سے نہ چھوڑی کوئی شے
نقطے سے معنی نمایاں جس طرح مینا سے مے
دلفریبی کا یہ افسانہ عدیم المثل ہے

تاریخ تصنیف شاعر خوش فکر بر ہمہ اصناف سخن قادر سید نادر حسین متخلص بہ نادر

چھپ چکا جب عیش کا افسانہ پاک و نفیس
اختر تابندہ نقطے کہکشان بین السطور
اس فسانے میں مصنف نے کیا کار مسیح
پھول لفظیں غنچہ نقطے حرف ہیں برگ و ثمر
یادگار اہل عالم یہ فسانہ کیوں نہو
مدح خوان ہر دم مصنف کی رہا کرتی حضور
اس فسانے میں مصنف نے کیا اصل علی
مثل نشتر ڈوب جاتا ہے دل عشاق میں
تجکو آئے نادر اگر ہے فکر سال طبع کی

بڑھ گئی آفاق میں کچھ اور شان حسن و عشق
ہیں دوائر مہر و ماہ آسمان حسن و عشق
ڈالدی ہے نثر کے قالب میں جان حسن و عشق
سطر ہے ہر ایک سرو بوستان حسن و عشق
اس سے دنیا میں رہا نام و نشان حسن و عشق
فی المثل ہوتی اگر گویا زبان حسن و عشق
کس فصاحت کس بلاغت سے بیان حسن و عشق
اس کہانی کا ہر اک فقرہ بسان حسن و عشق
کر رقم عمدہ لکھی ہے داستان حسن و عشق

تاریخ آغاز و اختتام از مصنف

لکھ چکا جب میں یہ قصہ دلفریب عاشقان
عیش تاریخ شروع و ختم دونوں ایک جا

دلپسند و دلکش ارباب عالم ہوگیا
کر رقم ہے دلپسند و دلنواز و دلربا

ایضاً

افسانہ ام چو ختم شد از فضل کبریا
بودم بہ فکر ختم و ہم آغاز بہر سال

از خامہ ام فزون شدہ توقیر حسن و عشق
بنوشت کلک عیش چہ تصویر حسن و عشق

تاریخ طبع فسانہ از مصنف

ای عیش چھپا جو یہ فسانہ
بے روے حسد ہی طبع کا سال

ہر صفحہ ہی مثل باغ رنگین
بیشک ہی نگار خانۂ چین

خاتمۃ الطبع سابق منجانب کار پردازان مطبع

کلام دلفریب فی الحقیقت غارتگر متاع صبر و شکیب ہی بزم سخن کی اسی نگار شوخ و شنگ سے رونق و زیب ہی نظم ہو یا نثر دونون کا ایک حال ہی وہ اگر محبوب ماہ جمال ہی تو یہ بھی معشوق پری تمثال ہی وہ اگر دلدار دلستان ہی تو یہ بھی یار دلربا آفت جان ہی وہ اگر شاہد با غنج و دلال ہی تو یہ بھی عروس حور جمال ہی وہ اگر اعجاز شاعر نازک خیال ہی تو یہ بھی سحر حلال دبیر عطارد مثال ہی وہ اگر رشک وہ لعبت فرنگ و چین ہی تو یہ بھی غیرت افزاے ناظورۂ خورشید جبین ہی وہ اگر معشوق زیور پوش الفت ہی تو یہ بھی مرصع جوشن بازوے محبت ہی وہ اگر لیلاے لیل تنہائی ہی تو یہ بھی سلماے روز صبر و شکیبائی ہی وہ اگر گوہر شاہوار کی لڑی ہی تو یہ بھی ایک نور کی گلریز پھلجھڑی ہی وہ اگر محبوب شوخ و شنگ ہی تو یہ ترک خانہ جنگ ہی اگر اسکے قدردان ہزار ہین تو اسکے بھی رتبہ شناس بیشمار ہین اگر لوگ اسکے حسن کے دیوانے ہین تو اس شمع افروز شبستان الفت کے ہزارون پروانے ہین اگر اسمین دل گرفتگی کے ہنر ہین تو اسمین دل مین چٹکیان لینے کے جوہر ہین اگر یہ دونون گوہر بیش بہا عقل و انصاف کے کانٹے مین تولے جائین تو ماشاء اللہ دونون بلے برابر نظر آئین رتی بھر کا فرق نہ پائین المختصر یہ فسانۂ دلفریب اور رنگین جسکے حسن بیان کا اور لطف زبان لکھنو کا شش جہت مین شہرہ ہی انا و لا غیری کا دم بھر رہا ہی جب سے اس ترک جفا پیشہ و عروس زیبا و رعنا نے طبع کا زیور مرصع و لباس پر تکلف زیب جسم نازنین فرمایا ہی قتل عشاق جہان کا بیڑا اٹھایا ہی یہ فسانہ بمثال ہر آئینہ اردو زبان کا فوٹو گراف ہی جو فقرہ ہی الماس کی صورت شفاف بول چال صاف صاف ہی اسکے روزمرون محاورون کا کیا کہنا لکھنو کی زبان عبارت سلیس فصاحت آمیز فقرے لطیف و نفیس حیرت انگیز مضامین نازک معانی دلنشین لفظین جواہر کے ٹکڑے ہین جو ہر یان بازار معانی نے نہ کسی کتاب مین دیکھے نہ کسی زبان سے سنے ہین بقول حضرت سرور مغفور مثل ہی سے نہ الفاظ تلازم سے یہ خالی ہی ہر اک فقرہ کہانی کا گواہ بے مثالی ہی جہان طلسم کا بیان ہی وہان بھر سامری و شہیال قربان ہی جہان وصل کی داستان کا ذکر آیا ہی وہان زبان نے عجب مزہ اٹھایا ہی بوس و صلی کے بھی کا غذ چسپان بہم ہونے لگے دل بیتاب جگر بیقرار ہی لاکھ لاکھ بار سننے کا امیدوار ہی جہان بزم کا لطف اسکی کیفیت کا آئینہ دکھلایا ہی وہان جشن جمشیدی کا مرقع نظر آیا ہی جہان کسی باغ کی تازہ بہار دکھلائی ہی وہان شوق گلگشت مین خود جنت آسمان سے اتر آئی ہی جہان کہین کسی غربت زدہ کی دشت نوردی کا بیان ہی وہان دنیا آنکھون مین ویران ہی جہان ذکر فراق دلبر مہر جمال ہی وہان دلیر ہجوم

صدمہ و ملال ہی جہان کسی بزم مین ذکر ناؤ نوش ہی وہان غم دین و دنیا فراموش ہی جہان کہین کسی کی لڑائی بیان کی
ہی وہان مؤلف نے اپنی جان لڑادی ہی جہان جس چیز کا جیسا بیان ہی وہان ویسا ہی اسکا ساز و سامان ہی اس
کہانی دلگی کی نشانی کے مؤلف شہنشاہ اقلیم سخندانی عندلیب شیوا زبان گلزار مضامین و معانی آب و رنگ
بوستان شعر و سخن گل سرسبد حدیقۂ سہر علم و فن کشاعر ہمہ دان دبیر سحر بیان ناسخ فکر آتش کلام عیش تخلص جناب
منشی فدا علی نام عرف اچھے صاحب مشہور خاص و عام ہین شیرین سخنی عذب البیانی مین محسود ارباب
کلام ہین با این ہمہ ہمہ دانی ہیچمدانی کو اپنا شعار کیا ہی منکسر مزاج متواضع انتہا کے ہین تعلی کو جانتے نہین کیا
چیز ہی جب کسی نے کچھ تعریف کی کبھی تو یہی فرمایا کہ بندہ عاجز و ناچیز ہی الحاصل یہ فسانہ جو اپنے لطف و خوبی
مین بیمثال ہی مؤلف کے کمال بیدال ہی مدت تک یہ فسانہ لاجواب زاویۂ خمول مین پڑا رہا طبع ہونے کا
کچھ بندوبست نہوا آخر الامر کل امر مرہون باوقاتہا کل جدید لذیذ کے خیال سے جناب فضایل مآب فواضل
ایاب المستغنی عن المدح و الاوصاف المشہور فی الآفاق والاکناف سراپا اشفاق والطاف مجمع خوبیہای بیکران
مخزن کمالات فراوان مشمول عواطف ایزد منان موسس اساس لطف واتحاد جناب منشی جالپا پرشاد سلمہ
رب العباد جو بڑے عالی خاندان والا دودمان یمن فی الواقع صاحب فضل وامتنان ہین جن کے آبا و اجداد
ہمیشہ سے عہدہ ہای جلیلہ و مناصب رفیعہ پر ممتاز رہے سرکار شاہان دہلی واودھ مین معزز و سرفراز رہے
فی الحال عہدۂ سکرٹری اودھ اخبار پر مامور ہین عالی جناب فیض مآب والا خطاب معلی القاب ابر کرم کان سخا
ہنر پیشہ مسیحا صاحب خلق و فتوت سراپا تصویر حلم و مروت فرید الدہر وحید العصر عالی ہمتی مین معروف
نزدیک و دور عالی جاہ جناب منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مطبع آفاق مرجع اودھ اخبار کے
گویا دستور ہین انکے حسن اہتمام و سعی بلیغ و کوشش مالاکلام و سرپرستی فراوان سے جناب منشی صاحب ممدوح
و موصوف نے طبع فرمانا منظور کیا لا لہ راج بہادر خوشنویس المشہور بہ تاجکرشن خوشنویس اُستاد رشک میر عماد کو تحریر کیواسطے دیا ماشاء اللہ
اُنھون نے ایسا عمدہ صاف و خوشخط التسطیر کیا گو ہر لفظ کے قالب مین الماس و یاقوت جڑ دیا محب قلبی شفیق دلی مرزا
عاشق علی منصرم کی توجہ سے مصلحان سنگ فرہاد چنگ نے ہر پتھر ایسا نفیس بنایا جس نے حسن
عارض شیرین کو شرمایا حرفون کی تقدیر معکوس کو خوب سیدھا بنایا اُستاد کار پریسمینون نے وہ
چھاپ و شفاف چھاپا کہ آئینۂ سکندر کو رشک آیا نہ چھپانہ بھرا چھا مین کا نام و نشان نہ پایا جب
پتھر پر سیاہی دی بیلن نے بے لن ترانی بات نہ کی کل بجلی کرنے والی سے جو فرمہ نکلا نور علی نور کا کلمہ
پڑھا سطر و حروف چہرہ آرای گلستان ہی سطور رشک سنبلستان ہی خدا کرے یہ فسانہ مشہور زمانہ
ایسا مطبوع طبایع خاص و عام ہو کہ ہر بار پھر عمدہ چھپنے کا اہتمام ہو مخفی نرہے کہ جناب ممدوح و موصوف کے
اکثر تصانیف نظم و نثر کہ جنکو خریطۂ جواہر گہنائے بیبہا ہی اور لعل شب چراغ شبستان فصاحت و بلاغت لکھنا بجا
ہی انکی استغنا اور بے پروائی کے باعث سے جو احباب اولوا الالباب لے گئے نہ ادھر سے بوفور مروت

تقاضا ہوا نہ وہ خود اُن درہاے منثور کو دے گئے چنانچہ ایک صاحب آزاد منش ایک ساقی نامہ مؤلف ممدوح الصدر
کا باصرار و الحاح تمام لے گئے بقول سعدی خانۂ دوستان بروب و در دشمنان مکوب آج تک نہ عنایت فرمایا حضرت
کو اسکا کبھی کچھ خیال نہ آیا جناب میر نواب صاحب مرحوم و مغفور ـــہ لگا دیا ہے مضامین نو کا پھر انبار ہے
خبر کر دو مرے خرمن کے خوشہ چینون کو ؏ اب جو کلام بلاغت نظام آپکا طبع ہو کر مطبوع طبائع خاص و عام ہوا
انمین سے ایک واسوخت مسمی بہ آتش عشق ایک مخمس ترکیب بند ہوس پر مسمی بہ طلسم عبرت ہے جسکی دور و نزدیک نہایت شہرت
ہے ایک مسدس موسوم بہ فغان عیش جو حال وفات معشوق مین لکھا ہے اگر عین انصاف سے دیکھیے تو بحر البکا ہے
ایک مثنوی مسمی بہ نجم طالع معروف بہ نہر درخشان جسمین حال میلاد چہاردہ معصوم علیہم السلام ہے اُسمین کتب معتبرہ
احادیث و اخبار سے تحریر کا اہتمام ہے ایک مثنوی موسوم بہ گنج شہیدان ہے جسمین اسماے مبارک شہداے کربلا
و عزیزان جناب حضرت خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا اس بے تکلفی سے نظم فرمائے ہین جو آجتک حدیثون کی
کتابون مین کم نظر آئے ہین ظاہر ہے کہ عرب کے مشکل نامون کا ایک بحر متقارب مین بے کم و کاست تصحیح اعراب کتب
لغات سے بحوالہ کتب معتبرہ مثل ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمۃ والرؤف سید ابن طاؤس و بحار الانوار جناب اخوند مجلسی ملا محمد باقر
اصفہانی اعلی اللہ مقامہ و مقتل ابی مخنف سے نظم فرمانا کار مصنف نہین بلکہ اعجاز ائمہ طاہرین علیہم السلام ہے و نیز مشہور
بین الخواص والعوام ہے ایک یہی فسانۂ دلفریب ہے جسکے دیکھنے سے دل عشاق بے صبر و ناشکیب ہے جس کی تعریف
و توصیف مین اسیقدر کہنا زیبا ہے ـــہ ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ ؏ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ؏ اس سے زیادہ
مدح کرنا محض فضول و بیجا ہے ایک نثر دلکش و دلربا مسمی باسم تاریخی ارمغان احباب مشہور بہ گلگشت عیش
عیش باغ کے میلون کی تعریف مین لکھی ہے ایسی نثر زیبا و جانفزا دوسری نہین ہے اسکے دیکھنے سے مینا بازار کا لطف
اُٹھتا ہے اُس مین بھی مصنف کی شیرین زبانی کا مزا ہے ایک مثنوی موسوم بہ اشک مسلسل بطور مرثیہ حال وفات حضرت
واجد علی شاہ سلطان اودھ انار اللہ برہانہ مین نظم کی ہے اُسمین داد طبع آزمائی دی ہے علیحدہ تو نہین مگر مختلف اخبارون
مین چھپی ہے اکثر خواتم طبع و تواریخ مطبوعہ سنین ماضیہ اسی مطبع آفاق مرجع جناب بلند بارگاہ منشی نولکشور عالی جاہ مین
کتب مختلف پر سابق ازین چھپ چکے ہین وہ بھی اہل عالم کی نظر کیمیا اثر سے اکثر گذرے ہین اب جو تصنیفات
حضرت مسبوق الذکر طبع نہین ہوئین وہ بھی اپنی بلند نامی مین بیمثال ہین قابل ملاحظہ ارباب علم و کمال ہین منجملہ
اُنکے دو دیوان فصاحت عنوان اور چند مخمسات ناسخ مرحوم و آتش مغفور کے اُن غزلون پر جو مدح جناب ولایت
مآب حضرت اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین لکھی ہین وہ لائق معائنہ ارباب
فضل و ہنر ہین ایسے مضامین رشیقہ کلام سابقین و حال مین کمتر دیکھے ہین علی ہذا القیاس چند مرثیہ و سلام و
قصائد وغیرہ جنکا ذکر موجب تطویل کلام ہے تحریر نہین کیا عروس خاتمۃ الطبع کو زیور ایجاز و لباس اختصار پہنا دیا

خاتمۃ الطبع حال از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت حسیر فیان دار العیار سخندانی کو مژدۂ طرب افزا - اور جوہریان رستہ بازار معانی کو نوید مسرت انتما
کہ ان ایام عشرت فرجام مین - مجموعۂ نایاب - فسانۂ لاجواب - دل کا بہلانے والا - راتون کی نیند اڑانے والا -
جوانون کے دلون کی جان - عاشق مزاجون کا ایمان - جسکا ہر ہر فقرہ اعجاز مسیحائی دکھاتا ہی - مُردہ دلون اور
افسردہ خاطرون کو وجد مین لاتا ہی - اگر پیر صد سالہ پڑھے یا سنے مست ہوجاے - جوانون کا کیا ذکر ان کا تو
نقد ہوش سر دست کھو جاے - وصال کے مضامین شباب کی راتین کسی کی گذری ہوئی باتین یاد دلاتے
ہین - سختان فراق پر سینہ فگاران دشنۂ غم آنکھون سے ندی آنسوون کی بہاتے ہین - اعنی باعث سرور
عاشقان ناشکیب - اسم بامسمی افسانۂ دلفریب نتیجۂ فکر آسمان گذر - کرشمۂ خیال انور - شاعر عدیم المثال
شہرۂ آفاق محسود شیوا زبانان عجم و عراق - شہسوار عرصۂ فصاحت - یکہ تاز مضمار بلاغت - غواص قلزم سخنوری
زیب و سادۂ بزم سخن پروری - نخلبند گلشن تر زبانی - کدیور گلزمین رنگین بیانی - ماہر اسرار خفی و جلی - جناب
منشی فدا علی عرف اچھے صاحب المتخلص بہ عیش لکھنوی ہی - اگرچہ مصنف علام نے اپنی زبان سے
نہین فرمایا ہی بلکہ اپنی ہیچمدانی کو براہ انکسار از حد بڑھایا ہی - مگر براہ انصاف جس نے دیکھا - جواب فسانۂ عجائب
اسکو کہا - اول سے آخر تک کل عبارت کو مقفی و مسجع تحریر فرمایا - زور طبع سے دریاے فصاحت من اولہ الی آخرہ
بہایا - پھر وہ قافیہ پیمائی نہین کہ فقرۂ اولی دو لفظ کا اور دوسرا مجبوری سے دس لفظ کا ہی - اسمین ہر ہر فقرہ برابر
کا بطور نظم ساختہ کا ڈھلا ہی ہیچ ہی مبدا فیاض سے ہر شخص کا حصہ جداگانہ ہی - فضلنا بعضکم علی بعض قول
خداے یگانہ ہی ؎ حلق بسمل کا صداے دگر ست ٭ نالۂ عاشق بناے دیگر ست ٭ مصنف ہمہ دان نے
بوستان کتاب مین ایک چمن بیخزان لگایا ہی - جسکے ایک ایک گل نے تمام اہل جہان کو اپنا بلبل بنایا ہی ؎
یہان تک باغبان نے باغ سینچا خون بلبل سے ٭ کہ آخر رنگ ہو کر پھوٹ نکلا چہرۂ گل سے ٭ اسی افسانہ کے
حق مین کسی شاعر نے فرمایا ہی - فی الحقیقت کیا سچا مضمون نظم کیا ہی ؎ حسن جانان ہی لالہ زار نہین ٭ ہو خزان جسکو وہ
بہار نہین ٭ فالحمد للہ علی احسانہ کہ یہ فسانۂ ہر دل عزیز بمزید اہتمام اور حسن انتظام سے مطبع نامی مشہور نزدیک و دور
منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین باہتمام و حسن انتظام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع
موصوف بماہ اکتوبر ۱۹۱۴ء مطابق ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر مقبول
دلہاے خاص و عام بار سوم تفریح عاشقان ناکام ہوا